عمران سیریز
فائٹ پلس
مظہر کلیم ایم اے

اس ناول کے تمام نام' مقام' کردار' واقعات اور پیش کردہ سچوئیشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز' مصنف' پرنٹر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشر ------- مظہر کلیم ایم اے
اہتمام ---- محمد ارسلان قریشی
تزئین ------ محمد علی قریشی
طابع ------ شہکار سعیدی پرنٹنگ پریس ملتان

KHAN BROTHERS MULTAN
Price Rs 75/-

کتب منگوانے کا پتہ

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Ph 061-4018666
Mob0333-6106573

# چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول ”فائٹ پلس“ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس ناول میں یہودیوں کی انتہائی طاقتور اور خفیہ تنظیموں کے ایجنٹوں سے عمران اور عمران کے ساتھیوں کا بھرپور اور خوفناک مقابلہ سامنے آیا ہے۔ اس ناول میں عمران کو ایک ایسی جسمانی فائٹ بھی لڑنی پڑی ہے جس میں اس کے مقابلے پر مارشل آرٹ میں ناقابل تسخیر سمجھے جانے والا فائٹر ایجنٹ مقابلے پر تھا۔ اسی طرح چار انتہائی ماہر، پھرتیلی اور تیز لیڈی ایجنٹوں سے صدیقی کو مقابلے پر اترنا پڑا اور یہ فائٹ اس قدر خوفناک ثابت ہوئی کہ عمران اور اس کے ساتھی پلکیں جھپکانا تک بھول گئے۔ انتہائی دلچسپ کہانی اور لحہ بہ لحہ بدلنے والے واقعات نے یقیناً اس ناول کو یادگار بنا دیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول بھی قارئین کے اعلیٰ معیار پر ہر لحاظ سے پورا اترے گا۔ البتہ یہ دلچسپ ناول پڑھنے سے پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جواب بھی ملاحظہ کر لیجئے کیونکہ یہ بھی اپنی جگہ دلچسپی سے بھرپور ہیں۔

ڈیرہ غازی خان سے حافظ سجاد ندیم نے یکے بعد دیگرے دو خط لکھے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔ ”میں نے آپ کے پرانے ناول بھی پڑھے ہیں اور نئے بھی۔ مجھے آپ کے پرانے ناول زیادہ پسند

آئے ہیں۔ نئے ناولوں میں آپ نے مزاح کی چاشنی کم کر دی ہے۔ ایکشن تو سرے سے ہی ختم کر دیا گیا ہے جبکہ آپ کے پرانے ناولوں میں یہ سب کچھ موجود تھا۔ ایک ناول کے پیش لفظ میں آپ کے نوجوان بیٹے کی وفات کا پڑھ کر بے حد دکھ ہوا۔ میری بہن کا اکلوتا بیٹا جو پانچ بہنوں کا اکلوتا بھائی تھا فوت ہو گیا ہے۔ اس پر ہم بے حد غمزدہ ہیں''۔

محترم حافظ سجاد ندیم صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پڑھنے کا بے حد شکریہ۔ مجھے افسوس ہے کہ نئے ناولوں میں آپ کو ایکشن اور مزاح نظر نہیں آیا حالانکہ یہ سب میرے ہر ناول میں چاہے وہ پرانا ہو یا نیا موجود ہوتا ہے۔ اصل میں ہر ناول کا بنیادی موضوع، ٹمپو، مشن اور مشن کی تکمیل کا طریقہ کار مختلف ہوتا ہے اس لئے ہر ناول میں ایک جیسا ایکشن یا مزاح نہیں لکھا جا سکتا ورنہ ناول میں جگہ جگہ جھول آ سکتے ہیں اور آپ اسے پڑھتے ہوئے دلچسپی قائم نہیں رکھ سکتے۔ آپ نے میرے بیٹے کی وفات پر جس دلی رنج کا اظہار کیا ہے میں اس کے لئے آپ کا ذاتی طور پر مشکور ہوں۔ مجھے ذاتی طور پر آپ کے بھانجے کی وفات پر بھی دلی دکھ پہنچا ہے۔ چونکہ میں اس انتہائی دکھ کی کیفیت سے گزر چکا ہوں اور مسلسل گزر رہا ہوں اس لئے مجھے آپ، آپ کی ہمشیرہ اور دیگر قریبی متعلقین کے دکھ کا بخوبی احساس ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ میں آپ سب کے غم میں برابر کا شریک



ہوں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

شورکوٹ شہر سے عثمان محی الدین لکھتے ہیں۔ ''میں نے آپ کو پہلے بھی خط لکھا تھا لیکن آپ نے میرے خط کا جواب نہیں دیا۔ ہم قارئین تو آپ سے محبت کرتے ہیں لیکن آپ ہمارے خطوط کا جواب ہی نہیں دیتے۔ آپ کے ناول ''بلیو برڈ گروپ'' اور ''وننگ پارٹی'' بے حد پسند آئے ہیں۔ ان کے ساتھ ساتھ مجھے آپ سے کافی شکوے ہیں۔ مثلاً عمران کی شادی آپ نہیں کرا رہے۔ دوسرا شکوہ یہ ہے کہ ناول میں اب مزاح صرف دو تین جملوں تک محدود ہو گیا ہے۔ تیسرا شکوہ یہ ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس چھوٹی سی ہے جبکہ کافرستان کے پاس بڑے بڑے ادارے ہیں اس لئے میری درخواست ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس میں نئے جوان شامل کریں۔ آخری شکوہ یہ ہے کہ آپ نے کرنل فریدی پر لکھنا کم کر دیا ہے اور قاسم دی گریٹ سے ملاقات ہوئے طویل عرصہ گزر گیا ہے۔ امید ہے آپ میرے خط کا جواب ضرور دیں گے''۔

محترم عثمان محی الدین صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے اس قدر طویل خط بلکہ خطوط نجانے کتنی قسطوں میں لکھے ہوں گے لیکن مجھے ایک ہی نشست میں پڑھنا پڑا۔ بہرحال یہ آپ کی بے پایاں محبت ہے کہ آپ نے اتنا طویل خط لکھا ہے۔ خطوط کے جواب کے بارے میں بارہا میں نے لکھا ہے کہ ان خطوط کے جواب دیئے جاتے ہیں جن میں سب کی

دلچسپی کا مواد موجود ہو اور وہ بھی باری آنے پر کیونکہ اگر میں ہر ماہ آنے والے تمام خطوط کے جواب دینا شروع کر دوں تو آپ کو ناول کی بجائے شارٹ سٹوری پڑھنے کو ملے گی۔ جہاں تک آپ کے شکوں کا تعلق ہے تو آپ کے تمام شکوے بجا ہیں۔ بہرحال عمران کی شادی اپنے وقت پر ضرور ہو جائے گی لیکن اس کے بعد کیا ہو گا اس بارے میں آپ خود سوچ سکتے ہیں۔ مزاح بھی اس حد تک اچھا لگتا ہے جس حد تک وہ کہانی کے ٹیمپو کو مجروح نہ کرے ورنہ آپ خود شکوہ کریں گے کہ ہم طویل مزاح سے بور ہو گئے ہیں۔ جہاں تک آخری شکوے کا تعلق ہے تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کو مسلسل عمران سے شکایت رہتی ہے کہ اس کی وجہ سے تمام ممبران فارغ رہتے ہیں۔ اگر آپ فارغ رہنے والوں کی تعداد بڑھانا چاہتے ہیں تو دوسری بات ہے۔ بہرحال میں کوشش کروں گا کہ آپ کے شکوے دور کر سکوں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

**E.Mail.Address**

**mazharkaleem.ma@gmail.com**

خاور اپنے فلیٹ میں بیٹھا ٹی وی پر ایک دلچسپ فلم دیکھنے میں مصروف تھا کہ کال بیل کی آواز کمرے میں گونجی۔ خاور یہ آواز سن کر بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے سامنے میز پر رکھے ریموٹ کنٹرول کو اٹھا کر ٹی وی آف کر دیا۔ اس دوران دوسری بار گھنٹی بجی اور پھر کافی دیر تک بجتی رہی۔ خاور نے ریموٹ کنٹرول واپس میز پر رکھا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے ڈور فون کا رسیور ہک سے نکال کر کان سے لگایا اور اس کا بٹن پریس کر دیا۔

''کون ہے''...... خاور نے اونچی آواز میں پوچھا۔

''فرخندہ''...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی تو خاور بے اختیار اچھل پڑا۔ اس نے جلدی سے رسیور واپس ہک میں ڈالا اور آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔

''شکریہ۔ آپ نے دروازہ تو کھولا ورنہ میرا تو خیال تھا کہ مجھے کھل جا سم سم چالیس روز تک پڑھنا پڑے گا''...... دروازے کے سامنے کھڑی ایک نوجوان اور خوبصورت مقامی لڑکی نے مترنم لہجے میں کہا جس نے مقامی لیکن خاصا قیمتی لباس پہنا ہوا تھا۔ اس کے بال براؤن کلر کے تھے اور اس کے شانوں پر بکھرے ہوئے تھے۔ اس کے کانوں میں انتہائی نفیس اور قیمتی ٹاپس تھے۔ البتہ انگلیاں اور کلائیاں خالی نظر آ رہی تھیں۔

''آپ نے کس سے ملنا ہے''...... خاور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مسٹر خاور سے''...... لڑکی نے جواب دیا تو خاور کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''لیکن میں تو آپ کو جانتا ہی نہیں''...... خاور نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کیا یہ سارا انٹرویو آپ نے یہیں دروازے پر کھڑے کھڑے لینا ہے۔ کیا اندر کوئی عورت موجود ہے جو آپ مجھے اندر نہیں بلا رہے''...... فرخندہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''آیئے تشریف لایئے''...... خاور نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور ایک طرف ہٹ گیا۔

''شکریہ''...... فرخندہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس نے کوئی عظیم مملکت فتح کر لی ہو اور اب اس مملکت



میں بطور کسی فاتح کے داخل ہو رہی ہو جبکہ خاور ہونٹ بھینچے کھڑا تھا۔

''اچھا صاف ستھرا فلیٹ ہے۔ لگژری بھی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ کی آمدنی خاصی ہے''...... فرخندہ نے ہال میں پہنچ کر غور سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

''تشریف رکھیں محترمہ''...... خاور نے کہا۔

''کیا میں آپ کو بوڑھی کھوسٹ نظر آ رہی ہوں یا آپ کی آنکھوں میں کوئی پرانے دور کے لینز لگے ہوئے ہیں کہ سب آپ کو پرانے دور کے بوڑھے ہی نظر آتے ہیں''...... فرخندہ نے پلٹ کر قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں نے تو بیٹھنے کے لئے کہا ہے۔ یہ بڑھاپا کہاں سے درمیان میں داخل ہو گیا''...... خاور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ بوڑھے اور تکلف زدہ الفاظ ''تشریف رکھیں'' اور پھر ''محترمہ'' نے تو لٹیا ہی ڈبو دی۔ ابھی پوچھ رہے ہو کہ بڑھاپا کہاں سے آ گیا''...... فرخندہ نے بڑی بڑی آنکھیں نکالتے ہوئے کہا تو خاور بے اختیار ہنس پڑا۔ وہ اب یہ سوچ کر نارمل ہو گیا تھا کہ فرخندہ کوئی سنکی لڑکی ہے جسے ٹی وی چینلز پر آنے والے ڈرامے دیکھ کر خود بھی ڈرامہ کرنے کا شوق چرایا ہے۔

''شکر ہے تم ہنسے تو سہی ورنہ مجھے تو یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے لڑکی کو اپنے فلیٹ میں داخل ہوتے دیکھ کر تم کسی بھی وقت

بے ہوش ہو کر گر سکتے ہو''...... فرخندہ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''یہ حقیقت ہے کہ اس فلیٹ میں جب سے میں موجود ہوں تم پہلی لڑکی ہو جو یہاں داخل ہوئی ہے''...... خاور نے فریج سے جوس کے دو ٹن نکال کر میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

''واہ۔ غیر ملکی جوس۔ واہ۔ یہ تو مزید اچھی خبر ہے''...... فرخندہ نے جوس کا ٹن اٹھا کر اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ تم پہیلیوں میں کیوں باتیں کرتی ہو۔ کیسی اچھی خبر''۔ خاور نے کہا۔

''کیا تمہارا ذہنی آئی کیو لیول اس قدر نیچے ہے کہ تم سیدھی سیدھی باتیں بھی نہیں سمجھ سکتے۔ پہلی اچھی خبر یہ تھی کہ فلیٹ اچھا، صاف ستھرا اور لگژری تھا۔ دوسری اچھی خبر یہ تھی کہ غیر ملکی جوس پینے اور پلانے والا معاشی طور پر خاصا مضبوط ہوتا ہے''...... فرخندہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''لیکن اس میں تمہارے لئے کیا اچھی خبر ہے''...... خاور نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''میرے لئے ہی تو یہ اچھی خبریں ہیں کیونکہ اب میں مستقل طور پر اسی فلیٹ میں رہوں گی''...... فرخندہ نے جوس کا ایک بڑا سپ لیتے ہوئے کہا تو خاور بے اختیار اچھل پڑا۔

''یہ کیا کہہ رہی ہو تم''...... خاور نے قدرے غصیلے لہجے میں



کہا۔

''بڑی بوڑھیاں کسی زمانے میں جب اپنی بیٹیوں کو ڈولیوں میں بٹھایا کرتی تھیں تو کہا کرتی تھیں کہ اب تمہارا اس گھر سے جنازہ ہی نکلے گا جس گھر میں ڈولی جا کر رکھی جائے گی۔ ویسے خاور، کیسا رومانٹک ماحول ہو گا۔ ایک باپردہ ڈولی ہے جس میں دلہن بیٹھی ہوئی ہے۔ دو آدمی اس ڈولی کو اپنے کاندھوں پر رکھے ہوئے ہیں اور اندھیرے کا سفر شروع ہو جاتا ہے۔ بے چاری دلہن کو معلوم ہی نہیں کہ یہ اندھیرے کا سفر کہاں جا کر ختم ہو گا۔ کیسا مکان ہو گا، کیسے لوگ ہوں گے، کیسا دولہا ہو گا اور اس پر یہ دھمکی کہ تمہارا جنازہ ہی وہاں سے نکلے گا''...... فرخندہ نے مزے لے کر بولتے ہوئے کہا۔

''سوری مس فرخندہ۔ بہت ہو گیا۔ اب تم جا سکتی ہو''...... خاور نے یکلخت سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اس طرح آنکھیں نکالنے اور سنجیدہ ہونے سے کچھ نہیں ہو گا اور تم نے دوبارہ ایسی مشق کی تو میں پولیس کو کال کر لوں گا اور تمہیں اپنی باقی زندگی جیل میں گزارنی پڑے گی اس لئے ایزی رہو''۔ فرخندہ نے باقاعدہ اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

''تم ہو کون اور کیا چاہتی ہو''...... خاور نے کہا۔ اب وہ واقعی انتہائی سنجیدہ تھا۔

''یہ اچھا سوال ہے۔ ساری رات یوسف زلیخا کا قصہ سنتے رہے

اور صبح کو پوچھ رہے ہو کہ زلیخا کون ہے۔ پچاس بار بتا چکی ہوں کہ میں فرخندہ ہوں اور اب پھر پوچھ رہے ہو کہ تم ہو کون۔ حیرت ہے اور ڈولی، جنازہ کی باتیں بھی سنی ہیں اور پھر پوچھ رہے کہ تم کیا چاہتی ہو۔ حیرت ہے۔ اس قدر بھی کسی کا ذہنی آئی کیو لیول ڈاؤن ہو سکتا ہے''...... فرخندہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ تمہیں گردن سے پکڑ کر باہر پھینکنا پڑے گا''...... خاور نے سرد لہجے میں کہا تو فرخندہ بے اختیار ہنس پڑی۔

''واہ۔ کیا رومانٹک سین ہو گا۔ واہ''...... فرخندہ نے ایک بار پھر چٹخارہ لیتے ہوئے کہا تو خاور بے اختیار ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''تمہیں اگر یہ فلیٹ پسند آ گیا ہے تو تم یہاں رہو۔ میں یہاں سے چلا جاتا ہوں''...... خاور نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

''اب تو ہمارا جنم جنم کا ساتھ ہے اس لئے اب یہ بچھڑنے کی غیر رومانٹک باتیں مت کرو۔ مجھے ہجر و فراق پر مبنی گانے پسند نہیں ہیں''......فرخندہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''صدیقی، چوہان اور نعمانی تین دوست ہیں میرے۔ میں ان تینوں کو یہاں بلا رہا ہوں تاکہ وہ تمہارے بارے میں فیصلہ کر سکیں''...... خاور نے کہا تو فرخندہ بے اختیار ہنس پڑی۔

''تمہارا مطلب ہے کہ میں فورسٹارز کا کیس ہوں جسے تم چاروں مل کر حل کرو گے''...... فرخندہ نے کہا تو خاور بے اختیار



اچھل پڑا۔ اس کے چہرے کے اعصاب یکلخت تن گئے تھے۔

''سچ سچ بتاؤ۔ کون ہو تم''...... خاور کا لہجہ یکلخت پھاڑ کھانے والا ہو گیا۔

''ارے۔ ارے۔ کیا ہوا۔ اس قدر غصہ کیوں آ گیا ہے تمہیں اور سنو۔ اگر تم یہ سمجھ رہے ہو کہ میں عام لڑکی ہوں اور تمہارے سامنے سر جھکا کر بیٹھ جاؤں گی اور اگر تم مارو گے تو سسکیاں ہی لیتی رہوں گی تو یہ غلط ہے۔ میں نے مارشل آرٹ میں بلیک بیلٹ حاصل کی ہے اس لئے ہوش میں رہ کر کوئی حرکت کرنا اور ویسے میں نے ایسی کون سی بات کر دی ہے کہ تمہیں اس قدر غصہ آ گیا ہے۔ دارالحکومت کے آدھے سے زیادہ لوگ جانتے ہیں کہ تم چاروں نے مل کر ایک خفیہ تنظیم فور سٹار بنائی ہوئی ہے اور تم اس تنظیم کے تحت مجرموں کے خلاف کارروائی کرتے ہو۔ اگر میں نے یہ بات کر دی ہے تو اس قدر مرچیں کیوں چبا رہے ہو اور یہ بات بھی سن لو کہ تم چاروں سٹار ہو لیکن میں سپر سٹار ہوں''...... فرخندہ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''تمہارا تعلق کس تنظیم سے ہے اور کس نے تمہیں یہاں بھیجا ہے اور تم مجھے کیسے جانتی ہو''...... خاور نے پہلے سے زیادہ سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کے ذہن میں دھماکے ہونے شروع ہو گئے تھے۔ وہ سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ ایک لڑکی آ کر اس طرح کھل کر باتیں کرے گی۔

’’کیا تمہارا تعلق زیر زمین دنیا سے ہے‘‘...... خاور نے پوچھا۔

’’زیر زمین دنیا میں تو حشرات الارض رہتے ہیں۔ کیا میں تمہیں حشرات الارض میں سے نظر آ رہی ہوں‘‘...... فرخندہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

’’اچھا۔ تم یہاں آئی کیسے ہو‘‘...... خاور نے ایک اور پہلو سے بات کرتے ہوئے کہا۔

’’یہاں سے گزر رہی تھی کہ باہر دروازے پر تمہارے نام کی پلیٹ نظر آئی۔ میرے نام میں بھی ’’خ‘‘ موجود ہے اور تمہارے نام کا آغاز بھی ’’خ‘‘ سے ہوتا ہے اس لئے میں نے سوچا کہ یہ جگہ میرے لئے شاندار رہے گی۔ میں نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا اور پھر تم نظر آئے تو میں اور بھی خوش ہو گئی کیونکہ تمہارا تعلق فورسٹارز سے ہے اور مجھے ایسے لوگ پسند ہیں جو مجرموں کے خلاف کام کرتے ہیں‘‘...... فرخندہ نے ایک بار پھر مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

’’یہاں آنے سے پہلے کہاں رہتی تھی‘‘...... خاور نے پوچھا۔

’’ایک جوس کے ٹن پر تم نے میرا پورا انٹرویو لے لیا ہے۔ کچھ شرم کرو۔ مجھے کسی اچھے سے ہوٹل میں لے جاؤ اور کھانا کھلاؤ پھر آگے بات ہو گی‘‘...... فرخندہ نے کہا۔ اس کی ذہنی رو یکلخت بدل گئی تھی۔

’’او کے۔ آؤ‘‘...... خاور نے اٹھتے ہوئے کہا تو فرخندہ بھی ایک



جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

’’کس ہوٹل میں لے جاؤ گے۔ کسی اچھے ہوٹل میں لے جانا۔ سنا تم نے۔ مجھے گھٹیا ہوٹلوں سے بے حد نفرت ہے‘‘...... فرخندہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

’’تم بے فکر رہو۔ مجھے بھی تمہاری طرح گھٹیا ہوٹلوں سے نفرت ہے‘‘...... خاور نے کہا۔

’’واہ۔ واہ۔ اسے کہتے ہیں ذہنی ہم آہنگی‘‘...... فرخندہ نے بچوں کی طرح خوش ہوتے ہوئے کہا تو خاور نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ اس لئے فوراً تیار ہو گیا تھا کہ اس طرح وہ اپنا فلیٹ اس سے خالی کرا سکتا تھا ورنہ اسے واقعی سمجھ نہ آ رہی تھی کہ وہ ایک اچھی بھلی سمجھ دار لڑکی کو کس طرح اپنے فلیٹ سے باہر نکالے۔ جہاں تک ہوٹل جانے کا تعلق تھا وہ اسے کسی ہوٹل میں لے جانے کی بجائے فورسٹارز کے ہیڈکوارٹر لے جا رہا تھا تاکہ صدیقی اور دوسرے ساتھیوں کو کال کر کے فرخندہ کا مسئلہ ان کے سامنے پیش کر سکے۔

ارباب کا مخبری کا نیٹ ورک پورے پاکیشیا میں پھیلا ہوا تھا۔ اس نے دارالحکومت کے ایک بزنس پلازہ میں باقاعدہ آفس بنایا ہوا تھا جس کے باہر تو کسی اور بزنس کا بورڈ لگا ہوا تھا لیکن یہاں بیٹھ کر ارباب نہ صرف بزنس کالیں وصول کرتا تھا بلکہ اپنے آدمیوں کو ہدایات بھی دیتا رہتا تھا۔ یہاں اس نے پورا سٹاف رکھا ہوا تھا جو فائل ورک کرتا تھا۔ اس کی بیوی لیلیٰ کا آفس بھی یہیں تھا لیکن لیلیٰ کسی ایک جگہ ٹک کر بیٹھنے کی عادی ہی نہ تھی اس لئے وہ اپنی مرضی سے آتی اور اپنی مرضی سے چلی جاتی تھی۔ وہ پہلے سے زیادہ پھیل گئی تھی حالانکہ سلم ہونے کے لئے وہ نجانے کون کون سی ورزش کرتی رہتی تھی۔ لیکن چونکہ کھانے میں اور آئس کریم میں اس سے پرہیز نہ ہو سکتا تھا اس لئے اس کی ورزش اس پر کوئی اثر نہ کرتی تھی۔ ارباب اس وقت ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا کہ



پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ارباب بول رہا ہوں''...... ارباب نے کہا کیونکہ فون ڈائریکٹ تھا۔

''لیلیٰ بول رہی ہوں ارباب۔ فرخندہ نجانے کہاں چلی گئی ہے''...... اس کی بیوی لیلیٰ کی آواز سنائی دی۔ لہجے میں پریشانی نمایاں تھی۔

''وہ ایک محاورہ ہے خس کم جہاں پاک۔ اب میں وہی کہہ سکتا ہوں''...... ارباب نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اور اگر میں گھر سے چلی جاؤں تو تم کون سا محاورہ بولو گے''...... لیلیٰ نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

''اب کیا کیا جائے۔ ہاتھی گم ہو ہی نہیں سکتا''...... ارباب نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''بس۔ بس۔ اپنی یہ مچھر والی بھیں بھیں بند کرو اور فرخندہ کو تلاش کراؤ''...... لیلیٰ نے چیختے ہوئے کہا۔

''تلاش کراؤ۔ کیا مطلب۔ کیا وہ دودھ پیتی بچی ہے۔ اس کا ذہنی توازن خراب ہے جو میں اسے تلاش کراؤں۔ اچھی خاصی ہوشیار، تیز بلکہ عیار لڑکی ہے۔ آ جائے گی خود ہی پھر پھرا کر۔ بے فکر رہو۔ تم سے زیادہ ہوشیار ہے تمہاری لاڈلی''...... ارباب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور اگر نہ آئی تو"...... لیلیٰ نے کہا۔

"تو پھر وہی محاورہ بولنا پڑے گا۔ بہرحال فکر مت کرو۔ آسانی سے جان نہیں چھوڑنے والی وہ"...... ارباب نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ فرخندہ، لیلیٰ کی چھوٹی بہن تھی۔ وہ گریٹ لینڈ میں رہتی تھی۔ جب ارباب یہاں سیٹل ہو گیا تو لیلیٰ نے اسے بھی وہاں سے مستقل طور پر یہاں بلا لیا۔ فرخندہ کو جرائم اور مجرموں سے بے حد دلچسپی تھی۔ اس نے گریٹ لینڈ میں کرمنالوجی میں گریجویشن کیا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ اس نے وہاں مارشل آرٹ اور شوٹنگ وغیرہ کی بھی باقاعدہ ٹریننگ لی تھی اس لئے وہ لڑنے بھڑنے سے بھی نہ گھبراتی تھی اور تمام دن ہوٹلوں، کلبوں اور ایسی جگہوں پر گھومتی رہتی تھی جہاں اس کے مطلب کے لوگ آتے جاتے رہتے تھے۔ ارباب پہلے تو اس کی اس مصروفیت پر خاصا برافروختہ ہوا لیکن پھر جب اس کے آدمیوں نے اسے رپورٹیں دیں کہ فرخندہ کا کردار بہت مضبوط ہے تو وہ مطمئن ہو گیا۔ ویسے چونکہ اس کے آدمی ہر کلب، ہوٹل، جوئے خانے اور اس قسم کے مقامات پر مستقل موجود رہتے تھے اس لئے اسے زیادہ فکر نہ رہتی تھی۔ گو وہ لیلیٰ سے کئی بار کہہ چکا تھا کہ فرخندہ آوارہ اونٹنی کی طرح پھرتی رہتی ہے اس لئے اس کی ناک میں نکیل ڈال دینی چاہئے لیکن لیلیٰ ہر بار ٹال جاتی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ فرخندہ کو جب بھی کوئی پسند آیا تو وہ ببانگ دہل اس سے شادی



کرنے کا اعلان کر دے گی۔ ابھی ارباب فائل کے آخری صفحے پر تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو اس نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ارباب بول رہا ہوں"...... ارباب نے کہا۔

"تم بس بولتے ہی رہو گے۔ میں نے تمہارے نیٹ ورک کے تین آدمیوں سے پوچھ لیا ہے۔ فرخندہ کے بارے میں کسی کو بھی نہیں معلوم"...... لیلیٰ نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"تو پھر بتاؤ میں کیا کر سکتا ہوں۔ ویسے آج سے پہلے تو تم کبھی اتنی پریشان نہیں ہوئیں۔ آج کیا بات ہے"...... ارباب نے فائل بند کرتے ہوئے کہا۔

"معلوم نہیں کیا بات ہے۔ مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے فرخندہ کسی مشکل میں ہو۔ تم اپنے تمام نیٹ ورک کو الرٹ کر دو اور دوسرے نیٹ ورکس کو بھی کہہ دو کہ فرخندہ کے بارے میں اطلاع دیں"...... لیلیٰ نے کہا۔

"اس کی فیس کون دے گا"...... ارباب نے پیشہ وارانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اور اگر فرخندہ مشکل میں ہوئی اور تم فیس مانگتے رہے تو تمہیں معلوم ہے کہ کیا ہو گا"...... لیلیٰ نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"اتنی فیس تو تمہیں دینی ہی پڑے گی کہ ایک دن کھا لے

تمہاری آئس کریم کا بل نہ آئے''...... ارباب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''چلو ٹھیک ہے۔ تمہارے پاس نہیں آئے گا بل بلکہ براہ راست تمہارے بینک پہنچ جائے گا''...... لیلیٰ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ارباب نے رسیور رکھ کر ساتھ پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے چند بٹن پریس کر دیئے۔

''یس سر۔ محسن بول رہا ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے اس کے آفس منیجر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''فرخندہ کی تلاش اور رپورٹنگ میں پورے نیٹ ورک کو الرٹ کر دو''...... ارباب نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اسے یقین تھا کہ جلد ہی فرخندہ کے بارے میں کوئی نہ کوئی رپورٹ مل جائے گی۔ اس نے پہلی فائل رکھ کر ایک اور فائل اٹھائی اور اسے کھول کر پڑھنا شروع کر دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھ لیا۔

''یس''...... ارباب نے کہا۔

''محسن بول رہا ہوں سر۔ ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ مس فرخندہ کو رین بو رہائشی پلازہ میں دیکھا گیا ہے۔ وہ اس پلازہ کے فلیٹ نمبر ایک سو گیارہ میں گئی۔ یہ فلیٹ کسی خاور نامی آدمی کا ہے۔ اس کے بعد مس فرخندہ کو ایک آدمی سمیت کار میں سٹار کالونی میں بھی



دیکھا گیا ہے''...... محسن نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''یہ خاور کون ہے''...... ارباب نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

''سر۔ وہ فورسٹارز کا رکن ہے''...... محسن نے کہا تو ارباب بے اختیار اچھل پڑا۔

''فورسٹارز۔ اوہ یہ فرخندہ ان سے کیسے ٹکرا گئی ہے''...... ارباب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسے فورسٹارز کے بارے میں پوری تفصیل کا علم تھا کہ یہ چار افراد پر مشتمل سرکاری تنظیم ہے اور یہ چاروں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بھی رکن ہیں اور اس فورسٹارز تنظیم کا چیف صدیقی ہے اور فورسٹارز تنظیم مقامی مجرموں اور تنظیموں کے خلاف اپنے طور پر کام کرتی رہتی ہے۔ اس کا ہیڈکوارٹر سٹار کالونی کی ایک کوٹھی میں ہے۔

''یہ تو معلوم نہیں ہو سکا جناب''...... محسن نے جواب دیا۔

''تمہیں معلوم تو ہو گا کہ فورسٹارز کا ہیڈکوارٹر بھی سٹار کالونی میں ہے۔ اس کا فون نمبر کیا ہے''...... ارباب نے کہا۔

''میں معلوم کر کے بتاتا ہوں جناب''...... محسن نے کہا تو ارباب نے رسیور رکھ دیا۔ گو اس کا کوئی تعلق براہ راست فورسٹارز سے نہ تھا لیکن اس نے سوچا کہ وہ ہیڈکوارٹر فون کر کے علی عمران کا حوالہ دے کر بات کرے گا تو یقیناً بات ہو جائے گی۔ وہ فرخندہ سے بات کرنے سے پہلے عمران سے بات نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ وہ عمران کی عادت کو جانتا تھا کہ اس نے باتوں ہی باتوں میں اس کا

حشر کر دینا ہے۔ چند لمحوں بعد محسن نے اسے کوٹھی کا نمبر اور فون نمبر بتا دیا تو ارباب نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''جی صاحب''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''آپ سٹار کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ سے بول رہے ہیں''۔ ارباب نے پوچھا۔

''جی صاحب''...... دوسری طرف سے مختصر سا جواب دیا گیا۔

''صدیقی صاحب یا ان کا کوئی ساتھی یہاں موجود ہے تو ان سے میری بات کرا دیں۔ میرا نام ارباب ہے اور میں علی عمران صاحب کا دوست ہوں''...... ارباب نے کہا۔

''صدیقی صاحب کون ہیں جناب۔ یہ کوٹھی تو چوہدری احسان الٰہی کی ہے۔ میرا نام احسن ہے اور میں اس کا چوکیدار ہوں۔ وہ آج کل ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں''...... دوسری طرف سے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''کیا یہاں کوئی خاتون خاور صاحب کے ساتھ نہیں آئی''۔ ارباب نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''نہیں جناب۔ یہاں کسی خاتون کا کیا کام۔ کوٹھی تو خالی ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ارباب نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ ظاہر ہے اب



عمران سے رابطہ کرنا ضروری ہو گیا تھا ورنہ انہوں نے بھی تسلیم نہیں کرنا تھا کہ یہاں فرخندہ آئی ہے۔ ظاہر ہے وہ فورسٹارز جیسی سیکرٹ تنظیم کا ہیڈکوارٹر تھا۔ کوئی عام سی کوٹھی تو نہ تھی۔ اس نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''سلیمان بول رہا ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی عمران کے باورچی سلیمان کی آواز سنائی دی۔

''سلیمان صاحب۔ ارباب بول رہا ہوں۔ عمران صاحب ہیں فلیٹ پر''...... ارباب نے کہا۔

''اس وقت تو نہیں ہیں۔ البتہ ایک گھنٹے تک آ جائیں گے۔ وہ اپنے ڈیڈی کی کوٹھی پر گئے ہیں''...... سلیمان نے جواب دیا۔

''کوٹھی کا فون نمبر کیا ہے''...... ارباب نے پوچھا۔

''وہ وہاں بھی نہیں ملیں گے۔ وہ اپنی اماں بی کو ساتھ لے کر کسی قریبی گاؤں گئے ہوئے ہیں۔ وہ جیسے ہی آئیں گے میں انہیں بتا دوں گا اور وہ آپ کو خود فون کر لیں گے''...... سلیمان نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ شکریہ''...... ارباب نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب وہ مزید کیا کر سکتا تھا۔ اسی لمحے ڈائریکٹ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ارباب بول رہا ہوں''...... ارباب نے کہا۔

’’کچھ پتہ چلا فرخندہ کا‘‘...... دوسری طرف سے لیلیٰ کی آواز سنائی دی۔

’’ہاں۔ مس فرخندہ اس وقت فورسٹارز کی تحویل میں ہیں‘‘۔ ارباب نے کہا۔

’’فورسٹارز۔ تمہارا مطلب ہے وہ عمران صاحب والی فورسٹارز‘‘۔ لیلیٰ نے چونک کر کہا۔ چونکہ وہ بھی آفس بیٹھتی رہتی تھی اس لئے اسے خاصی معلومات تھیں۔

’’ہاں وہی‘‘...... ارباب نے جواب دیا۔

’’لیکن تحویل سے تمہارا کیا مطلب ہے اور فرخندہ ان تک کیسے اور کیوں پہنچی‘‘...... لیلیٰ نے کہا تو ارباب نے اسے حاصل ہونے والی معلومات اور پھر فورسٹارز کے ہیڈکوارٹر فون کرنے سے لے کر عمران کے فلیٹ پر فون کرنے تک تمام تفصیل بتا دی۔

’’اوہ۔ اوہ۔ تم نے خاور کا نام لیا ہے۔ اب مجھے یاد آ رہا ہے کہ دو چار روز پہلے فرخندہ نے مجھ سے فورسٹارز کے بارے میں پوچھا تھا اور میں نے جب اس سے اس سوال کی وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ ایک کلب میں ایک مقامی آدمی خاور کا کسی بدمعاش سے جھگڑا ہو گیا اور خاور نے اس انداز میں اس بدمعاش کی ہڈیاں توڑیں کہ فرخندہ اس سے بے حد متاثر ہوئی۔ اس نے ایک ویٹر سے معلوم کیا تو اس نے بتایا کہ اس آدمی کا نام خاور ہے اور اس کا تعلق فورسٹارز سے ہے۔ وہ خاور سے بے حد متاثر نظر آ



رہی تھی جس پر میں نے اسے عمران صاحب اور فورسٹارز کے بارے میں تفصیل بتا دی‘‘...... لیلیٰ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’تو پھر اپنی بہن کی فاتحہ خوانی کا بندوبست کرا لو‘‘...... ارباب نے کہا۔

’’کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب‘‘...... لیلیٰ نے چیخ کر کہا۔

’’تمہاری بات سن کر صورت حال واضح ہو گئی ہے۔ فرخندہ خاور سے متاثر ہو کر اس کے فلیٹ پر پہنچ گئی اور ظاہر ہے خاور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا بھی ممبر ہے اس لئے وہ چونک پڑا ہو گا اور پھر وہ فرخندہ کو ساتھ لے کر فورسٹارز کے ہیڈکوارٹر پہنچ گیا اور اس کے بعد اگر تو فرخندہ نے ان کے سامنے میرا اور تمہارا نام لے لیا تو ٹھیک ورنہ اس کی لاش بھی نہیں ملے گی‘‘...... ارباب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ خواہ مخواہ کسی لڑکی کو مار دیں‘‘...... لیلیٰ نے کہا۔

’’تنظیموں کو خفیہ رکھنے کے لئے افراد کو اہمیت نہیں دی جاتی۔ بہرحال دعا کرو کہ فرخندہ بچ جائے۔ ویسے شیروں کے کچھار میں گھس جانے والی بکری بچا نہیں کرتی‘‘...... ارباب نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ ایک بار اس نے سوچا کہ وہ کار لے کر خود فورسٹارز کے ہیڈکوارٹر جائے لیکن پھر اس نے اپنا ارادہ یہ سوچ کر ترک کر دیا کہ

چوکیدار نے کسی صورت بھی اس کی بات کو تسلیم نہیں کرنا اس لئے
اس نے عمران کی کال کا انتظار کرنے کا فیصلہ کیا۔ ویسے اس نے
لیلیٰ کو تنگ کرنے کے لئے بات کر دی تھی ورنہ اسے بھی معلوم تھا
کہ فرخندہ تر نوالہ نہیں ہے وہ الٹا ان کے لئے مسئلہ بنی ہوئی ہو
گی۔



''یہ تم مجھے کون سے ہوٹل میں لے جا رہے ہو۔ ادھر مضافات
میں تو کوئی ہوٹل نہیں ہے''..... فرخندہ نے حیران ہو کر ساتھ بیٹھے
ہوئے خاور سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اس طرف سٹار کالونی ہے۔ وہاں میرا ایک دوست رہتا ہے۔
اس کو ساتھ لے لیں پھر ہوٹل چلیں گے''..... خاور نے کہا تو فرخندہ
بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''بہت خوب۔ تم مجھے اس انداز میں بہلا رہے ہو جیسے میں
دودھ پیتی بچی ہوں اور مجھے معلوم ہے کہ تم فوراً ہوٹل چلنے پر کیوں
آمادہ ہو گئے تھے تاکہ کم از کم میں تمہارے فلیٹ سے نکل جاؤں
اور یہ میں بتا دوں کہ مجھے علم ہے کہ سٹار کالونی میں تمہاری تنظیم
فورسٹارز کا ہیڈکوارٹر ہے''..... فرخندہ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا
لیکن خاور نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا رہا۔

وہ واقعی اس لڑکی کو سمجھ ہی نہ سکا تھا جسے فورسٹارز کے بارے میں
سب کچھ معلوم تھا حتیٰ کہ اس کے ہیڈکوارٹر کے بارے میں بھی وہ
جانتی تھی۔

''تم خاموش کیوں ہو گئے ہو۔ کیا میں نے غلط بات کی ہے''۔
فرخندہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

''سٹار کالونی میں میرے دوست کی کوٹھی ہے۔ تم نے اسے خواہ
مخواہ ہیڈکوارٹر کا نام دے دیا ہے''...... خاور نے منہ بناتے ہوئے
کہا۔

''چلو ٹھیک ہے۔ جیسے تم کہو۔ اس طرح تمہارے دوست بلکہ ہو
سکتا ہے دوستوں سے ملاقات بھی ہو جائے''...... فرخندہ نے بڑے
بے نیازانہ لہجے میں کہا۔ اس دوران کار سٹار کالونی میں داخل ہو
چکی تھی اور پھر ایک کوٹھی کے بند گیٹ کے سامنے کار رک گئی اور
خاور نے مخصوص انداز میں ہارن بجایا تو چھوٹا پھاٹک کھل گیا اور
ایک نوجوان باہر آ گیا۔

''پھاٹک کھولو احسن''...... خاور نے کھڑکی سے سر باہر نکال کر
کہا۔

''یس سر''...... نوجوان نے جواب دیا اور واپس مڑ گیا۔ فرخندہ
اب خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات
نمایاں تھے۔ تھوڑی دیر بعد پھاٹک کھل گیا اور خاور کار اندر لے گیا
اور اس نے وسیع و عریض پورچ میں کار روک دی اور پھر نیچے اتر



آیا۔ دوسری طرف سے فرخندہ بھی نیچے اتر آئی۔

''جس دوست سے تم ملانے لائے ہو وہ کہاں ہے''...... فرخندہ
نے قدرے طنزیہ لہجے میں کہا لیکن وہ وہیں رک گئی تھی۔

''کیا ہوا۔ آؤ''...... خاور نے مڑتے ہوئے کہا۔

''تم نے مجھے اندر آنے کی دعوت ہی نہیں دی''...... فرخندہ نے
مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ کر وہ خاور کے ساتھ
چلتی ہوئی اندرونی عمارت میں پہنچ گئی۔

''کہاں ہے وہ تمہارا دوست جسے تم نے ساتھ لے جانا تھا''۔
فرخندہ نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''ابھی آ جائے گا''...... خاور نے سٹنگ روم میں رکھی ہوئی
کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ
ہی اس نے میز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس
کرنے شروع کر دیئے لیکن پھر اچانک اس نے رسیور رکھ دیا۔

''کیا ہوا۔ نمبر کیوں نہیں ملایا''...... فرخندہ نے چونک کر کہا جس
کی نظریں خاور کے ہاتھ پر جمی ہوئی تھیں۔

''تم دوسرے کمرے میں جاؤ۔ میں تمہارے سامنے فون نہیں
کرنا چاہتا''...... خاور نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا تو
فرخندہ بے اختیار ہنس پڑی۔

''تم کسے بلانا چاہتے تھے۔ صدیقی کو، نعمانی کو یا چوہان کو''۔
فرخندہ نے کہا تو خاور کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر

آئے۔

''تم۔ تم ان سب کو کیسے جانتی ہو''..... خاور نے رک رک کر کہا۔

''کہو تو ان کے فون نمبرز بھی بتا دوں''..... فرخندہ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے باری باری ان تینوں کے فون نمبر بتانے شروع کر دیئے اور خاور کی حالت دیکھنے والی ہو گئی۔ وہ چند لمحے ساکت بیٹھا رہا اور پھر اس نے ایک بار پھر ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''تو تم صدیقی کو کال کر رہے ہو۔ وہ تمہارا چیف ہے۔ میں پہلے بھی اس لئے فون کی طرف دیکھ رہی تھی تا کہ معلوم ہو سکے کہ تم کیسے کال کر رہے ہو''..... فرخندہ نے کہا تو خاور نے کوئی جواب دینے کی بجائے اثبات میں سر ہلا دیا جبکہ فرخندہ نے خود ہی ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

''صدیقی بول رہا ہوں''..... رابطہ قائم ہوتے ہی صدیقی کی آواز سنائی دی۔

''ہیڈ کوارٹر سے خاور بول رہا ہوں۔ تم فوری طور پر یہاں آ جاؤ۔ ایک اہم مسئلہ درپیش ہے''..... خاور نے کہا۔

''کیسا مسئلہ''..... صدیقی نے چونک کر پوچھا۔

''ایک جیتا جاگتا اور سانس لیتا ہوا مسئلہ ہے۔ تم بس فوری آ جاؤ''..... خاور نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔



''میں تمہارے لئے مسئلہ ہوں۔ کیوں''..... فرخندہ نے آنکھیں نکالتے ہوئے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں تمہیں یہاں اس لئے لے آیا تھا تا کہ تم سے ہمیشہ کے لئے چھٹکارہ پا سکوں لیکن پھر میں نے ارادہ بدل دیا کیونکہ صدیقی سے مشورہ ضروری ہے''..... خاور نے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے صدیقی کو فون کر کے اس کے ذہن پر موجود سینکڑوں ٹن وزن ہٹ گیا ہو اور وہ اب نارمل ہو گیا ہو۔

''ہمیشہ کے لئے چھٹکارہ۔ کیا مطلب''..... فرخندہ نے حیران ہو کر پوچھا۔

''تمہیں گولی مار کر تمہاری لاش یہاں موجود برقی بھٹی میں ڈال کر جلا دی جاتی اور تم ہمیشہ کے لئے صفحہ ہستی سے غائب ہو جاتی''۔ خاور نے بڑے بے رحم سے لہجے میں کہا۔

''کیا تم نے بے گناہوں کو مارنے کے لئے یہ تنظیم بنا رکھی ہے۔ میں نے کیا قصور کیا ہے۔ صرف یہی کہ تمہارے فلیٹ میں تمہاری اجازت سے گئی ہوں۔ یہاں تو تم مجھے خود لے کر آئے ہو''..... فرخندہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تمہارا قصور یہ ہے کہ تم ہمارے بارے میں بہت کچھ جانتی ہو''..... خاور نے کہا۔

''اور اگر صدیقی کے آنے سے پہلے میں تمہیں گولی مار دوں تو پھر''..... فرخندہ نے کہا۔

''مار سکتی ہو تو مار دو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے''...... خاور نے کہا تو دوسرے لمحے فرخندہ کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا لیکن انتہائی جدید ساخت کا مشین پسٹل نظر آنے لگا اور ظاہر ہے اس کا رخ سامنے بیٹھے خاور کی طرف ہی تھا۔

''یہ سائز میں چھوٹا ہے لیکن اس کی فائرنگ سے انسان تو انسان ہاتھی بھی فوراً ہلاک ہو جاتا ہے۔ دکھاؤں تمہیں کہ تم کیسے مرتے ہو''...... فرخندہ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر سفاکی کے تاثرات ابھرتے چلے گئے۔ اس کے ساتھ ہی کمرہ ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں اور انسانی چیخ سے گونج اٹھا۔



عمران جیسے ہی فلیٹ میں داخل ہوا سلیمان نے اسے ارباب کے فون کے بارے میں بتا دیا۔

''ارباب کا فون۔ کوئی اہم معاملہ ہی ہو گا''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے ڈریسنگ روم میں جا کر لباس تبدیل کیا اور پھر سٹنگ روم میں آ کر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی پر بھی بیٹھ گیا۔

''ارباب بول رہا ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ارباب کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ خیریت ہے مس لیلیٰ نصیب مجنوں بخیریت تو ہیں''...... عمران نے کہا۔

''لیلیٰ تو ٹھیک ہے عمران صاحب البتہ لیلیٰ کی بہن غائب ہو

چکی ہے اور سنا ہے کہ اس کے غائب کرنے میں آپ کے فورسٹارز کا ہاتھ ہے''...... ارباب نے جواب دیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم سنجیدہ ہو''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں اس لئے سنجیدہ ہوں کہ لیلیٰ اپنی بہن کے غم میں ڈبل آئس کریم کھا چکی ہے اور مسلسل کھائے چلی جا رہی ہے اور ساتھ ساتھ اس کا ثواب اپنی بہن فرخندہ کو پہنچائے جا رہی ہے''۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران اس کی باریک بات سمجھ گیا کہ لیلیٰ کی بہن فرخندہ کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور یہ کام فورسٹارز نے کیا ہے اور یہی بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی کہ فورسٹارز نے ایسا کیوں کیا ہے۔

''یہ تمہاری سالی خود رو پودا ہے یا کسی شہاب ثاقب کے ساتھ زمین پر اتری ہے''...... عمران نے کہا۔

''یہ محترمہ گریٹ لینڈ میں رہتی تھی۔ وہاں اس نے کیمرج یونیورسٹی سے کرمنالوجی میں گریجویشن کی اور مارشل آرٹ میں بلیک بیلٹ حاصل کی ہے اور اس کے بعد شوٹنگ کے مقابلوں میں کئی ٹرافیاں بھی جیتی ہیں۔ اس کے بعد ان محترمہ کو اپنی بہن کی یاد نے تڑپایا تو یہ پاکیشیا تشریف لے آئیں''...... ارباب نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔



''مطلب ہے کہ پلی پلائی سالی مل گئی ہے تمہیں۔ سلیمان بتا رہا تھا کہ تم نے بڑی پریشانی کے عالم میں فون کیا تھا۔ کیا ہوا ہے''۔ عمران نے پوچھا۔

عمران صاحب۔ آپ شادی شدہ نہ ہونے کے باوجود مجھ جیسے شادی شدہ مظلوم مردوں کی کیفیت سمجھ سکتے ہیں کہ بیگم کے رشتہ داروں کو اگر چھینک بھی آ جائے تو بیگم کے شوہر نامدار کو اٹھ کر رومال پیش کرنا پڑتا ہے اور جہاں معاملہ بیگم کی بہن کا ہو وہاں بے چارے کو کیا کیا کرنا پڑتا ہو گا''...... ارباب نے رو دینے والے لہجے میں کہا تو عمران اس کی اداکاری پر بے اختیار ہنس پڑا۔

''چلو رومال کی حد تک تو میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں''...... عمران نے کہا تو ارباب بے اختیار ہنس پڑا۔

''عمران صاحب۔ فرخندہ غائب ہے اور میرے مخبری کے نیٹ ورک نے جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق فرخندہ کو رین بو پلازہ میں رہائش پذیر فورسٹارز کے رکن خاور کے فلیٹ پر جاتا دیکھا گیا تھا۔ پھر ان دونوں کو مضافاتی کالونی جسے سٹار کالونی کہا جاتا ہے، کی ایک کوٹھی کے قریب دیکھا گیا جسے فورسٹارز کا ہیڈکوارٹر کہا جاتا ہے۔ اس کوٹھی کے چوکیدار کو میں نے آپ کا حوالہ دے کر فون کیا لیکن اس نے ہر بات سے انکار کر دیا جس کے بعد میں نے آپ کے فلیٹ پر فون کیا۔ مجھے صرف اس بات کی فکر تھی کہ فرخندہ ڈرامہ کرنے کی بے حد شوقین ہے اور فورسٹارز کے

اراکین اس ڈرامائی صورت حال میں اسے گولی بھی مار سکتے ہیں''۔ ارباب نے کہا تو عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''تم فورسٹارز کو کیسے جانتے ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''عمران صاحب۔ فورسٹارز کو تو پوری انڈر ورلڈ جانتی ہے۔ وہ یہاں جو کارروائیاں کرتے ہیں فورسٹارز کے نام سے ہی کرتے ہیں۔ البتہ میں انہیں آپ کے حوالے سے بھی جانتا ہوں اور پھر آپ کو تو معلوم ہے کہ میرا مخبری کا نیٹ ورک ہے اس لئے مجھ سے کیا چھپا رہ سکتا ہے۔ لیکن میرا معاملہ صرف معلومات حاصل کرنے تک ہی محدود رہتا ہے۔ ہم نے کبھی کسی کے معاملات میں معمولی سی مداخلت بھی نہیں کی''...... ارباب نے اس بار قدرے سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''لیکن فرخندہ تو انڈر ورلڈ میں کام نہیں کرتی۔ پھر اسے خاور کے فلیٹ کا کیسے علم ہوا اور وہ خصوصی طور پر اس کے فلیٹ پر کیوں گئی''...... عمران نے کہا۔

''وہ سنکی سی لڑکی ہے اور اس کے پاس کوئی ایسی ہی سنکی سی وجہ ہو گی۔ ویسے یہ تو وہ خود ہی بتا سکتی ہے۔ مجھے تو معلوم نہیں ہے''۔ ارباب نے جواب دیا۔

''تمہاری اس سالی کا کوئی تعلق کسی ایجنسی یا تنظیم سے تو نہیں ہے''...... عمران نے پوچھا۔



''جو کچھ مجھے بتایا گیا ہے وہ میں نے آپ کو بتا دیا ہے۔ مجھے گریٹ لینڈ میں اس کے معمولات کا کوئی علم نہیں ہے''...... ارباب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں معلوم کر کے تمہیں بتاتا ہوں''...... عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے لیکن دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی اور کسی نے کال اٹنڈ نہ کی تو عمران سمجھ گیا کہ خاور کا فلیٹ لاک ہو گا۔ اس نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس سر۔ احسن بول رہا ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے فورسٹارز ہیڈکوارٹر کے چوکیدار احسن کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران بول رہا ہوں۔ یہاں خاور ہو گا اس سے بات کراؤ''...... عمران نے کہا۔

''جی اچھا۔ ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو عمران صاحب۔ میں خاور بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد خاور کی آواز سنائی دی۔

''وہ لڑکی فرخندہ کہاں ہے''...... عمران کا لہجہ یکلخت خشک ہو گیا۔

''یہاں موجود ہے۔ صدیقی اس سے پوچھ گچھ کر رہا ہے لیکن آپ اسے کیسے جانتے ہیں اور آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ وہ یہاں

ہے''...... خاور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ارباب اور لیلیٰ کو جانتے ہو جو مخبری کا نیٹ ورک چلاتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں''...... خاور نے جواب دیا۔

''فرخندہ، لیلیٰ کی بہن ہے اور ارباب کی سالی ہے۔ میں خود آ رہا ہوں۔ پھر تفصیل سے باتیں ہوں گی۔ میں نے اس فرخندہ سے بھی پوچھ گچھ کرنی ہے''...... عمران نے کہا۔

''پوچھ گچھ۔ کیا مطلب۔ کیا کوئی مشکوک معاملہ ہے''...... خاور نے چونک کر کہا۔

''ابھی تو کوئی مشکوک معاملہ نہیں ہے لیکن ہو بھی سکتا ہے۔ میں آ رہا ہوں''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور سلیمان کو دروازہ بند کرنے کا کہہ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار فورسٹارز کے ہیڈکوارٹر پہنچ چکی تھی۔ اس نے ہارن بجایا تو احسن باہر آیا اور پھر عمران کو سلام کر کے اس نے بڑا پھاٹک کھول دیا اور عمران نے کار پورچ میں لا کر روک دی۔ اسی لمحے صدیقی برآمدے کی سیڑھیاں اتر کر عمران کی طرف بڑھا۔

''یہاں کیا ہو رہا ہے صدیقی۔ خاور اس لڑکی کو یہاں کیوں لایا ہے''...... عمران نے خشک لہجے میں صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''عمران صاحب۔ یہ لڑکی بظاہر تو ٹھیک دکھائی دیتی ہے لیکن



میرا خیال ہے کہ یہ ذہنی طور پر پوری طرح تندرست نہیں ہے''۔ صدیقی نے جواب دیا۔

''تو پھر اسے کسی ہسپتال لے جانا تھا''...... عمران نے پہلے سے زیادہ خشک لہجے میں کہا۔

''آپ کا فون اگر چند لمحے دیر سے آتا تو ہم واقعی ایسا ہی کرتے۔ اس لڑکی نے خاور پر فائر کھول دیا تھا۔ یہ تو خاور کی پھرتی اور بروقت کارروائی اسے بچا گئی ورنہ شاید یہاں خاور کی لاش ملتی''...... صدیقی نے برآمدے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

''کیا کہہ رہے ہو''...... عمران نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''خاور نے اسے بے ہوش کر دیا تھا۔ آپ کا فون اس وقت آیا جب میں خاور سے ساری تفصیل سن رہا تھا اس لئے ہم نے مزید کارروائی روک دی ورنہ میں واقعی اسے کسی ہسپتال میں داخل کرا دیتا''...... صدیقی نے کہا۔

''کیا ابھی تک وہ بے ہوش ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ وہ اور خاور سٹنگ روم میں بیٹھے ہوئے تھے۔ خاور مجھے فون کر رہا تھا کہ اچانک اس لڑکی نے جدید ترین لیکن چھوٹے سے سائز کا مشین پسٹل نکالا اور اس کے چہرے پر ایسی سفا کی ابھر آئی کہ خاور سمجھ گیا کہ وہ اسے گولی مارنے والی ہے۔ خاور نے بجلی کی سی تیزی سے ہاتھ مارا لیکن وہ لڑکی فائر کھول چکی تھی لیکن خاور

کی پھرتی کی وجہ سے گولیاں خاور کی سائیڈ سے نکل گئیں اور خاور نے اس کے ساتھ ہی اس کی کنپٹی پر ضرب لگا دی جس کی وجہ سے وہ چیخ کر کرسی سے نیچے گری اور اس نے اچھل کر خاور پر حملہ کرنے کی کوشش کی تو خاور نے اس کی کنپٹی پر لات جما دی اور وہ بے ہوش ہو گئی''...... صدیقی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اس دوران وہ دونوں سٹنگ روم میں پہنچ گئے جہاں ایک کرسی پر ایک نوجوان لڑکی بے ہوش پڑی ہوئی تھی اور اس کی کنپٹی پر نیلے رنگ کا نشان واضح طور پر نظر آ رہا تھا۔ خاور بھی وہاں موجود تھا۔ اس نے عمران کو سلام کیا اور پھر عمران کے پوچھنے پر اس نے بھی وہی کہانی دوہرا دی جو صدیقی پہلے سنا چکا تھا۔

''اس کی تلاشی لی ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ یہاں کوئی عورت نہیں ہے اس لئے مجبوری ہے''۔ خاور نے جواب دیا تو عمران کا ستا ہوا چہرہ یکلخت کھل اٹھا۔

''وہاں فلیٹ میں کیا باتیں ہوئی تھیں اور تم اسے یہاں کیوں لے آئے تھے۔ کیا اس نے خود کہا تھا''...... عمران نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اب اس کا لہجہ پہلے سے کہیں نرم اور نارمل تھا۔ خاور نے اس کے اچانک فلیٹ پر آنے سے لے کر یہاں تک پہنچنے کی تمام تفصیل بتا دی۔

''وہ مشین پسٹل کہاں ہے''...... عمران نے کہا تو خاور نے ایک طرف موجود الماری میں سے ایک چھوٹے سائز کا جدید ترین مشین



پسٹل نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

''خاصا خوفناک ہتھیار ہے''...... عمران نے پسٹل کو الٹ پلٹ کر غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں نے چیک کیا ہے۔ یہ گریٹ لینڈ ساختہ ہے''...... خاور نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن یہ ہتھیار وہاں عام مارکیٹ میں فروخت نہیں ہوتا کیونکہ اس پر ایک ایسا نشان موجود ہے جس کا تعلق گریٹ لینڈ کی ایک قدیم تشدد پسند مذہبی تنظیم سے ہے۔ اس تنظیم کو سالوس کہا جاتا تھا اور گریٹ لینڈ نے اس تنظیم پر سرکاری طور پر پابندی لگائی ہوئی ہے کیونکہ یہ انتہائی فرقہ وارانہ اور مذہبی جنونی تنظیم ہے اور اس کے مقاصد میں اہم مقصد یہودیوں کی سرکوبی تھا اور اس تنظیم کے ہاتھوں بہت سے یہودی ہلاک بھی ہوئے لیکن پھر اس تنظیم کا زور ختم ہو گیا اور آہستہ آہستہ یہ تنظیم قصہ پارینہ بن گئی لیکن اس جدید پسٹل پر اس کے خصوصی نشان کی موجودگی بتا رہی ہے کہ یہ تنظیم نہ صرف موجود ہے بلکہ خاموشی سے اپنا کام بھی کر رہی ہے''۔ عمران نے کہا تو خاور اور صدیقی دونوں کے چہروں پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''آپ کا مطلب ہے کہ فرخندہ کا تعلق سالوس سے ہے''۔ صدیقی نے کہا۔

''فرخندہ سالوسین ہو بھی سکتی ہے اور نہیں بھی لیکن اس پسٹل پر

اس تنظیم کا خفیہ نشان موجود ہے۔ یہ دیکھو۔ گہرے انداز میں لکھا ہوا ایس''...... عمران نے کہا اور مشین پسٹل صدیقی کی طرف بڑھا دیا۔

''عمران صاحب۔ اگر فرخندہ سالوسین ہے تو پھر اس کا خصوصی طور پر خاور سے ملنے کا کیا مطلب ہو سکتا ہے''...... صدیقی نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''اسے ہوش میں لے آؤ پھر ہی کچھ اندازہ لگایا جا سکتا ہے''۔ عمران نے کہا تو صدیقی اٹھا اور اس نے ایک ہاتھ سے فرخندہ کا ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونا شروع ہو گئے تو اس نے ہاتھ ہٹایا اور واپس آ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد فرخندہ نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور پھر وہ ایک جھٹکے سے سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ اس کی آنکھوں میں سرخی عود کر آئی تھی۔

''تم۔ تم نے مجھے بے ہوش کر دیا تھا اور تم دونوں کون ہو''۔ فرخندہ نے پہلے خاور اور پھر عمران اور صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یہ صدیقی ہے فورسٹارز کا چیف اور میرا نام حقیر فقیر پر تقصیر ہیچ مدان بندہ نادان علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے''...... عمران نے اپنے مخصوص شگفتہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''فائیو ان ون واہ''...... فرخندہ نے کہا تو عمران اس کے خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔ ظاہر ہے عمران نے جو



القابات اپنے لئے منتخب کئے تھے وہ چار تھے اور پانچواں اس کا نام تھا اس لئے فرخندہ نے اسے فائیو ان ون کہا تھا کہ پانچ مختلف شخصیتیں ایک جگہ اکٹھی ہو گئی ہیں۔

''تمہاری بہن لیلیٰ اور تمہارا بہنوئی ارباب تمہارے لئے بے حد پریشان ہیں۔ اگر کہو تو میں ارباب کو فون کر کے بتا دوں کہ تم بخیر و عافیت اور زندہ سلامت ہو''...... عمران نے کہا۔

''زندہ سلامت تو ہوں لیکن بخیر و عافیت نہیں ہوں کیونکہ خاور نے مجھے زخمی کر دیا ہے۔ میرا سر درد کی شدت سے پھٹنے کے قریب ہے''...... فرخندہ نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

''اگر پھٹنے سے اندر سے کچھ برآمد ہو سکے تب تو ٹھیک ہے ورنہ خالی کاسے کا کیا کرنا ہے''...... عمران نے جواب دیا تو فرخندہ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''تم اچھی باتیں کرتے ہو لیکن یہ خاور نے یہاں میلہ کیوں لگایا ہوا ہے۔ کیا اسے مجھ سے خطرہ درپیش تھا یا تم دونوں کو مجھے دکھا کر اپنے انتخاب پر داد حاصل کرنا چاہتا تھا''...... فرخندہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم نے تو خاور پر فائر کھول دیا تھا اگر یہ فوری حرکت میں نہ آتا تو اب تک منکیر نکیر کے حساب کتاب سے بھی فارغ ہو چکا ہوتا''...... عمران نے کہا۔

''منکیر نکیر۔ حساب کتاب۔ یہ تم کیا بولنا شروع کر دیتے

ہو''...... فرخندہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ وہ دو فرشتے ہیں جو مردے کا بتدائی اور بنیادی انٹرویو کرتے ہیں۔ بہرحال تم بتاؤ کہ تم نے خاور پر فائر کیوں کھولا تھا۔ کیا واقعی تم خاور کو ہلاک کرنا چاہتی تھی''...... عمران نے اس بار قدرے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ یہ ہوٹل میں کھانا کھلانے کا وعدہ کر کے مجھے یہاں لے آیا اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو بھی بلانا شروع کر دیا۔ اس پر مجھے احساس ہوا کہ خاور کی نیت خراب ہے۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ اسے ہلاک کر کے یہاں سے نکل جاؤں لیکن میرے تصور میں بھی نہ تھا کہ یہ اس قدر برق رفتاری سے حرکت میں آ جائے گا اور میں جو مارشل آرٹ میں بلیک بیلٹ ہوں اتنی آسانی سے مار کھا جاؤں گی''...... فرخندہ نے جواب دیا تو خاور کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ اس کے شاید ذہن میں بھی یہ تصور نہ تھا کہ فرخندہ اس طرح کی بات کرے گی اور اس کی نیت پر اس حد تک شک کرے گی کہ اسے گولی مارنے پر آمادہ ہو جائے گی۔

''یہ مشین پسٹل تمہیں کس نے دیا ہے''...... عمران نے اس کی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔

''دیا ہے۔ کیا مطلب۔ یہ کوئی کھلونا تو نہیں ہے کہ مجھے تحفے میں دیا جائے۔ خاصا خطرناک ہتھیار ہے۔ میں نے اسے اپنی ذاتی سیفٹی کے لئے خود خریدا تھا۔ لیکن ایک بات بتاؤ کہ تم ہو کون اور



آخر تم مجھ سے اس انداز میں کیوں انٹرویو کر رہے ہو''...... فرخندہ نے کہا۔

''کہاں سے خریدا تھا اور کب''...... عمران نے اس کی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے پوچھا۔

''سوری۔ میں تمہارے کسی سوال کا جواب نہیں دوں گی۔ مجھے اپنے وکیل سے بات کرنی ہو گی''...... فرخندہ نے کہا۔

''وکیل سے یا بہنوئی ارباب سے''...... عمران نے کہا تو فرخندہ بے اختیار چونک پڑی۔

''چلو۔ ارباب سے بات کرا دو''...... فرخندہ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا تو عمران نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''ارباب بول رہا ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ارباب کی آواز سنائی دی تو فرخندہ کے چہرے پر حیرت کے تاثرات کچھ مزید بڑھ گئے۔

''علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ تمہاری سالی فرخندہ اس وقت میرے سامنے موجود ہے۔ اس سے بات کر لو۔ پھر مزید بات ہو گی''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور فرخندہ کی طرف بڑھا دیا لیکن فرخندہ نے رسیور لینے کی بجائے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا کر رابطہ ہی ختم کر دیا۔

''میں ارباب سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتی۔ تم میری لیلیٰ سے بات کراؤ''...... فرخندہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اس کا کیا نمبر ہے''...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو فرخندہ نے فون نمبر بتا دیا۔ عمران نے فرخندہ کے بتائے ہوئے نمبر پریس کیے اور آخر میں اس نے ایک بار پھر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

''ہیلو''...... رابطہ قائم ہونے پر ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''لیلیٰ۔ میں فرخندہ بول رہی ہوں۔ میں یہاں دشمنوں میں گھری ہوئی ہوں۔ تم فوراً یہاں پہنچو۔ سٹار کالونی کوٹھی نمبر بارہ اور مجھے یہاں سے صحیح سلامت نکال کر لے جاؤ''...... فرخندہ نے بڑے مظلومانہ لہجے میں کہا تو خاور اور صدیقی کے ساتھ ساتھ عمران بھی چونک پڑا۔

''کون ہیں تمہارے دشمن۔ بتاؤ مجھے''...... دوسری طرف سے قدرے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

''دو تو فورسٹارز کے رکن ہیں خاور اور صدیقی اور ایک احمق سا نوجوان ہے۔ ڈگریاں تو لمبی سی بتاتا ہے لیکن باتیں احمقانہ کرتا ہے۔ نام اس نے علی عمران بتایا ہے۔ تم بس فوراً پہنچو''...... فرخندہ نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اس نے رسیور ایک جھٹکے سے کریڈل پر رکھ دیا۔

''میں نے ٹھیک کہا ہے نا''...... رسیور رکھ کر فرخندہ نے اس



طرح مسکراتے ہوئے کہا جیسے اپنی اداکاری کی داد حاصل کرنا چاہتی ہو۔

''ہاں۔ لیکن سالوس سے تمہارا کیا تعلق ہے''...... عمران نے سرسری سے لہجے میں کہا۔

''سالوس۔ کون سالوس۔ کیا یہ کسی دیوتا کا نام ہے''...... فرخندہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ اداکاری کر رہی ہے۔

''یہ مشین پسٹل تمہیں کس نے دیا تھا''...... عمران نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے اس چھوٹے سے مشین پسٹل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''یہ میرے ایک دوست ہنری نے میری فرمائش پر مجھے مارکیٹ سے دلایا تھا لیکن تم نے کیا نام لیا تھا۔ سالوس۔ اس کا کیا مطلب ہے''...... فرخندہ نے پوچھا۔

''ہنری کا پتہ معلوم ہے تمہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ کیوں نہیں۔ وہ میرا اب بھی دوست ہے اور دوستوں کے ایڈریس تو معلوم ہوتے ہی ہیں۔ ہنری معروف کلب کوئین روز کا منیجر ہے لیکن اس نے یہ بات صرف مجھے ہی بتائی تھی کہ وہ اس کلب کا صرف منیجر ہی نہیں بلکہ مالک بھی ہے''...... فرخندہ نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ میں ارباب بول رہا ہوں۔ کوٹھی کے بارے میں تفصیل تو فرخندہ نے لیلیٰ کو بتا دی تھی اس لئے یہاں کا فون نمبر معلوم کر لینا کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ لیلیٰ میرے سر پر سوار ہے کہ ہم فوراً آپ کے پاس پہنچیں لیکن میں نے مناسب سمجھا کہ آپ کو فون کر کے پوچھ لوں کہ کیا میرا آنا ضروری ہے''...... ارباب نے کہا۔

''ہاں۔ آ جاؤ بلکہ بہتر ہے کہ لیلیٰ کو بھی ساتھ لے آؤ تاکہ اس کے سامنے فرخندہ سے چند ضروری باتیں ہو جائیں''...... عمران نے جواب دیا۔

''یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ معاملات کچھ اور ہیں''...... ارباب نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

''فی الحال تو نہیں ہیں لیکن کسی بھی لمحے ہو سکتے ہیں اس لئے تم آ جاؤ تو بہتر ہے''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

''خاور باہر احسن سے کہہ دو کہ جب ارباب اور لیلیٰ آئیں تو وہ انہیں یہاں پہنچا دے''...... عمران نے رسیور رکھ کر خاور سے مخاطب ہو کر کہا تو خاور سر ہلاتا ہوا اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔



''ہنری سے تمہاری دوستی کتنی پرانی ہے''...... عمران نے ایک بار پھر فرخندہ سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''دس بارہ سال سے بھی زیادہ عرصہ ہو گیا ہے ہماری دوستی کو۔ تم نے دوستی پر کوئی کتاب لکھنی ہے جو تم اس انداز میں پوچھ رہے ہو''...... فرخندہ نے قدرے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں واقعی کسی ہسپتال کا رخ کرنا چاہئے''...... اچانک خاموش بیٹھے ہوئے صدیقی نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''تمہارا نام صدیقی ہے اور تم فورسٹارز کے چیف ہو''...... عمران کے جواب دینے سے پہلے فرخندہ نے صدیقی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''تم مجھے اور فورسٹارز کو کیسے جانتی ہو''...... صدیقی نے اس سے براہ راست مخاطب ہو کر کہا۔

''میں جب گریٹ لینڈ سے یہاں آئی تو چند روز تو میں نے لیلیٰ کے ساتھ کلبوں میں جانے اور شاپنگ وغیرہ کرنے میں گزار دیئے لیکن پھر میں بور ہو گئی کیونکہ لیلیٰ کو صرف کھانے پینے اور شاپنگ کرنے کے علاوہ اور کچھ نہیں آتا۔ اس کی زندگی باتیں کرنے، کھانے پینے اور شاپنگ کرنے میں گزر رہی ہے۔ چنانچہ میں نے اسے اس کے حال پر چھوڑا اور میں نے ایسے لوگوں سے ملنا شروع کر دیا جن کی زیر زمین دنیا میں اہمیت ہوتی ہے لیکن یہ

سب لوگ انتہائی احمق اور گھٹیا قسم کے تھے اس لئے میں پھر بور ہو گئی۔ پھر اچانک ایک کلب میں خاور کی ایک بدمعاش سے ہونے والی فائٹ میں نے دیکھی تو میں بے حد متاثر ہوئی۔ پھر مجھے ایک ویٹر نے فورسٹارز کے بارے میں بتایا کہ پوری زیر زمین دنیا فورسٹارز سے انتہائی خوفزدہ رہتی ہے کیونکہ فورسٹارز بے حد پڑھے لکھے، صاف ستھرے کردار کے لوگ ہیں۔ وہ کسی قسم کی عیاشی بھی نہیں کرتے اور نہ ان کا کوئی تعلق بدمعاش لوگوں سے ہے۔ ایسے کردار ہمیشہ سے میرے پسندیدہ رہے ہیں اس لئے میں نے لیلیٰ پر دباؤ ڈالا کہ وہ مجھے فورسٹارز کے بارے میں تفصیلی معلومات مہیا کرے۔ اس نے ارباب کے چیف مینجر محسن سے بات کی۔ اس نے چند روز بعد مجھے چار افراد کی تصاویر لا کر دیں۔ ان تصاویر پر نام بھی درج تھے۔ ایک خاور کی تصویر تھی اور ایک صدیقی کی۔ ایک تصویر پر نعمانی اور ایک تصویر پر چوہان کا نام لکھا ہوا تھا۔ خاور کا ایڈریس بھی معلوم ہو گیا جبکہ باقی کسی کا ایڈریس معلوم نہ ہو سکا۔ تصویریں میں نے لیلیٰ کے کہنے پر جلا دیں۔ اس کے بعد میں خاور کے فلیٹ پر پہنچ گئی۔ پھر خاور مجھے یہاں لے آیا اور پھر اس نے جب مجھ پر غصے کا اظہار کیا تو میں نے واقعی اسے ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لیا لیکن اس نے الٹا مجھے ضرب لگا کر بے ہوش کر دیا۔ اب مجھے ہوش آیا تو صدیقی اور تم دونوں بھی یہاں موجود تھے''۔ فرخندہ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔



''تم اصل میں چاہتی کیا تھی''...... عمران نے پوچھا۔

''خاور سے شادی کرنا چاہتی تھی''...... فرخندہ نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا تو خاور بے اختیار اچھل پڑا جبکہ صدیقی کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

''مبارک ہو خاور''...... عمران نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔

''یہ احمق عورت ہے عمران صاحب اس لئے اسے واقعی مینٹل ہسپتال پہنچانا پڑے گا''...... خاور نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''کیا۔ کیا تم مجھے مینٹل ہسپتال پہنچانے کا کہہ رہے ہو۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں نے کرمنالوجی میں گریجویشن کی ہوئی ہے جبکہ تم تو مجھے شکل سے ہی ان پڑھ دکھائی دے رہے ہو۔ اس کے باوجود میں نے تمہارے ساتھ شادی کا سوچا ہے تو تمہیں اس پر فخر کرنا چاہئے اور میرا ممنون ہونا چاہئے''...... فرخندہ نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دور سے کار کے ہارن کی آواز سنائی دی۔

''تم نے کرمنالوجی میں نہیں بلکہ احمقانالوجی میں گریجویشن کی ہو گی۔ خبردار اب اگر میرے ساتھ کوئی رشتہ جوڑنے کی بات کی تو گولی مار دوں گا''...... خاور نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ واقعی غصے سے سرخ ہو گیا تھا۔

''خاور۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں۔ اس انداز میں خواتین سے بات نہیں کیا کرتے''...... صدیقی نے خاور کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"کیا تم واقعی مجھ سے شادی نہیں کرنا چاہتے"...... فرخندہ نے اس انداز میں کہا جیسے اسے اپنے کانوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"کیوں۔ کیا میرا دماغ تمہاری طرح خراب ہو گیا ہے کہ میں ایسا سوچوں"...... خاور نے غصیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ ارے۔ ابھی سے لڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لڑنے کے لئے تمام عمر پڑی ہے"...... عمران نے کہا اور اسی لمحے دروازہ کھلا اور ارباب اور اس کے پیچھے اس کی بیوی لیلیٰ اندر داخل ہوئے تو عمران ان کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا تو خاور اور صدیقی بھی اٹھ کھڑے ہوئے جبکہ فرخندہ ویسے ہی بیٹھی رہی۔ لیلیٰ اندر داخل ہوتے ہی تیزی سے اس کی طرف بڑھی۔

"تم۔ تم یہاں کیسے پہنچ گئی ہو اور تم یہ کیوں کہہ رہی تھی کہ تم دشمنوں میں گھری ہوئی ہو"...... لیلیٰ نے فرخندہ سے مخاطب ہو کر کہا جبکہ ارباب، عمران اور اس کے ساتھیوں سے مصافحہ کر کے عمران کے ساتھ ہی ایک خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی اور قدرے غصے کے تاثرات نمایاں تھے۔ شاید یہاں آتے ہوئے راستے میں دونوں میاں بیوی میں کوئی جھڑپ ہوئی تھی جس کے تاثرات ابھی تک ارباب کے چہرے پر موجود تھے۔

"لیلیٰ۔ یہ واقعی میرے دشمن ہیں۔ ان کی آنکھوں میں میرے لئے کوئی نرمی نہیں ہے۔ یہ سب مجھے اس انداز میں دیکھ رہے ہیں جیسے میں ایک خوبصورت اور نوجوان لڑکی ہونے کی بجائے انہیں کسی



اور سیارے سے آئی ہوئی کوئی بدہیئت مخلوق نظر آ رہی ہوں۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ گریٹ لینڈ کے نوجوان کس طرح میرے آگے پیچھے پھرتے رہتے تھے لیکن میں نے کسی کو لفٹ نہیں کرائی اور یہاں میں نے خاور کو خود شادی کی پیشکش کی ہے لیکن خاور نے مجھے ایسے توہین آمیز جواب دیئے ہیں جیسے میں نے شادی کی پیشکش کی بجائے اس کی توہین کی ہو حالانکہ اسے تو میرا ممنون ہونا چاہئے اور میری اس پیشکش پر ساری عمر میرا ممنون رہنا چاہئے۔ اب تم بتاؤ یہ میرے دوست ہیں یا دشمن"...... فرخندہ نے باقاعدہ تقریر کرتے ہوئے کہا تو ارباب کے چہرے پر یکلخت شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے لیکن اس نے کوئی بات نہ کی بلکہ ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا رہا۔

"یہ پاکیشیا ہے فرخندہ۔ گریٹ لینڈ نہیں ہے۔ تمہیں خاور سے شادی کرنی تھی تو مجھے بتاتیں۔ میں ارباب کے ساتھ باقاعدہ جا کر عمران صاحب سے بات کرتی۔ تم نے یہ کیا تماشہ بنا دیا ہے اور ہمیں بھی شرمندہ کیا ہے۔ اٹھو اور چلو میرے ساتھ"...... لیلیٰ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"سوری لیلیٰ۔ میں یہاں خاور کے فلیٹ سے خاور کے ساتھ آئی ہوں اس لئے میں خاور کے فلیٹ پر واپس جاؤں گی پھر وہاں جا کر سوچوں گی کہ کہیں اور جاؤں یا نہیں"...... فرخندہ نے بڑے ضدی سے لہجے میں کہا تو لیلیٰ نے جھک کر اس کے کان میں کچھ کہا تو

فرخندہ بے اختیار ہنس پڑی۔ اس نے بڑے شرمیلے سے انداز میں خاور کی طرف دیکھا۔ اس کا سرخ و سفید رنگ اور سرخ ہو گیا تھا اور پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

''عمران صاحب۔ ہمیں اجازت دیں۔ فرخندہ کی اس بے باکی پر میں معذرت خواہ ہوں''...... لیلیٰ نے مڑ کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''تم اسے کہاں لے جاؤ گی''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اپنے گھر۔ کیوں آپ کیوں پوچھ رہے ہیں''...... لیلیٰ نے چونک کر پوچھا۔

''لیکن اس حالت میں یہ جیسے ہی یہاں سے باہر گئی اسے گولی مار دی جائے گی''...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ''...... لیلیٰ نے یکلخت چیخ کر کہا۔ ارباب تو کیا عمران کے اپنے ساتھیوں کے چہرے بھی دیکھنے والے ہو گئے تھے۔

''عمران صاحب۔ کیا یہ بھی کوئی مذاق ہے''...... ارباب نے کہا۔

''لیلیٰ۔ تم بھی بیٹھو اور فرخندہ کو بھی یہیں بٹھاؤ۔ ارباب تم بھی بیٹھو اور صدیقی تم میرے ساتھ آؤ''...... عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔



''یہ سب کیا ہو رہا ہے ارباب''...... لیلیٰ نے حیرت بھرے انداز میں ارباب سے مخاطب ہو کر کہا۔

''تمہاری بہن فرخندہ مشکوک ہو چکی ہے اس لئے جب تک پوری چھان بین نہ ہو جائے تب تک اسے واپس جانے کی اجازت نہیں ملے گی''...... ارباب نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا جبکہ عمران اس دوران صدیقی کو ساتھ لئے کمرے سے باہر جا چکا تھا۔

''بیٹھو فرخندہ۔ تم نے خواہ مخواہ ایک عذاب ہمارے گلے میں ڈال دیا ہے''...... لیلیٰ نے کہا۔

''میں نے کیا کیا ہے۔ نجانے تم دونوں اس احمق کو کیوں اتنی اہمیت دے رہے ہو''...... فرخندہ نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن وہ کرسی پر بیٹھ گئی تھی جبکہ خاور خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

''خاور۔ تم بتاؤ اصل مسئلہ کیا ہے''...... ارباب نے خاور سے مخاطب ہو کر کہا۔

''مجھے تو معلوم نہیں ہے۔ عمران صاحب کو معلوم ہو گا۔ ویسے ایک بات بتا دوں عمران صاحب بغیر کسی خصوصی وجہ کے زبان سے کوئی بات نہیں نکالتے اور نہ انہیں تمہاری سالی کو یہاں رکھنے کا کوئی شوق ہے اس لئے انتظار کرو''...... خاور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں پولیس کو فون کرتی ہوں۔ تم لوگوں نے مجھے حبس بے جا

میں رکھا ہوا ہے''...... یکلخت فرخندہ نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے درمیانی میز پر رکھے ہوئے فون کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

''احمق نہ بنو فرخندہ۔ آرام سے بیٹھی رہو''...... اس بار لیلیٰ نے بھی اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے عمران واپس آ گیا۔

''فرخندہ آخری بار کہہ رہا ہوں کہ جو سچ ہے وہ بتا دو''۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا تو ارباب اور لیلیٰ کے ساتھ ساتھ فرخندہ بھی چونک پڑی۔

''سچ۔ کیا مطلب۔ تمہارا کیا خیال ہے میں جھوٹی ہوں''۔ فرخندہ نے چیختے ہوئے کہا۔

''تم نے یہ کہہ کر اپنی جان تو بچا لی ہے۔ تمہارا لہجہ بتا رہا ہے کہ تم واقعی سچ بول رہی ہو۔ اس کا مطلب ہے کہ تمہیں استعمال کیا جا رہا ہے''...... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

''عمراں صاحب۔ پلیز کھل کر بات کریں''...... ارباب نے بھی اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''صدیقی واپس آ جائے پھر کھل کر بات ہو گی''...... عمران نے کہا۔

''چلیں کچھ نہ کچھ تو بتا دیں''...... ارباب نے کہا۔

''یہ سب ڈرامہ ہے۔ ہمیں خواہ مخواہ تنگ کیا جا رہا ہے''...... لیلیٰ نے اس بار خاصے غصیلے لہجے میں کہا۔



''شرم تو واقعی اس وقت آتی ہے جب چھوٹی بہن دروازے سے گزرتے ہوئے ٹیڑھی ہو کر گزرتی ہے''...... عمران نے لیلیٰ کے موٹاپے پر طنز کرتے ہوئے کہا تو ارباب بے اختیار ہنس پڑا۔

''آپ مجھے چھوٹی بہن بھی کہہ رہے ہیں اور میرے بارے میں ایسی باتیں بھی کر رہے ہیں''...... لیلیٰ نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی باہر سے قدموں کی آواز سنائی دی اور چند لمحوں بعد صدیقی اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بیگ تھا۔ عمران نے صدیقی کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اور پھر بیگ کھول کر اس نے اس میں سے ایک عجیب ساخت کا ٹیڑھا میڑھا سا آلہ نکال کر میز پر رکھا اور بیگ نیچے رکھ دیا۔ پھر اس نے اس آلے کی سائیڈ پر موجود بٹن پریس کر کے اسے کھولا اور جیب سے فرخندہ کا مشین پسٹل نکال کر اس نے اسے اس میں رکھ کر ایک بار پھر بٹن دبایا تو آلہ خود بخود بند ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے اوپر سرخ رنگ کا چھوٹا سا بلب جل اٹھا۔

''اسے لے جاؤ۔ خاور۔ تم بھی ساتھ جاؤ۔ صدیقی تمہیں تفصیل بتا دے گا''...... عمران نے صدیقی اور پھر خاور سے مخاطب ہو کر کہا اور صدیقی ایک بار پھر کرسی سے اٹھا۔ اس نے وہ آلہ اٹھایا اور خاور کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کر کے وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ خاور بھی خاموشی سے اس کے پیچھے باہر چلا گیا۔

''یہ سب آخر کیا ہو رہا ہے عمران صاحب''...... ارباب نے

حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ فرخندہ اور لیلیٰ دونوں کے چہروں پر بھی
حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

''تھوڑی دیر انتظار کرو۔ سب کچھ تمہارے سامنے آ جائے
گا''...... عمران نے خشک لہجے میں کہا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد
کمرے کا دروازہ کھلا اور صدیقی اندر داخل ہوا تو سوائے عمران کے
سب بے اختیار اچھل پڑے کیونکہ صدیقی کے کاندھے پر ایک غیر
ملکی لدا ہوا تھا۔ وہ بے ہوش تھا۔ صدیقی نے اسے ایک خالی کرسی
پر ڈال دیا۔

''اس کی تلاشی لو''...... عمران نے کہا تو خاور نے اس کی تلاشی
لینی شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد اس کی جیبوں سے نکلنے والا سامان
سب کے سامنے میز پر پڑا ہوا تھا۔ اس سامان میں بالکل اس جیسا
مشین پسٹل تھا جیسا فرخندہ کا تھا۔ اس کے علاوہ ایک چھوٹا سا آلہ
بھی موجود تھا جو ٹیپ ریکارڈر جیسا تھا اور ایک پرس بھی تھا۔ عمران
نے پرس اٹھایا اور اسے کھول کر اندر موجود چیزیں چیک کرنے لگا۔
ایک خانے سے اس نے سفید رنگ کا ایک کارڈ نکالا اور اس کے
چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ اس کارڈ پر ایسا ہی ٹیڑھا میڑھا سا
ایس کا حرف بنا ہوا تھا جیسا مشین پسٹل پر تھا۔ نیچے اے ایون
چھپا ہوا تھا۔ یہ سب کچھ ابھرے ہوئے انداز میں چھپا ہوا تھا۔
عمران نے کارڈ واپس پرس میں رکھ دیا۔

''اب سنو۔ تمہاری بہن فرخندہ گریٹ لینڈ سے یہاں آئی



ہے۔ اس کے پاس جو مشین پسٹل تھا اس پر گریٹ لینڈ کی مذہبی
جنونی تنظیم سالوس کا مخصوص نشان موجود تھا۔ یہ تنظیم قدیم دور میں
خاصی فعال رہی ہے۔ اس کا ٹارگٹ یہودی تھے۔ پھر وقت کے
ساتھ ساتھ یہ تنظیم ختم ہو گئی۔ اب پہلی بار اس کا مخصوص نشان
سامنے آیا ہے۔ میں نے سرسری طور پر فرخندہ والے مشین پسٹل کو
چیک کیا تو مجھے معلوم ہو گیا کہ اس مشین پسٹل کے دستے میں ایسا
آلہ موجود ہے جو اس جگہ کی جہاں یہ پسٹل موجود ہو تمام باتیں کسی
بھی جگہ موجود ٹیپ ریکارڈر میں ٹیپ کرتا ہے اور یہ آلہ آن تھا۔
اس کا مطلب تھا کہ یہاں جو باتیں ہو رہی تھیں وہ کسی جگہ ریکارڈ
کی جا رہی تھیں لیکن کہاں۔ اس کا پتہ چلانے کے لئے میں نے
صدیقی کو بھجوا کر رانا ہاؤس سے ایک خصوصی کاشنر منگوا لیا اور فرخندہ
والے مشین پسٹل کو اس میں بند کر کے صدیقی کو دیا۔ صدیقی کو
میں نے سمجھا دیا تھا۔ چنانچہ صدیقی، خاور کو ساتھ لے کر اس آلے
کی رہنمائی میں اس آدمی تک پہنچ گیا جو یہاں کی باتیں ریکارڈ کر
رہا تھا اور اب یہ آدمی تمہارے سامنے موجود ہے۔ فرخندہ نے جس
لہجے اور انداز میں میرے سوالوں کے جواب دیئے ہیں ان سے
میں اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ فرخندہ بذات خود سالوس میں شامل نہیں
ہے لیکن اسے استعمال کیا جا رہا ہے اور لامحالہ اب سالوس کا ٹارگٹ
بدل گیا ہے۔ اب وہ یہودیوں کی بجائے مسلمانوں کو ٹارگٹ بنا
رہی ہے اور یقیناً یہاں پاکیشیا میں اس کا ٹارگٹ سیکرٹ سروس کے

ممبران اور چیف ایکسٹو ہو گا۔ خاور کا فلیٹ اور یہ کوٹھی ان کے سامنے آ گئی ہے۔ اگر فرخندہ کسی خوف کی وجہ سے مشین پسٹل نہ نکالتی اور خاور اسے بے ہوش کر کے اس سے یہ نہ چھین لیتا تو سالوس کا کام جاری رہتا اور جب پوری سیکرٹ سروس مجھ سمیت سامنے آ جاتی تو پھر سالوس تنظیم ہمیں ہلاک کر دیتی''...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ مشین پسٹل تو مجھے ہنری نے مارکیٹ سے لا کر دیا تھا۔ میں نے اسے کہا تھا کہ مجھے بڑے مشین پسٹلز سے نفرت ہے اس لئے مجھے کوئی چھوٹا سا مشین پسٹل چاہئے لیکن ہو وہ خطرناک ہتھیار تو ہنری نے مجھے یہ مشین پسٹل مارکیٹ سے لا کر دیا۔ میں نے اسے اس کی باقاعدہ پیمنٹ کی تھی''...... فرخندہ نے کہا۔

''تم نے کوئین روز بتایا تھا نا اس کے کلب کا نام''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ وہ اس کلب کا مینجر بھی ہے اور مالک بھی''...... فرخندہ نے جواب دیا۔

''اوکے۔ ارباب اب تم لیلیٰ اور فرخندہ کو ساتھ لے جا سکتے ہو''...... عمران نے ارباب سے مخاطب ہو کر کہا۔

''نہیں عمران صاحب۔ پہلے اس آدمی کو ہوش میں لے آئیں تاکہ ہمیں اصل صورت حال کا علم ہو سکے''...... ارباب نے کہا تو



عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''خاور۔ رسی لے آؤ اور اسے باندھو اور پھر اسے ہوش میں لے آؤ''...... عمران نے کہا تو خاور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کچھ دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں رسی کا ایک بنڈل تھا۔ صدیقی بھی اٹھ کھڑا ہوا اور پھر ان دونوں نے مل کر اس آدمی کو رسی کی مدد سے کرسی کے ساتھ باندھ دیا۔ اس کے بعد صدیقی نے اس کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیئے۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہوئے تو صدیقی نے ہاتھ ہٹائے اور پیچھے ہٹ کر عمران اور خاور کے ساتھ کرسی پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد ہی اس آدمی کی آنکھیں کھلیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے بندھے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا تھا۔ اس نے چند لمحوں تک ادھر ادھر دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''تمہارا نام کیا ہے''...... عمران نے اس سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''تم سب کون ہو۔ میں کہاں ہوں اور یہ سب کیا ہے''...... اس آدمی نے کہا اور اس کے لہجے سے ہی عمران سمجھ گیا کہ یہ آدمی گریٹ لینڈ کا باشندہ ہے۔

''میں نے تمہارا نام پوچھا تھا''...... عمران نے کہا۔

''میرا نام جیرالٹو ہے اور میں سیاح ہوں۔ میں پارک میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک میرے سر پر ضرب لگی اور اب میری آنکھ کھلی ہے۔لیکن تم کون ہو''...... جیرالٹو نے کہا۔

''سالوس کے اے سیکشن کے انچارج کا کیا نام ہے''...... عمران نے اچانک پوچھا تو وہ آدمی بندھا ہونے کے باوجود اس طرح تڑپا جیسے اسے اچانک لاکھوں وولٹیج کا الیکٹرک کرنٹ لگ گیا ہو۔ اس کی آنکھیں پھٹ سی گئی تھیں۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ سالوس کا نام تمہاری زبان پر کیسے آیا''...... جیرالٹو نے لڑکھڑائی ہوئی آواز میں کہا۔

''یہ تو مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ تمہارا نمبر اے الیون ہے اور تمہارے انچارج کا نمبر اے ون ہو گا۔ لیکن وہ ہے کون۔ کیا وہ روز کوئین کلب کا منیجر ہنری ہے''...... عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔تم۔تم''...... جیرالٹو نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا اچانک ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی ایک نسوانی چیخ سنائی دی اور اس چیخ کے بلند ہوتے ہی خاور اپنی جگہ سے بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور دوسرے لمحے وہ چیختی ہوئی فرخندہ کو گھسیٹتا ہوا دور لے گیا اور ابھی وہ صرف چند فٹ ہی دور گیا ہو گا کہ ایک اور خوفناک دھماکہ ہوا اور اس بار چیخنے کی باری لیلیٰ کی تھی جو فرخندہ کے ساتھ



دوسری طرف کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی اور اس بار ارباب بالکل اسی طرح اٹھا جیسے پہلے خاور اٹھا تھا اوراس نے فرش پر پڑی تڑپتی ہوئی لیلیٰ کو بازو سے پکڑا اور گھسیٹ کر کافی دور لے گیا۔

''بہت خوب۔ انتخاب ہو ہی گیا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو خاور جو ابھی تک کانپتی اور کراہتی ہوئی فرخندہ کا بازو پکڑے ہوئے تھا یکلخت اس کا ہاتھ چھوڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے چہرے پر شرم کے ایسے تاثرات تھے جیسے کوئی رنگے ہاتھوں پکڑا گیا ہو۔

گریٹ لینڈ کے دارالحکومت کے شمال مشرق میں دارالحکومت سے تقریباً سوا دو سو کلومیٹر کے فاصلے پر ایک چھوٹا سا گاؤں تھا جسے کرزن کاؤنٹی کہا جاتا تھا۔ یہ گاؤں زیادہ بڑا نہ تھا لیکن یہاں چونکہ آثار قدیمہ کے سلسلے کی چند چیزیں موجود تھیں اس لئے یہاں دارالحکومت سے سیاح کافی تعداد میں آتے جاتے رہتے تھے اس لئے اس کاؤنٹی میں سیاحوں کے لئے معیاری ہوٹل، کلب اور جوئے خانے بھی موجود تھے۔ گو ان کی تعداد خاصی کم تھی لیکن جو بھی تھے وہ بہرحال معیاری تھے۔

ایک کلب کی تیسری منزل پر ایک خاصا بڑا اور جدید انداز کا آفس تھا جس میں مہاگنی کی آفس ٹیبل کے پیچھے ایک چھوٹے قد لیکن بھینسے جیسے جسم کا مالک آدمی کافی بڑی کرسی میں بھی پھنسا ہوا بیٹھا تھا۔ اس کا سر گنجا تھا۔ آنکھیں جیسے باہر کو نکلی ہوئی نظر آتی



تھیں۔ پیشانی گول اور ابھری ہوئی تھی۔ جبڑے بڑے اور ٹھوڑی کسی ہتھوڑے کی طرح آگے کی طرف نکلی ہوئی تھی اس لئے قیافہ شناسی کے مطابق یہ شخص ذہین ہونے کے ساتھ ساتھ عیار، چالاک اور اپنے مفادات کے لئے حد درجہ سفاک طبیعت کا آدمی تھا۔ اس کا ویسے تو نام بلانک تھا لیکن عرف عام میں اسے ماسٹر بلانک کہا جاتا تھا۔ اس کے سامنے ایک فائل کھلی ہوئی تھی اور وہ اس فائل کو اس طرح پڑھنے میں مصروف تھا جیسے اسے زبانی یاد کر لینا چاہتا ہو۔

وہ ایک ہی صفحے کو نجانے کتنی مرتبہ پڑھ چکا تھا مگر اس کے باوجود وہ اسے مسلسل اور بار بار پڑھے چلے جا رہا تھا کہ اس کے پاس پڑے ہوئے دو رنگوں کے فون سیٹس میں سے سفید رنگ کے فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ماسٹر بلانک نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز اس کے جسم کی مناسبت سے یکسر مختلف تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے کوئی معصوم بچہ بول رہا ہو۔

"ہنری فوری ملاقات چاہتا ہے ماسٹر"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"بھیج دو"...... ماسٹر بلانک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور پھر فائل بند کر کے اس نے ایک طرف رکھی ہوئی

ٹرے میں اچھال دی۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک وجیہہ نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے ڈارک کلر کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ بال سنہری اور گھنگھریالے تھے۔ چہرے کے نقوش کے لحاظ سے وہ کوئی یونانی نژاد لگتا تھا۔

''بیٹھو ہنری''...... ماسٹر بلانک نے کہا۔

''تھینک یو ماسٹر''...... ہنری نے کہا اور میز کی دوسری طرف کرسی پر مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔

''ہاں۔ بولو کیا رپورٹ ہے''...... ماسٹر بلانک نے کہا۔

''ماسٹر۔ پاکیشیا میں ہمارا مشن ادھورا رہ گیا ہے''...... ہنری نے کہا تو ماسٹر بلانک چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''تفصیل بتاؤ''...... ماسٹر بلانک نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ماسٹر۔ ادھورا اس لحاظ سے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے صرف دو ممبران سامنے آئے ہیں اور دو کی صرف تصویریں مل سکی ہیں۔ ایک کی رہائش گاہ کا بھی علم ہو گیا جبکہ ان کے ہیڈ کوارٹر کا محل وقوع بھی معلوم ہو گیا ہے لیکن اس کے بعد معاملات یکلخت خراب ہوتے چلے گئے کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والا ایجنٹ علی عمران درمیان میں کود پڑا اور پھر میرے سیکشن کا ایجنٹ بھی ان کے ہاتھ لگ گیا اور اس عمران نے اس سے ٹیپ ریکارڈر بھی لے



لیا۔ اس عمران نے سالوس کا نام بھی دوہرایا اور میرا اور میرے کلب کا نام بھی لیا ہے۔ اس نے اس انداز میں ہمارے ایجنٹ جیراٹو سے معلومات حاصل کرنی شروع کر دیں کہ مجھے یقین تھا کہ وہ لازماً سب کچھ تفصیل سے بتا دے گا اس لئے میں نے وائرلیس کاشنر کے ذریعے اس کے جسم میں موجود اے اور بی دونوں بم بلاسٹ کر دیئے''...... ہنری نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''لیکن یہ سب کیسے اور کیوں ہوا۔ ہمارا سیٹ اپ تو اس قدر جامع اور مکمل ہے اور اس کی معمولی سے معمولی جزئیات بھی طے کر لی جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک سالوس اپنے چھوٹے یا بڑے کسی مشن میں کبھی ناکام نہیں ہوئی اور آج تک دنیا میں سوائے سالوس کے مین ایجنٹس کے کسی کو سالوس کا نہ نام معلوم ہے اور نہ اس کے بارے میں دیگر تفصیلات معلوم ہیں۔ پھر یہ سب کیسے ہوا۔ پوری تفصیل بتاؤ''...... ماسٹر بلانک نے اسی طرح بچوں والے لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھیں یکلخت سرخ بلبوں کی طرح روشنی دینے لگ گئیں۔ یوں لگتا تھا جیسے اس کی آنکھوں میں اچانک تیز سرخ بلب جل اٹھے ہوں۔

''ماسٹر۔ یہ فائل میں ساتھ لے آیا ہوں۔ آپ اسے ایک نظر دیکھ لیں۔ اس کے نیچے آپ کے دستخط موجود ہیں۔ یہ پورا سیٹ اپ آپ کے ساتھ تفصیل سے ڈسکس کرنے کے بعد بنایا گیا تھا۔

پھر میں مزید تفصیل عرض کرتا ہوں''...... ہنری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک فائل نکال کر جس کے کور کا رنگ زرد تھا بڑے مؤدبانہ انداز میں ماسٹر بلانک کی طرف بڑھا دی۔ ماسٹر بلانک نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے فائل پکڑی اور فائل کے کور پر لکھی ہوئی تحریر کو ایک نظر دیکھا اور پھر فائل کھول کر سامنے رکھ لی۔ فائل میں صرف چار صفحات تھے۔ اس کی نظریں ان صفحات پر جم سی گئیں۔ وہ اس فائل میں درج ایک ایک لفظ کو اس طرح غور سے پڑھ رہا تھا جیسے زبانی یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔ یہ شاید اس کی عادت تھی۔ ہنری کے آنے سے پہلے بھی وہ ایک فائل کو بالکل اسی انداز میں پڑھ رہا تھا۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے میں اس نے چار صفحات پڑھے اور پھر ایک طویل سانس لیتے ہوئے اس نے فائل بند کر دی۔

''منصوبہ تو ہر لحاظ سے مکمل اور جامع تھا پھر کیا ہوا''...... ماسٹر بلانک نے ہنری کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ماسٹر۔ ہم نے اس کام کے لئے عمران کے ایک دوست ارباب کی بیوی کی بہن کو منتخب کیا تھا۔ وہ میری دوست تھی اور میرے کلب میں آتی جاتی رہتی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے کرمنالوجی میں گریجویشن کی ہوئی تھی۔ مارشل آرٹ میں وہ بلیک بیلٹ تھی اور اسی طرح نشانہ بازی میں بھی وہ طاق تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ بچوں جیسا ذہن بھی رکھتی تھی اس لئے اسے اس



سارے معاملے کے بارے میں ہوا بھی نہیں لگنے دی گئی۔ ارباب پاکیشیا میں مخبری کا وسیع نیٹ ورک چلاتا ہے۔ یہ لڑکی جس کا نام فرخندہ ہے اس ارباب کی بیوی لیلیٰ کی بہن ہے۔ میں نے اسے سالوس کا سپیشل مشین پسٹل دے دیا تھا اور اس کے ساتھ ہی میں نے اپنے ایک ایجنٹ اے الیون کو بھی سیاح کے روپ میں اس لڑکی کے پیچھے پاکیشیا بھجوا دیا۔ سپیشل پسٹل میں موجود خفیہ ڈیوائس کے ذریعے میرا ایجنٹ اس فرخندہ اور اس سے ملنے والوں کے درمیان ہونے والی تمام بات چیت ٹیپ کر سکتا تھا اور دور رہ کر بھی اس کی نگرانی کر سکتا تھا۔ چنانچہ ان دونوں کے جانے کے بعد مجھے رپورٹیں ملنا شروع ہو گئیں۔ فرخندہ کو میں نے یہاں سے فون کر کے کہا کہ مجھے وہاں ایک تنظیم فورسٹارز کو تلاش کرنا ہے''...... ہنری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''فورسٹارز کون ہے''...... ماسٹر بلانک نے چونک کر پوچھا۔

''مجھے پاکیشیا سے اطلاع ملی تھی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چار ممبران نے ایک سرکاری تنظیم فورسٹارز بنائی ہوئی ہے جس کے تحت وہ پاکیشیا کے انڈر ورلڈ مجرموں کو ٹریس کر کے ہلاک کر دیتے ہیں۔ ان کے مل جانے کے بعد ظاہر ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس کے چیف کے مل جانے کے امکانات سو فیصد ہو جاتے۔ چنانچہ فرخندہ نے اپنی بہن لیلیٰ کے ذریعے فور سٹار کو ٹریس کر لیا۔ ان چاروں کی تصاویر اور نام اسے مل گئے لیکن یہ لوگ بڑی تیزی سے

اپنی رہائش گاہیں تبدیل کرتے رہتے ہیں اس لئے کسی کا ایڈریس نہیں مل سکا لیکن پھر فرخندہ فورسٹارز کے ایک ممبر خاور کو ٹریس کرنے میں کامیاب ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی اسے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ فورسٹارز کا ہیڈکوارٹر ایک مضافاتی کالونی کی کوٹھی میں بنایا گیا ہے۔ فرخندہ اچانک خاور کے فلیٹ پر پہنچ گئی اور اپنے مخصوص ذہن کے مطابق اس نے وہاں جب الٹی سیدھی باتیں کیں تو خاور اسے کھانا کھلانے کے بہانے اپنے ساتھ اپنے ہیڈکوارٹر لے گیا۔ وہاں چونکہ کوٹھی میں صرف ایک چوکیدار تھا جو باہر تھا اس لئے فرخندہ جو کہ لاکھ آزاد خیال سہی لیکن چونکہ بنیادی طور پر مشرقی لڑکی ہے اور مسلمان ہے اس لئے اس کو خاور کی طرف سے خطرہ پیدا ہو گیا کہ خاور اسے کسی بری نیت سے یہاں خالی کوٹھی میں لے آیا ہے۔ اس نے سالوس مشین پسٹل سے اس پر فائر کھول دیا لیکن خاور بے حد تیز نکلا۔ اس نے فرخندہ کو بے ہوش کر دیا اور مشین پسٹل اپنے قبضے میں کر لیا۔ اے الیون ظاہر ہے یہ سب کچھ چیک کر رہا تھا۔ پھر خاور نے اپنے ساتھی صدیقی کو وہاں بلا لیا۔ صدیقی فورسٹارز کا چیف ہے لیکن پھر وہاں عمران پہنچ گیا اور اس کے ساتھ ہی حالات ہمارے ہاتھ سے نکلتے چلے گئے۔ انہوں نے کسی آلے کی مدد سے اے الیون کو ٹریس کر لیا اور اسے بے ہوش کر کے اس کوٹھی میں لایا گیا۔ اس کے سامان پر قبضہ کر لیا گیا جس میں وہ ٹیپ ریکارڈر بھی تھا جس میں ساری باتیں ٹیپ تھیں۔ ہمیں خصوصی



کاشن مل گیا۔ جس پر ہم نے خصوصی مشین آن کر دی اور پھر اس عمران نے اے الیون سے اس کے اے الیون ہونے اور سالوس کے بارے میں پوچھ گچھ شروع کر دی اور یہ پوچھ گچھ اس انداز میں ہو رہی تھی کہ مجھے خطرہ لاحق ہو گیا کہ اے الیون سالوس کے بارے میں سب کچھ بتا دے گا۔ چنانچہ میں نے فوری طور پر اس کے جسم میں موجود اے اور بی دونوں بم یکے بعد دیگرے فائر کر دیئے اور وہ ٹیپ ریکارڈر اور دونوں مشین پسٹلز بھی سپیشل ریز کے ذریعے جلا کر راکھ کر دیئے۔ البتہ اس فرخندہ نے عمران کو میرا اور میرے کلب کا نام بتا دیا تھا''...... ہنری نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''تمہاری اس ساری تقریر کا بہرحال لب لباب یہ ہے کہ تم اس معمولی سے مشن میں ناکام ہو گئے ہو اور نہ صرف ناکام ہو گئے ہو بلکہ تمہارا نام بھی سامنے آ گیا ہے''...... ماسٹر بلانک نے مخصوص لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ہنری کوئی جواب دیتا اچانک میز کے کنارے سے چٹک کی آواز ابھری اور اس کے ساتھ ہی ہنری چیختا ہوا اچھل کر کرسی سمیت پشت کے بل نیچے جا گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ اس کے سینے اور پیٹ کے درمیان سیاہ رنگ کا دائرہ سا نظر آ رہا تھا اور اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات جیسے ثبت ہو کر رہ گئے تھے۔ ماسٹر بلانک نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر

دیئے۔

''یس ماسٹر''...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ مردانہ آواز سنائی دی۔

''اے سیکشن کے انچارج ہنری کی لاش میرے آفس میں پڑی ہے۔ اسے اٹھا کر لے جاؤ اور برقی بھٹی میں ڈال دو۔ یہ سالوس کے معیار سے نیچے گر گیا تھا اس لئے اسے فوری طور پر موت کی سزا دی گئی ہے''...... ماسٹر بلانک نے بچوں کی طرح بڑے معصوم سے لہجے میں کہا

''یس ماسٹر''...... دوسری طرف سے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا گیا تو ماسٹر بلانک نے انٹرکام کا رسیور رکھا اور ساتھ پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''کوئین روز کلب''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''ماسٹر بلانک بول رہا ہوں''...... ماسٹر بلانک نے کہا۔

''یس سر۔ حکم سر''...... دوسری طرف سے یکلخت انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''کلائیڈ سے بات کراؤ''...... ماسٹر بلانک نے کہا۔

''یس سر۔ میں کلائیڈ بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک کپکپاتی ہوئی مردانہ آواز سنائی دی۔

''اے ون ہنری معیار سے گر گیا تھا۔ وہ پاکیشیا میں اپنا مشن



درست طور پر مکمل نہیں کر سکا اس لئے میں نے اسے موت کی سزا دے دی ہے اور اب تم اس کی جگہ اے ون ہو۔ باقی سیکشن کے کارڈز اسی انداز میں تبدیل کر دو اور تم فوراً میرے آفس پہنچو تاکہ تمہیں نئی ذمہ داریاں سونپی جا سکیں''...... ماسٹر بلانک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اسے معلوم تھا کہ کلائیڈ دارالحکومت میں ہے اس لئے اسے یہاں کرزن کاؤنٹی پہنچنے میں کم از کم ایک گھنٹہ لگ جائے گا اس لئے رسیور رکھ کر اس نے فائل کھولی اور اسے ایک بار پھر پڑھنا شروع کر دیا۔ اس دوران ہنری کی لاش وہاں سے ہٹا دی گئی تھی اور کرسی بھی سیدھی کر دی گئی تھی۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو ماسٹر بلانک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... ماسٹر بلانک نے کہا۔

''کلائیڈ حاضری چاہتا ہے''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''بھجوا دو''...... ماسٹر بلانک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے سامنے رکھی ہوئی فائل بھی بند کر دی جو ہنری لے آیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک ورزشی جسم کا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں ماسٹر بلانک کو سلام کیا۔ اس نے قیمتی کپڑے کا گرے کلر کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔

''بیٹھو''...... ماسٹر بلانک نے کہا تو کلائیڈ کرسی پر مؤدبانہ انداز

میں بیٹھ گیا۔

''کلائیڈ۔ تمہیں سالوس کے اصول وضوابط کا تو بخوبی علم ہوگا''۔ ماسٹر بلانک نے کہا۔

''یس ماسٹر۔ میں نے سالوس کے سپیشل ہیڈکوارٹر میں مکمل کورس کیا ہوا ہے''...... کلائیڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ مجھے یہ سن کر خوشی ہوئی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ تمہیں معلوم ہوگا کہ قدیم سالوس عیسائیوں کی تنظیم تھی جو یہودیوں کے خلاف بنائی گئی تھی لیکن موجودہ سالوس یہودیوں کی تنظیم ہے جو مسلمان کے خلاف ہے۔ البتہ تنظیم کا نام اور قوائد وضوابط وہی ہیں جو پہلے تھے''...... ماسٹر بلانک نے کہا۔

''یس ماسٹر''...... کلائیڈ نے جواب دیا۔

''سالوس کا اے سیکشن بے حد اہم سیکشن ہے اور اس سیکشن کے ذمے وہ مشن لگائے جاتے ہیں جو انتہائی اہم سمجھے جاتے ہیں۔ ہمارے لئے سب سے اہم یہ ہے کہ سالوس کا نام اور اس کے بارے میں کسی کو کچھ معلوم نہ ہو سکے اور ہمارا کام بھی مکمل ہوتا رہے۔ یہی وجہ ہے کہ سالوس کو قائم ہوئے آٹھ سال ہو گئے ہیں اور سالوس نے پوری دنیا میں انتہائی اہم کارنامے سرانجام دیئے ہیں لیکن ابھی تک سالوس کے بارے میں کوئی کچھ نہیں جانتا''۔ ماسٹر بلانک نے کہا۔

''یس ماسٹر''...... کائیڈ نے پہلے کی طرح انتہائی مؤدبانہ لہجے



میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہنری نے پہلی بار سالوس کے اصول وضوابط کی خلاف ورزی کی اور پاکیشیا میں اس کا سارا منصوبہ یکسر ناکام ہوگیا اس لئے اس کو فوری طور پر موت کی سزا دے دی گئی۔ اب یہ مشن تم نے مکمل کرنا ہے۔ پورے قواعد وضوابط کے ساتھ''...... ماسٹر بلانک نے کہا۔

''یس ماسٹر۔ میں تیار ہوں''...... کلائیڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ فائل لو اور اسے پڑھو''...... ماسٹر بلانک نے سامنے رکھی ہوئی فائل اٹھا کر کلائیڈ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''میں نے اسے پہلے ہی پوری طرح پڑھا ہوا ہے''...... کلائیڈ نے فائل لیتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ تو پھر بتاؤ کہ پاکیشیا میں ہمارا کیا مشن تھا''...... ماسٹر بلانک نے پوچھا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ''...... کلائیڈ نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔

''تمہیں معلوم ہے کہ اس مشن کا کیا انجام رہا''...... ماسٹر بلانک نے پوچھا۔

''یس ماسٹر۔ مشن ناکام ہوگیا ہے۔ اے الیون کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور دو سپیشل مشین پسٹلز کو بھی ریز سے جلا کر راکھ کرنا

پڑا ہے''...... کلائیڈ نے کہا۔

''ہاں۔ سالوس کو پہلی بار کسی مشن میں ایسی ناکامی کا سامنا کرنا پڑا ہے حالانکہ آج سے پہلے بڑے بڑے مشن میں بھی کبھی ہمیں ایسی ناکامی کا منہ نہیں دیکھنا پڑا۔ تم اے سیکشن کے آپریشن انچارج ہو۔ یقیناً تم نے سب کچھ دیکھا اور سنا ہو گا۔ بولو۔ غلطی کہاں ہوئی ہے''...... ماسٹر بلانک نے پوچھا۔

''ماسٹر۔ غلطی کہیں بھی نہیں ہوئی۔ اس عمران کی آمد سے پہلے معاملات کنٹرول میں تھے لیکن عمران کے آتے ہی معاملات یکسر الٹ ہو گئے۔ یوں لگتا ہے جیسے اس آدمی کے ذہن میں کوئی کمپیوٹر فٹ ہے۔ اسے سالوس کے بارے میں اس طرح علم تھا جیسے وہ سالوس کا ممبر ہو۔ ایسے آدمی کا خاتمہ یقینی طور پر اور فوری طور پر ہونا چاہئے''...... کلائیڈ نے کہا۔

''غلطی فرخندہ سے ہوئی ہے۔ ہنری نے یقیناً اسے درست طور پر ٹریٹ نہیں کیا تھا۔ اگر فرخندہ، خاور پر مشین پسٹل نہ نکالتی تو معاملات درست رہتے اور ہم ایک ایک کر کے تمام سیکرٹ سروس کے ممبران کو ٹریس کر لیتے اور پھر ان کے ذریعے ان کے چیف اور سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر تک پہنچ جاتے اور مشن مکمل ہو جاتا لیکن فرخندہ نے اچانک خاور کو ہی ہلاک کرنے کی کوشش کی اور یہیں سے معاملات بگڑتے چلے گئے۔ یقیناً فرخندہ کے منہ سے سالوس کا نام نکلا ہو گا''...... ماسٹر بلانک نے کہا۔



''آپ کا تجزیہ بے حد دانشمندانہ اور گہرائی کا حامل ہے''۔ کلائیڈ نے اس بار خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

''لیکن اب بھی یہ مشن فرخندہ کے ذریعے ہی پورا ہو گا کیونکہ یہ سب سے محفوظ طریقہ ہے۔ البتہ اب فرخندہ کو واپس بلا کر اس کے ذہن کو مزید ہدایات دینی پڑیں گی۔ میں ڈاکٹر اسٹیک کو تفصیل سے ہدایات دے دوں گا۔ تم اب جا سکتے ہو''...... ماسٹر بلانک نے کہا تو کلائیڈ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''کیا میں اس سیکشن کے کسی ایجنٹ کو یا گروپ کو وہاں بھیجوں''۔ کلائیڈ نے ہچکچاتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

''بیٹھو۔ تمہاری اس بات کا مطلب ہے کہ تم اس سلسلے کو ابھی پوری طرح نہیں سمجھ سکے''...... ماسٹر بلانک نے کہا۔ گو اس کا لہجہ بے حد نرم اور معصومانہ تھا لیکن کلائیڈ کا چہرہ یکلخت زرد سا پڑ گیا اور وہ دوبارہ کرسی پر بیٹھ تو گیا لیکن اس انداز میں جیسے اسے موت کی سزا دینے والی کرسی پر بٹھا دیا گیا ہو کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ماسٹر بلانک بظاہر انتہائی نرم لہجے میں بات کرتا ہے لیکن وہ حد درجہ سفاک اور بے رحم آدمی ہے۔ کسی انسان کو ہلاک کر دینا اس کے نزدیک مکھی مارنے سے بھی زیادہ آسان کام تھا اور اس نے اس کے بارے میں یہ کہہ دیا تھا کہ وہ ابھی معاملہ کو پوری طرح سمجھ نہیں سکا اس لئے کلائیڈ کا چہرہ خوف کی وجہ سے زرد پڑ گیا تھا۔

''سنو۔ میں تمہیں مختصر طور پر بتاتا ہوں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس

اور اس کا چیف ایکسٹو پوری دنیا کے یہودیوں کے دشمن نمبر ایک
ہیں۔ ان کے ساتھ ایک فری لانسر آدمی ہے جس کا نام علی عمران
ہے۔ یہ عمران ہی ہر بار پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مشن کے دوران
لیڈر ہوتا ہے۔ آج تک اس کے ہاتھوں لاکھوں نہیں تو بلامبالغہ
سینکڑوں یہودی تنظیمیں ختم ہو چکی ہیں۔ بے شمار بار اس سروس نے
اسرائیل میں داخل ہو کر اسے شدید ترین نقصان پہنچایا ہے اور آج
تک ان کا کوئی بال تک بیکا نہیں کر سکا۔ سالوس صدیوں پہلے کی
تنظیم تھی جو ختم ہو چکی تھی اور یہ تنظیم اپنے قیام سے ختم ہونے تک
یہودیوں کے خلاف ہی کام کرتی رہی ہے۔ اسے انتہائی مذہبی جنونی
تنظیم کا رنگ دیا گیا تھا اس لئے پوری دنیا کے یہودی لیڈروں کی
اسرائیل کے صدر کی سربراہی میں ایک خفیہ میٹنگ ہوئی جس میں
عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو دھوکہ دینے کے لئے سالوس کے
نام کو اختیار کیا گیا اور اس کے تمام اصول وضوابط جو تمام کے تمام
مذہبی جنونیت پر مبنی تھے، دوبارہ اختیار کر لئے گئے۔ اس کا دائرہ کار
پوری دنیا تک وسیع کر دیا گیا۔ اس کو خفیہ رکھا گیا اور اس طرح
آٹھ سال تک کام ہوتا رہا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس کے
بارے میں علم نہ ہو سکا تو سب پوری طرح مطمئن ہو گئے۔ اس
دوران ایک انتہائی اہم ایجاد یہودی سائنس دانوں نے کی۔ یہ ایک
ایسا آلہ ہے جو سیٹلائٹ کے ذریعے کسی بھی ٹارگٹ پر فائر کیا جا
سکتا ہے۔ اس آلہ کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ آلہ جہاں بھی فائر کیا



جائے گا وہاں ایک وسیع رینج میں عام ہتھیاروں کے ساتھ ساتھ
ایٹمی ہتھیار، میزائل، راڈار سسٹم اور ایٹمی میزائل سسٹم سب یکسر جام
ہو جائیں گے اور اس کا علم کسی لیبارٹری کو نہ ہو سکے گا اور نہ ہی
کوئی اسے سمجھ سکے گا اور سب یہی سمجھتے رہیں گے کہ ان کے تمام
ہتھیار فنکشنل ہیں لیکن جب ان کے ملک پر حملہ کیا جائے گا تب
انہیں معلوم ہو گا کہ ان کا کوئی ہتھیار بھی فنکشنل نہیں رہا۔ اس طرح
وہ بغیر مقابلہ کئے مکمل طور پر شکست کھا جائیں گے۔ اس آلے کا
سائنسی نام تو خاصا بڑا ہے البتہ اس کا کوڈ نام ای جے ہے۔ ای
جے پر گزشتہ چھ سالوں سے کام ہو رہا ہے۔ اس کی رینج وسیع کی
جاری ہے اور یہ کام زیادہ سے زیادہ ایک سال میں ہو جائے گا۔
ای جے کی لیبارٹری کہاں ہے۔ اس کا علم صرف مجھے ہے یا سالوس
کے خصوصی ایس سیکشن کو ہے۔ یہ سیکشن اس لیبارٹری کی سیکورٹی کا
کام کرتا ہے اور آج تک کسی کو اس بارے میں علم نہیں ہو سکا۔
سالوس کا ہیڈکوارٹر اس لئے دارالحکومت میں نہیں بنایا گیا بلکہ یہاں
کرزن کاؤنٹی میں بنایا گیا ہے تاکہ کسی کو شک نہ ہو سکے۔ اے
سیکشن مطلب ہے ایکشن سیکشن جس کے انچارج اب تم ہو۔ اس کا
ہیڈکوارٹر البتہ گریٹ لینڈ کے دارالحکومت میں بنایا گیا ہے''۔ ماسٹر
بلانک بات کرتے کرتے اس طرح رک گیا جیسے مسلسل بولنے سے
خاصا تھک گیا ہو۔

''ماسٹر۔ کیا میں ایک بات پوچھنے کی جرأت کر سکتا ہوں''۔

اچانک کلائیڈ نے کہا۔

''ہاں۔ تم سب کچھ پوچھ سکتے ہو۔ تم اے سیکشن کے انچارج ہو اور جب تک تم سالوس کے اصول وضوابط پر عمل پیرا رہو گے تمہیں کوئی کچھ نہیں کہہ سکے گا کیونکہ اے سیکشن کا انچارج میرا نمبر ٹو ہوتا ہے۔ بولو''...... ماسٹر بلانک نے کہا۔

''ماسٹر۔ ان پاکیشیا سیکرٹ سروس والوں کو چھیڑنے کی کیا ضرورت تھی۔ انہیں آج تک سالوس کا علم نہیں ہو سکا تھا تو مزید ایک سال تک بھی نہ ہوتا اور جب ای جے تیار ہو جاتا تو سب سے پہلے اس کا تجربہ پاکیشیا پر ہی کر دیا جاتا''...... کلائیڈ نے کہا۔

''گڈ۔ کلائیڈ تم نے یہ سوال کر کے مجھے یقین دلا دیا ہے کہ تم ہنری سے زیادہ عقلمند اور سمجھ دار ہو۔ یہ انتہائی اہم سوال ہے جو ہنری نے کبھی نہیں پوچھا تھا۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ ای جے آلے کی رینج کو وسیع کرنے کی ریسرچ میں ایک ایسی سائنسی رکاوٹ آ گئی ہے جس پر اسرائیل کے بڑے بڑے سائنس دان ٹکریں مار کر رہ گئے لیکن یہ رکاوٹ دور نہ ہو سکی اس لئے اسرائیل نے پوری دنیا میں اس رکاوٹ کو دور کرنے کے لئے ایسے سائنس دانوں کی تلاش شروع کر دی جو اس فارمولے پر کسی بھی صورت میں کام کرتے رہے ہوں اور پھر اسے حسن اتفاق ہی کہا جا سکتا ہے کہ اس تلاش کے دوران یہ بات حتمی طور پر معلوم ہو گئی کہ پاکیشیا کا ایک سائنس دان ڈاکٹر آغا خصوصی طور پر اس رکاوٹ کے



سلسلے میں ہی اپنے میزائل کے فارمولے کے لئے کام کرتا رہا ہے۔ اس پر اس نے کام شوگران کے سائنس دانوں کے ساتھ مل کر کیا تھا اور جس لیبارٹری میں یہ کام ہوتا رہا ہے وہ لیبارٹری شوگران میں ہی تھی۔ وہاں ریسرچ کے دوران ایک سائنس دان سے کوئی غلطی ہو گئی جس کی وجہ سے ایسی زہریلی گیس وہاں پھیل گئی جس کی وجہ سے تقریباً تمام سائنس دان ہلاک ہو گئے۔ البتہ ڈاکٹر آغا اور ایک شوگرانی سائنس دان بے ہوش ہو گئے۔ مختصر یہ کہ وہ شوگرانی سائنس دان بچ تو گیا لیکن اس کا جسم مفلوج ہو گیا اور ساتھ ہی ذہن بھی۔ اسے شوگران کے ایک خصوصی ہسپتال میں داخل کرا دیا گیا جہاں وہ اب تک موجود ہے۔ اب اس کی ذہنی اور جسمانی حالت خاصی بہتر ہے لیکن ابھی وہ اس قابل نہیں ہے کہ کسی پیچیدہ سائنسی تھیوری کے بارے میں سوچ سکے یا اس پر کام کر سکے۔ البتہ اس سے یہ ساری باتیں معلوم ہوئی ہیں اور ڈاکٹر آغا کے بارے میں بھی اسی سے معلومات حاصل ہوئی ہیں۔ ڈاکٹر آغا ٹھیک ہو گیا تھا اور پھر وہ واپس پاکیشیا چلا گیا اور وہاں اس نے کسی لیبارٹری میں دوبارہ کام شروع کر دیا لیکن گیس کے اثرات ایسے تھے کہ آہستہ آہستہ وہ بھی مفلوج ہوتا چلا گیا۔ پھر اس نے اپنی ریسرچ کو کسی سے مکمل کرا کر اسے حکومت کے پاس بھجوا دیا۔ اس کے بعد وہ ہلاک ہو گیا۔ اس ریسرچ پر مبنی فائل کے بارے میں جب چھان بین کی گئی، کیونکہ اس فائل میں وہی فارمولا تھا جس کی تلاش ہمیں تھی لیکن چونکہ اس

فائل پر کام بند ہو چکا تھا اس لئے پاکیشیا کے حالیہ قانون کے مطابق یہ فائل پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کی تحویل میں ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا سیٹ اپ اس انداز کا ہے کہ پاکیشیا کے صدر سمیت تمام اعلیٰ حکام ایکسٹو کے متعلق سوائے اس کے کہ اس کا وجود ہے اور کچھ نہیں جانتے۔ وہ اعلیٰ سطحی میٹنگز میں خود شریک ہوتا ہے لیکن مکمل نقاب میں۔ حتیٰ کہ اس کے ممبران بھی اس کے بارے میں نہیں جانتے اور نہ ہی کسی کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر کا علم ہے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ جب تک وہ فائل نہ مل جائے ای جے کا کام آگے نہیں بڑھ سکتا اور جب تک کام آگے نہ بڑھے تب تک ای جے مکمل نہیں ہو سکتا اور سائنس دانوں کی کئی سالوں کی محنت بھی ضائع جاتی اور ساتھ ہی پوری دنیا کے یہودیوں کا کثیر سرمایہ بھی اور اس کے ساتھ ساتھ یہودی سلطنت کا جو خواب دیکھا گیا ہے وہ بھی مکمل نہیں ہوتا۔ چنانچہ بے حد سوچ و بچار کے بعد یہ مشن بنایا گیا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کسی ممبر کا سراغ لگایا جائے اور پھر اس کے ذریعے سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر کو ٹریس کیا جائے اور پھر وہاں سے فائل حاصل کی جائے۔ چنانچہ یہ مشن سالوس کے ذمے لگایا گیا کیونکہ سالوس کے بارے میں سوائے چند خاص لوگوں کے کسی کو علم نہیں تھا اور اب تک سالوس کی کارکردگی بے حد شاندار تھی۔ اس مشن کو ہم نے چیلنج سمجھ کر لیا۔ میں نے اپنے طور پر جو معلومات پاکیشیا سیکرٹ سروس



کے بارے میں حاصل کی ہیں ان سے میں بھی حیران رہ گیا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کسی ممبر کا تو پتہ نہیں چل سکا البتہ ایک آدمی عمران کا نام اور پتہ معلوم ہو گیا لیکن چونکہ یہ سیکرٹ سروس کا ممبر ہی نہ تھا اس لئے اسے نظرانداز کر دیا گیا۔ پھر ہنری نے ایک منصوبہ بنایا۔ اس کی دوست لڑکی فرخندہ کے بہن اور بہنوئی پاکیشیا میں مخبری کا نیٹ ورک چلاتے ہیں اس لئے اسے سیکرٹ سروس کو ٹریس کرنے اور آگے بڑھنے کے لئے مرکزی کردار سونپنے کا فیصلہ کیا گیا کیونکہ اس کا کوئی بھی تعلق کسی بھی ایجنسی سے نہیں تھا اور نہ ہی وہ سالوس کے بارے میں جانتی تھی۔ اس کے باوجود اسے ڈاکٹر اسٹیک کے حوالے کر دیا گیا۔ ڈاکٹر اسٹیک نے اس کے ذہن پر چار ماہ تک محنت کی اور پھر اسے پاکیشیا بھجوا دیا گیا۔ پھر ہنری نے رپورٹ دی کہ کام انتہائی کامیابی سے آگے بڑھ رہا ہے۔ فرخندہ نے اپنی بہن کی مدد سے اپنے مخبری کے نیٹ ورک کے ذریعے سیکرٹ سروس کے چار ممبران کا پتہ چلا لیا ہے۔ یہ چاروں سیکرٹ سروس کے ساتھ ساتھ ایک اور سرکاری تنظیم فورسٹارز بھی چلاتے ہیں جس کا انہوں نے علیحدہ ہیڈکوارٹر بھی بنایا ہوا ہے۔ ان چاروں کی تصویریں بھی مل گئیں اور ان کے نام بھی معلوم ہو گئے لیکن رہائشی پتہ صرف ایک آدمی خاور کا مل سکا۔ چنانچہ فرخندہ خاور کے پاس گئی اور پھر وہاں سے وہ خاور کے ساتھ فورسٹارز کے ہیڈکوارٹر گئی اور اس کے بعد حالات یکسر پلٹتے چلے گئے اور تمہیں اس بارے میں

معلوم ہے''...... ماسٹر بلانک نے کافی دیر تک مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو ماسٹر۔ آپ نے پوری تفصیل بتا کر اور میرے ذہن میں موجود الجھن کو دور کر کے میری عزت افزائی کی ہے۔ اب آپ کا کیا حکم ہے۔ اس سیٹ اپ کو آگے بڑھایا جائے یا کوئی نئی منصوبہ بندی کی جائے''...... کلائیڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہارے ذہن میں کیا پلاننگ ہے''...... ماسٹر بلانک نے پوچھا۔

''اس خاور کو اغوا کر کے اس سے سب کچھ پوچھ لیا جائے''۔ کلائیڈ نے کہا تو ماسٹر بلانک بے اختیار ہنس پڑا۔

''اس کا مطلب ہے کہ تم اسے عام سا مشن سمجھ رہے ہو۔ اس مشن کے سلسلے میں ہنری نے اپنی جان سے ہاتھ دھوئے ہیں اور تمہیں بھی لاسٹ وارننگ ہے۔ چونکہ سالوس کے اصول و ضوابط میں یہ بات موجود ہے کہ پہلی غلطی پر لاسٹ وارننگ دی جائے اس لئے تمہیں لاسٹ وارننگ دی گئی ہے ورنہ اب تک تمہاری لاش بھی برقی بھٹی میں جل رہی ہوتی''...... ماسٹر بلانک کا لہجہ سرد ہوتا چلا گیا اور جیسے جیسے اس کا لہجہ سرد ہوتا گیا ویسے ویسے کلائیڈ کا چہرہ بھی زرد پڑتا چلا گیا لیکن جب آخر میں وارننگ کی بات ہوئی تو اس کا چہرہ کچھ نارمل ہو گیا۔

''تھینک یو ماسٹر''...... کلائیڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''سنو۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس دنیا کی انتہائی خطرناک، فعال اور



خوفناک سروس ہے۔ ان کا ہر ممبر اپنی جگہ دس سروسز پر بھاری ہے اور اس عمران نے کس قدر آسانی سے معلوم کر لیا کہ فرخندہ کے پاس موجود مشین پسٹل کا تعلق سالوس سے ہے حالانکہ کوئی اس بارے میں سوچ بھی نہ سکتا تھا۔ اس کی وجہ بہت سوچنے کے بعد میرے ذہن میں آئی ہے کہ مشین پسٹلو پر سالوس کا خصوصی نشان موجود تھا اور اے الیون کے پاس سالوس کا خصوصی کارڈ بھی موجود تھا۔ ہمارا خیال تھا کہ سالوس کے اس ٹیڑھے میڑھے اور چھوٹے سے نشان کو کوئی نہ سمجھ سکے گا لیکن عمران فوراً اس نشان کو پہچان گیا۔ کوئین روز کلب اور اس کے مالک اور مینجر ہنری کے بارے میں بھی اسے معلوم ہو گیا تھا لیکن اب ہنری ختم ہو چکا ہے اور کوئین روز کلب کا نیا مینجر اور مالک بنا دیا جائے گا اس لئے اس کا یہ راستہ بھی بند ہو گیا لیکن اب بھی انہیں فرخندہ ہی ڈیل کر سکتی ہے۔ اس کا کام صرف اتنا ہے کہ وہ سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں تفصیلات معلوم کرے۔ تم اسے واپس بلا لو۔ میں ڈاکٹر اسٹیک کو کہہ دیتا ہوں۔ وہ اس پر مزید محنت کرے گا''...... ماسٹر بلانک نے کہا۔

''یس ماسٹر''...... کلائیڈ نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ جاؤ''...... ماسٹر بلانک نے کہا تو کلائیڈ اٹھا اور اس نے انتہائی مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور آفس سے باہر نکل گیا تو ماسٹر بلانک نے ایک طویل سانس لیا اور پھر ایک طرف رکھی ہوئی فائل اٹھا کر اس نے اپنے سامنے رکھ لی۔

عمران دانش منزل کی لائبریری سے واپس آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو چائے کا ایک چھوٹا سا فلاسک اور دو پیالیاں اپنے سامنے رکھے بیٹھا ہوا تھا۔ عمران کو آتا دیکھ کر وہ احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

"مجھے معلوم تھا کہ آپ کتابوں میں سر کھپا کر آئیں گے اس لئے میں چائے لئے آپ کا انتظار کر رہا تھا"...... بلیک زیرو نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کتابوں میں سر کھپتا نہیں بلکہ سر میں موجود خالی جگہیں پر ہو جاتی ہیں"...... عمران نے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"میں نے تو محاورتاً کہا تھا"...... بلیک زیرو نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔



"ویسے اب تم صحیح معنوں میں چائے شناس ہو گئے ہو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چائے شناس۔ کیا مطلب"...... بلیک زیرو نے فلاسک سے چائے پیالیوں میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"کسی بھی چیز کو بغیر طلب استعمال کرنا اس کی ناقدری کرنے کے برابر ہے کیونکہ بغیر طلب کے اس چیز کا درست طور پر لطف نہیں اٹھایا جا سکتا جس کی وہ حقدار ہوتی ہے۔ وہ کیا کہتے ہیں کہ بھوک کی شدت میں ابلے ہوئے چاول بھی بریانی لگتے ہیں اور جب پیٹ بھرا ہوا ہو تو بریانی کی طرف دیکھنے کو بھی دل نہیں چاہتا۔ اس طرح یہ چائے کی قدر شناسی ہے کہ تمہیں معلوم ہو جاتا ہے کہ کس وقت چائے کی طلب ہو سکتی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"سالوس کے بارے میں کچھ معلومات ملی ہیں یا نہیں"...... چند لمحوں بعد بلیک زیرو نے پوچھا کیونکہ عمران اسے یہ کہہ کر لائبریری گیا تھا کہ وہ سالوس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے جا رہا ہے۔

"وہی باتیں ہیں جو پہلے بھی پڑھی ہوئی ہیں۔ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ البتہ یہ تنظیم صدیوں پہلے ختم ہو چکی ہے۔ اب ظاہر ہے کسی مجرم تنظیم نے یہ نام اپنا لیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اگر ایسا ہے عمران صاحب تو پھر یقیناً اس تنظیم کے بڑے اس

کی تاریخ سے واقف نہیں ہوں گے ورنہ وہ ایسا خطرناک نام اپنی تنظیم کا نہ رکھتے''...... بلیک زیرو نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ لگتا تو ایسا ہی ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ سالوس نے جس انداز میں کارروائی کی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں اور مسائل کو حل کرنے کا ان کا اپنا انداز ہے جو کم از کم مجرم تنظیموں سے نہیں ملتا''...... عمران نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''وہ کیسے عمران صاحب''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''فرخندہ نے جس انداز میں کام کیا ہے اور پھر وہ جس انداز میں خاور سے ملی ہے اور اس کا فورسٹارز کے ہیڈکوارٹر میں بولنے اور گفتگو کرنے کا انداز یہ سب کچھ بتاتا ہے کہ وہ کم از کم مجرم نہیں ہے لیکن اس کے باوجود اچانک اس کا مشین پسٹل نکال کر خاور پر نہ صرف تان لینا بلکہ باقاعدہ فائر بھی کر دینا اور سالوس کے بارے میں اس کا کچھ نہ جاننا یہ سب کچھ مجرمانہ نہیں ہے بلکہ رومانٹک سا ہے''...... عمران نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

''لیکن عمران صاحب۔ مشین پسٹل نکال کر فائر کھول دینا یہ کیسے رومانٹک ہو گیا''...... بلیک زیرو نے کہا۔



''یہی ایک بات سارے کھیل میں غیر رومانٹک ہے اور اس سے احساس ہوتا ہے کہ جیسے کسی غیر مرئی علم کے ذریعے فرخندہ کے ذہن کو کنٹرول کیا گیا ہے لیکن میں نے اس نقطہ نظر سے بھی فرخندہ کے ذہن کو اچھی طرح چیک کیا ہے۔ وہ کسی کنٹرول میں نہیں ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ فرخندہ سے جدید ترین مشین پسٹل کا برآمد ہونا اور اس مشین پسٹل پر سالوس کا خصوصی نشان اور اس کے ساتھ ہی اس میں موجود مخصوص آلات جن کی مدد سے گفتگو دوسرے آلے میں ریکارڈ ہو جاتی تھی۔ اس کے علاوہ وہ آدمی جسے کاشنر کی مدد سے پکڑا گیا تھا اس کا مشین پسٹل اور پھر اس کے جسم میں ہونے والے دو دھماکے، اس کے بعد دونوں مشین پسٹلز اور ٹیپ ریکارڈر کا خودبخود جل کر راکھ ہو جانا۔ کیا یہ سب کچھ یہ نہیں ظاہر کرتا کہ یہ تنظیم عام سی تنظیم نہیں ہے اور نہ ہی اس کا مقصد صرف سیکرٹ سروس کو ٹریس کرنا ہے''...... بلیک زیرو نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''تمہاری باتیں درست ہیں۔ ہمیں واقعی اس معاملے میں انتہائی سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ یہ واقعی عام سے معاملات نہیں ہیں''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ گریٹ لینڈ نژاد ہے۔

''کوئین روز کلب کا نمبر دیں''...... عمران نے کہا تو ایک لمحے کی خاموشی کے بعد دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''کوئین روز کلب''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک اور نسوانی آواز سنائی دی۔

''میں کافرستان سے بول رہا ہوں۔ جنرل منیجر ہنری صاحب سے بات کرائیں۔ میرا نام داس ہے''...... عمران نے کہا۔

''سوری۔ جنرل منیجر ہنری صاحب ایک روز قبل ایک حادثے میں ہلاک ہو گئے ہیں اور ان کی بیوی نے یہ کلب آج ہی فروخت کر دیا ہے۔ اب اس کلب کے مالک اور جنرل منیجر اٹھمن صاحب ہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ان سے بات کرا دیں''...... عمران نے کہا۔

''سوری۔ وہ ابھی وزٹ پر ہیں۔ آفس میں نہیں بیٹھے۔ آپ کل فون کر لیجئے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم کر دیا گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ارباب بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ارباب کی آواز



سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ یہ تمہاری سالی نے کیا سسپنس پھیلا رکھا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس کا تفصیلی انٹرویو کر کے کسی ڈائجسٹ کو بھجوا دو تو پڑھنے والے یقیناً بے حد محظوظ ہوں گے''...... عمران نے کہا۔

''سالیاں ہوتی ہی ایسی ہیں۔ ابھی آپ کا ان سے واسطہ نہیں پڑا''...... دوسری طرف سے ارباب نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران بھی اس کے خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔

''واسطہ پڑ ہی نہیں سکتا کیونکہ شادی کے بعد ڈیڑھ گھر بنانے کی مجھ میں توفیق ہی نہیں ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ڈیڑھ گھر۔ کیا مطلب ہوا عمران صاحب''...... ارباب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ سامنے بیٹھے بلیک زیرو کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''بیوی تو ہوئی سالم گھر والی اور سالی کو آدھی گھر والی کہا جاتا ہے اس لئے جب تک ڈیڑھ گھر نہ ہو سالی سے واسطہ ہی نہیں پڑ سکتا''...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے ارباب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''عمران صاحب۔ فرخندہ تو آج گریٹ لینڈ چلی گئی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ کم از کم ایک ماہ وہاں گزار کر ہی واپس آئے گی''...... چند لمحوں بعد ارباب نے کہا۔

''وہاں کہاں رہتی ہے وہ''...... عمران نے پوچھا۔

''کنگسٹن میں اس کا اپنا ذاتی فلیٹ ہے۔ فلیٹ نمبر گیارہ ڈی بلاک''...... ارباب نے جواب دیا۔

''اس کا فون نمبر ہے تمہارے پاس''...... عمران نے پوچھا۔

''میرے پاس تو نہیں ہے۔ البتہ لیلیٰ کے پاس یقیناً ہو گا۔ میں ابھی معلوم کر کے بتاتا ہوں''...... ارباب نے کہا اور پھر تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد اس نے فون نمبر بتا دیا۔

''شکریہ۔ اب اگر کبھی گریٹ لینڈ جانا ہوا تو اسے بھی فون کر لوں گا''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ کیوں مجھ سے اصل بات کو چھپا رہے ہیں۔ فرخندہ نے جو کچھ کیا ہے اس پر مجھے ذاتی طور پر بے حد شرمندگی ہے اور لیلیٰ کو بھی۔ میرا خیال ہے کہ فرخندہ گریٹ لینڈ میں کسی خطرناک تنظیم کی آلہ کار بن چکی ہے لیکن اس بات کو تسلیم نہیں کرتی۔ لیلیٰ کا کہنا ہے کہ فرخندہ انتہائی سادہ لوح لڑکی ہے اس لئے اس کا کسی تنظیم سے لنک ہو ہی نہیں سکتا لیکن جو کچھ اس روز سامنے آیا ہے اس سے تو یہ لگتا ہے کہ لیلیٰ اس معاملے میں خود سادہ لوحی کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ ویسے وہ اب بھی خاور کی بے حد تعریف کرتی ہے کہ اس کی وجہ سے فرخندہ بچ گئی ورنہ دوسرے دھماکے سے لامحالہ وہ زخمی ہو جاتی اگر خاور اسے گھسیٹ کر دور نہ لے جاتا''...... ارباب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔



''ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ خاور کی بروقت کارروائی کی وجہ سے وہ واقعی زخمی ہونے سے بچ گئی ہے اور چونکہ ابھی تک کوئی ایسی بات سامنے نہیں آئی جو ملک و قوم کے مفادات کے خلاف ہو اس لئے فی الحال کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ اللہ حافظ''...... عمران نے بات کرتے کرتے اچانک اللہ حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا تو بلیک زیرو چونک پڑا۔

''کیا ہوا۔ آپ نے اچانک سلسلہ ختم کر دیا''...... بلیک زیرو سے شاید رہا نہ گیا تو اس نے پوچھ ہی لیا۔

''ارباب بے حد سمجھ دار آدمی ہے۔ میں زیادہ لمبی بات کرتا تو ہو سکتا ہے کہ وہ فرخندہ کو وہاں سے کسی اور جگہ شفٹ کرا دیتا کیونکہ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ اسے احساس ہو گیا ہے کہ فرخندہ کسی ایسے کام میں ملوث ہے جو پاکیشیا کے مفادات کے خلاف ہو سکتا ہے اور اسے یہ بات بھی اچھی طرح معلوم ہے کہ اگر ایسا ہوا تو پھر فرخندہ کے ساتھ کچھ بھی ہو سکتا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''تو کیا واقعی آپ کا بھی یہی خیال ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''فی الحال تو کوئی بات سامنے نہیں آئی لیکن فرخندہ کی اس طرح فوری واپسی بتا رہی ہے کہ شاید اسے کال کیا گیا ہے اس لئے اب میں اس کی نگرانی کرانا چاہتا ہوں''...... عمران نے کہا اور اس

کے ساتھ ہی اس نے دوبارہ فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''گراہم بول رہا ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی گریٹ لینڈ میں فارن ایجنٹ گراہم کی آواز سنائی دی۔

''چیف بول رہا ہوں۔ پاکیشیا سے''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ حکم''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''کنگسٹن کے ڈی بلاک، فلیٹ نمبر گیارہ میں پاکیشیائی نژاد لڑکی فرخندہ رہتی ہے۔ ویسے اس نے گریٹ لینڈ سے کرمنالوجی میں گریجویشن کی ہے۔ فلیٹ بھی اس کا ذاتی ہے۔ اس کا فون نمبر نوٹ کر لو''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون نمبر بتا دیا۔

''یس چیف۔ میں نے نمبر نوٹ کر لیا ہے''...... گراہم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم نے فرخندہ کی اس انداز میں نگرانی کرانی ہے کہ اسے کسی صورت بھی اس کا علم نہ ہو سکے۔ اس کا فون ٹیپ کرانا ہے۔ اس سے جو ملنے آئے یا وہ جس سے ملنے جائے ان سب کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنی ہیں۔ مکمل اور بھرپور نگرانی''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔



''یس چیف۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... گراہم نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

''کوئی خاص بات ہو تو رپورٹ دے دینا ورنہ میں جب ضرورت ہو گی تم سے رپورٹ لے لوں گا''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی بلیک زیرو بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

''اگر گراہم کوئی خاص رپورٹ دے تو مجھے بتا دینا۔ میں ابھی تو فلیٹ پر ہی جا رہا ہوں''...... عمران نے کہا اور پھر وہ بلیک زیرو کے اثبات میں سر ہلانے پر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دو روز گزر گئے لیکن گراہم کی طرف سے کوئی رپورٹ نہ ملی تھی۔ عمران بھی خاموش تھا کیونکہ ظاہر ہے اسے کوئی خاص بات نظر نہ آ رہی تھی۔ ان دنوں اس کا زیادہ تر وقت فلیٹ پر کتابیں پڑھنے میں گزرتا تھا۔ اس وقت بھی وہ ایک ہاتھ میں کتاب پکڑے دوسرے ہاتھ سے چائے کی پیالی کو منہ سے لگائے ہوئے تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے چائے کی پیالی میز پر رکھی اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''ایکسٹو''...... دوسری طرف سے مخصوص لہجے میں کہا گیا۔

''ایکس اور وہ بھی ٹو۔ یعنی ڈبل ایکس۔ واہ۔ ایک ایکس کو تو

مرحوم کی جگہ بولتے ہیں۔ تم ڈبل ایکس ہو''...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

''عمران صاحب۔ گراہم کی ابھی ابھی کال آئی ہے''۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے اس بار اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ کون سے گریڈ کی نوکری مل رہی ہے اسے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس کی نوکری کے بعد اسے دوسری نوکری کیا پسند آنی ہے۔ بہرحال اس نے ایک اہم بات بتائی ہے کہ فرخندہ جب سے گریٹ لینڈ آئی ہے وہ باقاعدگی سے ایک بوڑھے آدمی سے ملنے جاتی ہے اور اس کے پاس تقریباً دو گھنٹے رہتی ہے۔ اس آدمی کا نام ڈاکٹر اسٹیک ہے۔ وہ ذہنی علوم کا ماہر سمجھا جاتا ہے۔ گراہم نے ان دونوں کے درمیان ہونے والی بات چیت ٹیپ کرنے کی کوشش کی اور اس کام کے لئے اس نے فرخندہ کے جوتوں میں ٹی ٹی ٹو لگا دیا لیکن گراہم کی رپورٹ ہے کہ ٹی ٹی ٹو نے وہاں کام نہیں کیا''...... بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''کہاں رہتا ہے یہ ڈاکٹر اسٹیک''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''یہ تو میں نے اس سے پوچھا نہیں عمران صاحب''...... بلیک زیرو نے کہا۔



''تم اس سے پوچھو۔ میں دانش منزل آ رہا ہوں۔ یہ نام تو میرے ذہن میں موجود ہے لیکن کوئی تفصیل یاد نہیں ہے۔ لائبریری میں یقیناً اس کے بارے میں کوئی نہ کوئی فائل موجود ہو گی۔ اسے بھی چیک کر لوں گا''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہو رہا تھا۔

''عمران صاحب۔ میں نے معلوم کر لیا ہے۔ گراہم نے بتایا ہے کہ ڈاکٹر اسٹیک ریجنٹ سٹریٹ پر واقع کوٹھی نمبر آٹھ سو آٹھ میں رہائش پذیر ہے۔ گراہم کے بقول یہ کوٹھی ریجنٹ سٹریٹ کی سب سے بڑی اور سب سے مہنگی رہائش گاہ ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ریجنٹ سٹریٹ گریٹ لینڈ دارالحکومت کا پوش علاقہ ہے۔ وہاں لارڈز کی رہائش گاہیں ہیں''...... عمران نے کہا اور پھر اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

''میں لائبریری میں جا کر اس ڈاکٹر اسٹیک کو چیک کرتا ہوں''...... عمران نے کہا اور لائبریری کی طرف مڑ گیا۔ پھر لائبریری میں جب ایک گھنٹہ گزار کر وہ واپس آپریشن روم میں آیا تو بلیک زیرو چونک پڑا۔

''کوئی خاص بات عمران صاحب۔ آپ بڑے پرجوش نظر آ رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''ہاں۔ ڈاکٹر اسٹیک کے بارے میں تفصیلات مل گئی ہیں۔ ڈاکٹر اسٹیک یہودی ہے اور مابعد الطبیعات اور نفسیات اور ذہنی علوم میں اس وقت اتھارٹی سمجھا جاتا ہے۔ طویل عرصے تک وہ ایکریمیا میں رہائش پذیر رہا اب ریٹائرڈ لائف گریٹ لینڈ میں گزار رہا ہے''...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے عمران صاحب کہ فرخندہ کے ذہن پر کوئی کام کیا جا رہا ہے اور وہ بھی یہودیوں کی طرف سے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں اب یہ بات کھل کر سامنے آ گئی ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن آپ نے کہا تھا کہ آپ نے فرخندہ کو چیک کیا ہے''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''ڈاکٹر اسٹیک نے کوئی ایسا عمل کیا ہو گا جس کا مجھے علم نہیں ہو سکا۔ بس میرے ذہن میں ایک بات کھٹک رہی تھی کہ فرخندہ نے اچانک خاور پر مشین پسٹل کیوں نکال لیا تھا۔ اگر وہ مشین پسٹل اچانک نہ نکالتی تو یقیناً ہمیں ان سارے معاملات کا سرے سے علم ہی نہ ہو سکتا''...... عمران نے کہا۔

''کچھ نہ کچھ تو ہوا ہو گا''...... بلیک زیرو نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''فرخندہ بنیادی طور پر مشرقی لڑکی ہے۔ اس کے ذہن کو نجانے



کیا سبق دیا گیا ہو گا لیکن میرا خیال ہے کہ جیسے ہی اس کے ذہن میں یہ احساس ابھرا کہ خاور کے ہاتھوں اس کی عزت کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے اس کا ذہن ڈاکٹر اسٹیک کے اسباق بھول گیا کیونکہ محبت، نفرت اور عزت پر مبنی جذبے انتہائی طاقتور ہوتے ہیں''۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''اسکاٹ بول رہا ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ عمران صاحب آپ۔ کیسے اتنے طویل عرصے بعد یاد فرمایا ہے''...... دوسری طرف سے چونک کر لیکن مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

''ارے۔ پچھلے ماہ تو تم سے گریٹ لینڈ میں بہت بھرپور ملاقات ہوئی تھی اور تم کہہ رہے ہو اتنے طویل عرصے بعد میں نے یاد کیا ہے حالانکہ تمہارا فون نمبر مجھے زبانی یاد ہے''...... عمران نے شکوہ کرتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے اسکاٹ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''آپ سے ملاقات واقعی اس قدر بھرپور ہوتی ہے کہ معمولی سا

وقفہ بھی صدیوں جیسا لگتا ہے''...... اسکاٹ نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ارے۔ ارے۔ یہ فقرے تو محبوبہ کو کہے جاتے ہیں۔ تم بوڑھے ہو کر اب مجھ پر استعمال کر رہے ہو''...... عمران نے کہا تو اسکاٹ ایک بار پھر ہنس پڑا۔

''آپ سے باتوں میں کون جیت سکتا ہے۔ بہرحال فرمائیں۔ میرے لئے کیا حکم ہے''...... اسکاٹ نے کہا۔

''تمہارے بارے میں کہا جاتا ہے کہ تم یہودی تنظیموں کے انسائیکلوپیڈیا ہو۔ کیا میں امتحان لے سکتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''میں آپ سے کوئی دعویٰ تو نہیں کر سکتا۔ بہرحال کسی حد تک یہ بات درست ہے اور یہی میرا اصل بزنس ہے''...... اسکاٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر سالوس کے بارے میں تفصیلات بتاؤ''...... عمران نے کہا۔

''سالوس۔ کیا آپ اس قدیم دور کی تنظیم کے بارے میں کہہ رہے ہیں جو مذہبی جنونی عیسائی نوجوانوں نے یہودیوں کے خلاف بنائی تھی لیکن وہ تو ماضی کی تاریخ میں کہیں دفن ہو چکی ہے۔ آپ تو یہودی تنظیم کے بارے میں کہہ رہے تھے''...... اسکاٹ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ تم اس امتحان میں یکسر فیل ہو گئے ہو۔ سالوس گریٹ لینڈ میں قائم کی گئی ہے اور اس نے پاکیشیا میں ایک



مشن مکمل کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کا ایک ایجنٹ جس کا نمبر اے الیون تھا ہمارے ہاتھ چڑھ گیا تھا۔ وہ جو جدید ترین اسلحہ اور آلات استعمال کر رہا تھا اس پر سالوس کا مخصوص نشان ٹیڑھا میڑھا سا حرف ایس موجود تھا۔ جب اس سے پوچھ گچھ کی گئی تو اس کے جسم میں یکے بعد دیگرے دو بم پھٹے جس سے وہ نہ صرف ہلاک ہو گیا بلکہ اس کے قریب موجود افراد بھی معمولی زخمی ہو گئے۔ البتہ اس بم کے پھٹتے ہی نمبر الیون سے ملنے والے تھوڑے فاصلے پر میز پر پڑے ہوئے اس تنظیم کے نشان والے دو مشین پسٹل اور ایک ٹیپ ریکارڈر بھی کسی ریز کی وجہ سے جل کر راکھ میں تبدیل ہو گئے''...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''حیرت ہے۔ مجھے تو آج تک اس بارے میں ایک لفظ کا بھی پتہ نہیں چلا۔ ویری بیڈ''...... اسکاٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

''یہ تمہاری کوتاہی نہیں ہے اسکاٹ بلکہ ان کا کمال ہے کہ آج تک کسی کو اس بارے میں کچھ علم نہیں ہے۔ البتہ میں نے تمہیں اس لئے فون کیا ہے کہ اگر میں تمہیں چند ٹپس دے دوں تو تم کم سے کم وقت میں اس کا سراغ لگا سکتے ہو''...... عمران نے کہا۔

''آپ بتائیں مجھے۔ یہ آپ کی مہربانی ہو گی۔ اب یہ میرے لئے ایک چیلنج کی حیثیت اختیار کر چکا ہے''...... اسکاٹ نے کہا۔

''گریٹ لینڈ کے دارالحکومت میں ایک کلب ہے جس کا نام کوئین روز کلب ہے۔ اس کا مالک اور منیجر ہنری تھا جسے پاکیشیا

میں مشن کی ناکامی پر ہلاک کر دیا گیا ہے اور اس کی بیوہ نے یہ
کلب کسی دوسری پارٹی کی فروخت کر دیا ہے۔ اس دوسری پارٹی کا
نام تھیمن ہے۔ دوسری ٹپ یہ ہے کہ ایک پاکیشیائی نژاد لڑکی
فرخندہ پاکیشیا مشن کا مرکزی کردار رہی ہے لیکن اسے خود بھی معلوم
نہیں تھا کہ وہ کیا کر رہی ہے اور کس کی آلہ کار ہے کیونکہ اس کے
ذہن کو کنٹرول کیا گیا تھا۔ اس لڑکی فرخندہ کا کنگسٹن ڈی بلاک میں
اپنا ذاتی فلیٹ نمبر الیون ہے اور مشن کی ناکامی کے فوراً بعد یہ لڑکی
واپس گریٹ لینڈ چلی گئی ہے۔ تیسری ٹپ یہ ہے کہ ریجنٹ سٹریٹ
کی رہائش گاہ نمبر آٹھ سو آٹھ میں ایک بوڑھا ڈاکٹر اسٹیک رہتا
ہے۔ وہ ذہنی علوم کا ماہر ہے اور فرخندہ اب بھی اس کے پاس جا کر
کئی کئی گھنٹے گزارتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ڈاکٹر اسٹیک اس
پر مزید کنٹرول کے لئے کوئی خاص ذہنی عمل کر رہا ہے''...... عمران
نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''مجھے کیا کرنا ہو گا۔ آپ یہ بھی بتا دیں''...... اسکاٹ نے کہا۔

''تم فرخندہ کی نگرانی کراؤ۔ صرف نگرانی۔ ہو سکتا ہے کہ وہ
سالوس کے کسی آدمی سے ملاقات کرے۔ پھر اس آدمی کے ذریعے
تم آگے بڑھ سکتے ہو۔ ڈاکٹر اسٹیک کا فون ٹیپ کراؤ اور ہنری کی
ہسٹری، اس کے ملنے والے اور اس کے دوستوں کے بارے میں
معلوم کراؤ۔ خاص طور پر اس کی بیوہ سے تمہیں خاص معلومات مل
سکتی ہیں لیکن یہ خیال رکھنا کہ تم یا تمہارے آدمی کسی صورت سامنے



نہ آئیں کیونکہ یہ تنظیم انتہائی خطرناک اور جدید ترین ہتھیار استعمال
کرتی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تم اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھو''...... عمران
نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں اب سمجھ گیا ہوں۔ میں آپ کو کہاں اطلاع
دوں''...... اسکاٹ نے پوچھا۔

''میں تمہیں ایک ہفتے بعد خود ہی فون کروں گا۔ گڈ بائی''۔ عمران
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

خاور اپنے فلیٹ میں بیٹھا اخبار پڑھنے میں مصروف تھا۔ اس نے ابھی خود ہی ناشتہ تیار کر کے کھایا تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ خاور بول رہا ہوں''...... خاور نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''صدیقی بول رہا ہوں۔ ناشتہ کر لیا ہے تم نے''...... دوسری طرف سے صدیقی کی آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ ابھی کیا ہے۔ کیوں''...... خاور نے چونک کر پوچھا۔

''میں ہیڈکوارٹر سے بول رہا ہوں۔ چوہان اور نعمانی بھی یہاں آ رہے ہیں۔ تم بھی آ جاؤ۔ بے شک ناشتہ نہ کرنا لیکن ناشتے میں شامل تو ہو جاؤ''...... صدیقی نے کہا۔



''یہ آج کس خوشی میں ناشتے کی دعوت دی جا رہی ہے اور وہ بھی ہیڈکوارٹر میں''...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ناشتہ تو مل بیٹھنے کا بہانہ ہے۔ اصل مقصد سالوس کے بارے میں تفصیل سے ڈسکس کرنا ہے''...... صدیقی نے جواب دیا۔

''کیا کوئی نئی بات سامنے آئی ہے''...... خاور نے چونک کر پوچھا۔

''ہاں۔ تم آ جاؤ پھر بات ہو گی''...... صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو خاور نے رسیور کریڈل پر رکھا اور اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کار میں بیٹھا ہیڈکوارٹر کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس کے ذہن میں بار بار فرخندہ کا ہیولہ آ رہا تھا۔ پہلے بھی اس نے اس بات پر بے حد غور کیا تھا کہ فرخندہ کا اصل مقصد کیا تھا اور اب بھی وہ یہ بات سوچتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ جب وہ ہیڈکوارٹر پہنچا تو خاور اور نعمانی اس سے پہلے ہی وہاں پہنچ چکے تھے۔ سلام دعا کے بعد وہ سب ناشتہ کرنے بیٹھ گئے۔ خاور اگرچہ ناشتہ پہلے ہی کر چکا تھا لیکن اس کے باوجود وہ ساتھ شامل رہا تا کہ یکجہتی قائم رہے۔ ناشتے کے بعد ملازم احسن نے برتن سمیٹ لئے اور انہیں کافی سرو کر دی۔

''ہاں۔ اب بتاؤ کیا نئی بات سامنے آئی ہے''...... خاور نے قدرے بے چین سے لہجے میں صدیقی سے پوچھا۔

''اس بات کا تعلق فرخندہ سے ہے''...... صدیقی نے مسکراتے

ہوئے کہا تو خاور اور باقی ساتھی بے اختیار مسکرا دیئے۔

''شکریہ۔ تم نے لفظ تمہاری فرخندہ نہیں کہا۔ عمران صاحب ہوتے تو لازماً ایسا ہی کہتے''...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''فرخندہ واپس گریٹ لینڈ چلی گئی ہے۔ وہاں اس کا ذاتی فلیٹ ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''یہ کون سی نئی بات ہے اور اس بات کا سالوس سے کیا تعلق''۔ خاور نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''سنو تو سہی۔ میں نے ایک ایجنسی کے ذریعے فرخندہ کی نگرانی کرائی ہے۔ وہاں سے معلوم ہوا ہے کہ فرخندہ ایک مشہور ڈاکٹر اسٹیک کے پاس جاتی ہے اور کئی کئی گھنٹے وہاں رہتی ہے۔ یہ ڈاکٹر اسٹیک مابعد الطبیعات سائنس میں اتھارٹی کا درجہ رکھتا ہے''۔ صدیقی نے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ فرخندہ کے ذہن کو کنٹرول کیا جا رہا ہے''...... چوہان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اگر ایسا ہوتا تو عمران صاحب فوراً سمجھ جاتے کیونکہ عمران صاحب بھی ان معاملات میں کسی اتھارٹی سے کم درجہ نہیں رکھتے''۔ صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر ایسا ہو سکتا ہے کہ اب اس کا ذہن کنٹرول کیا جا رہا ہو''۔ نعمانی نے کہا۔



''ہاں۔ میرا بھی یہی خیال ہے''...... صدیقی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''تو پھر اب کیا کرنا ہے''...... خاور نے قدرے بے چین سے لہجے میں کہا۔

''میرا خیال ہے کہ معاملات بے حد گہرے ہیں۔ فرخندہ کے ذمے ایک اہم مشن لگایا گیا تھا لیکن وہ اپنے مشن میں ناکام رہی لیکن اس کے باوجود اسے ہلاک نہیں کیا گیا۔ اس کا مطلب ہے کہ اس کی اس تنظیم میں کوئی خاص اہمیت ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''لیکن میرا خیال ہے کہ فرخندہ صرف ایک عام سا مہرہ ہے۔ اگر اس کی اہمیت ہوتی تو اسے بھی اس آدمی جیراٹو کی طرح فوری طور پر ہلاک کر دیا جاتا''...... خاور نے کہا۔

''ہاں۔ یہ بھی حقیقت ہے۔ اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ آدمی سالوس کے بارے میں بہت کچھ جانتا تھا اس لئے اسے ہلاک کر دیا گیا اور فرخندہ کو چونکہ کچھ معلوم نہ تھا اس لئے اسے ہلاک نہیں کیا گیا لیکن اگر غور کیا جائے تو اس کھیل کا مرکزی کردار فرخندہ ہی لگتی ہے۔ اگر عمران صاحب اس مخصوص نشان کو نہ سمجھ لیتے اور اس مشین پسٹل میں موجود مخصوص آلات کو چیک کر کے میرے ذریعے رانا ہاؤس سے خصوصی آلہ منگوا کر اس آلے کو زیرو نہ کرتے تو ہمارے تصور میں بھی اصل بات نہ آتی اور ہم اسے ایک بے وقوف اور سادہ لوح لڑکی سمجھ کر ٹریٹ کرتے''...... صدیقی نے

تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''اصل بات یہ ہے کہ اب ہمیں کیا کرنا ہے۔ میرا خیال ہے کہ فرخندہ اور اس ڈاکٹر اسٹیک کو اغوا کر کے ان سے پوچھ گچھ کی جائے۔ مجھے یقین ہے کہ اصل حقیقت سامنے آ جائے گی''۔ نعمانی نے کہا۔

''یہ کام ہم لوگ نہیں کر سکتے کیونکہ یہ دونوں گریٹ لینڈ میں ہیں اور فورسٹارز کا خودمختیارانہ دائرہ کار پاکیشیا سے باہر کا نہیں ہے''...... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ عمران صاحب اس سلسلے میں یقیناً کام کر رہے ہوں گے۔ وہ خاموش بیٹھ جانے والے نہیں ہیں اس لئے کیوں نا ان سے معلومات حاصل کی جائیں''...... چوہان نے کہا۔

''عمران صاحب کی عادت تو سب جانتے ہیں۔ وہ آسانی سے کہاں کچھ بتاتے ہیں۔ انہوں نے الٹا ہمیں زچ کر دینا ہے''۔ صدیقی نے کہا۔

''تو پھر چیف سے بات کی جائے''...... چوہان نے کہا۔

''ہاں۔ یہ ہوسکتا ہے کہ ہم چیف سے بات کریں''...... صدیقی نے کہا۔

''لیکن اگر چیف نے اس بات پر ایکشن لے لیا کہ خاور کسی غیرلڑکی کو یہاں ہیڈکوارٹر کیوں لے آیا تھا تو پھر''...... نعمانی نے کہا۔



''میرا خیال ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ یہ ہیڈکوارٹر فورسٹارز کا ہے۔ سیکرٹ سروس کا نہیں ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''ٹھیک ہے کرلو بات''...... نعمانی نے کہا تو صدیقی نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''ایکسٹو''...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''صدیقی بول رہا ہوں۔ فورسٹارز ہیڈکوارٹر سے۔ میرے ساتھ خاور، نعمانی اور چوہان بھی ہیں۔ فرخندہ والے کیس کے سلسلے میں عمران صاحب نے آپ کو رپورٹ دی ہو گی۔ ہم اسی سلسلے میں آپ سے مزید ہدایات حاصل کرنا چاہتے ہیں''...... صدیقی نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''عمران نے مجھے رپورٹ دی تھی لیکن وہ لڑکی تو واپس گریٹ لینڈ چلی گئی ہے۔ البتہ میں نے گریٹ لینڈ کے فارن ایجنٹ کی ڈیوٹی لگا دی ہے کہ وہ سالوس کے بارے میں تفصیلات معلوم کر کے اطلاع دے۔ جب تک کوئی واضح مقصد سامنے نہ ہو تم کس طرح کی ہدایات لینا چاہتے ہو''...... چیف نے کہا لیکن اس کا لہجہ نرم تھا۔

''جناب۔ میں نے اپنے طور پر وہاں ایک نگرانی کرنے والے گروپ کے ذریعے فرخندہ کی نگرانی کرائی ہے۔ مجھے جو رپورٹ ملی

ہے اس کے مطابق فرخندہ گریٹ لینڈ میں ایک ایسے آدمی کے پاس روزانہ کئی کئی گھنٹے گزارتی ہے جو ذہنی علوم میں بین الاقوامی اتھارٹی کی حیثیت رکھتا ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''تمہارا مطلب ڈاکٹر اسٹیک سے ہے۔ یہ اطلاع بھی ہمیں مل چکی ہے اور کچھ''...... چیف نے جواب دیا۔

''چیف۔ ہم سوچ رہے تھے کہ اپنے طور پر گریٹ لینڈ جا کر اس تنظیم کو ٹریس کریں کیونکہ یہ سلسلہ خاور سے شروع ہوا تھا''۔ صدیقی نے آخرکار وہ بات ہمت کر کے کہہ دی جسے کہتے ہوئے وہ مسلسل ہچکچا رہا تھا۔

''میں تمہارا مطلب سمجھ گیا ہوں۔ اگر کوئی کیس ہوا تو اس بار تمہیں اس کیس کے لئے موقع دیا جائے گا''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو صدیقی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

''چیف کو ڈاکٹر اسٹیک کے بارے میں بھی معلوم ہے۔ ویسے بھی ایسے حالات میں چیف خاموش کیسے رہ سکتا ہے''...... نعمانی نے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ ہمیں ازخود بھی کچھ کرنا چاہئے۔ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ آخر عمران صاحب بھی بغیر کسی کیس کے کام کرتے رہتے ہیں''...... خاور نے کہا۔

''کیا کیا جائے۔ تم بتاؤ''...... صدیقی نے کہا۔



''فرخندہ کی بہن لیلیٰ بے حد تیز عورت ہے۔ لازماً اسے کچھ نہ کچھ ضرور معلوم ہو گا۔ اس سے جبراً معلوم کیا جا سکتا ہے''...... خاور نے کہا۔

''نہیں۔ اگر اسے کچھ معلوم ہو گا بھی سہی تو عمران صاحب پہلے ہی پوچھ چکے ہوں گے۔ البتہ ایک اور کام ہو سکتا ہے''...... صدیقی نے کہا تو سب چونک پڑے۔

''کون سا کام''...... خاور نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

''فرخندہ اگر مستقل یہاں رہنے آئی تھی تو لازماً وہ گریٹ لینڈ سے اپنا سارا سامان لائی ہو گی اور اب وہ یقیناً کچھ عرصے کے لئے گئی ہو گی اس لئے اس کا بیشتر سامان یہیں ہو گا۔ اس سامان کی اگر تلاشی لی جائے تو شاید کوئی نئی بات سامنے آ جائے''...... صدیقی نے کہا۔

''لیکن اس کے لئے تو ارباب اور لیلیٰ کے گھر کی تلاشی لینی ہو گی۔ فرخندہ علیحدہ تو نہیں رہتی تھی''...... نعمانی نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سب چونک پڑے۔ صدیقی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''صدیقی بول رہا ہوں''...... صدیقی نے کہا۔

''ایکسٹو''...... دوسری طرف سے چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''یس چیف''...... صدیقی نے چونک کر کہا۔

''خاور موجود ہے یہاں'' ...... چیف نے پوچھا۔

''یس چیف۔ بات کیجئے چیف'' ...... صدیقی نے رسیور پاس بیٹھے ہوئے خاور کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ خاور بول رہا ہوں'' ...... خاور نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم نے اپنی رہائش گاہ تبدیل کر لی ہے'' ...... چیف نے پوچھا۔

''یس چیف۔ میں نے مس جولیا کو رپورٹ دے دی تھی''۔ خاور نے کہا۔

''ہاں۔ رپورٹ مجھے مل چکی ہے۔ تم اپنی سابقہ رہائش گاہ کے منتظمین کو نئی رہائش کا ایڈریس دے دو کیونکہ فرخندہ کے بارے میں رپورٹ ملی ہے کہ وہ ایک دو روز میں واپس آ رہی ہے اور یقیناً وہ تم سے دوبارہ ملے گی۔ اس بار تم نے اس سے دوستی رکھنی ہے اور اس سے دوستانہ انداز میں یہ معلوم کرنا ہے کہ اس کا اصل مقصد کیا ہے۔ عمران تمہیں ملے گا اور وہ اس سلسلے میں تمہیں مزید بریف کرے گا کیونکہ ڈاکٹر اسٹیک نے جو کچھ فرخندہ کے ذہن میں پہنچایا ہو گا اس کی وجہ سے اس سے اصل بات معلوم کرنا آسان نہیں ہو گا لیکن تم نے بہرحال اصل بات معلوم کرنی ہے اور باقی فور سٹارز نے تم دونوں کی نگرانی کرنی ہے۔ اگر کوئی آدمی پہلے کی طرح اس لڑکی کی نگرانی کر رہا ہو تو اسے اغوا کر کے مجھے اطلاع دینی



ہے'' ...... چیف نے تفصیل سے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

''چیف۔ کیا جبراً فرخندہ سے معلومات نہیں مل سکیں گی'' ...... خاور نے پوچھا۔

''نہیں۔ جبر کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا اس لئے تو میں نے عمران کی ڈیوٹی لگائی ہے کہ وہ تمہیں اس بارے میں بریف کرے۔ عمران کو میں نے منع کر دیا ہے کہ وہ سامنے نہیں آئے گا کیونکہ عمران کے بارے میں سب جانتے ہیں کہ اس کو ڈاج نہیں دیا جا سکتا'' ...... چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو خاور نے رسیور رکھ دیا۔

''یہ کیا کھیل شروع کر دیا گیا ہے۔ اس لڑکی کو دو تھپڑ مار کر آسانی سے سب کچھ پوچھا جا سکتا ہے۔ اب نجانے کیا کیا کرنا پڑے گا'' ...... خاور نے پریشان سے لہجے میں کہا تو صدیقی اور اس کے ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔

''تمہارے مزے ہیں خاور۔ چیف تمہیں خود اس لڑکی سے دوستی کرنے کا حکم دے رہا ہے اور تم پریشان ہو رہے ہو'' ...... نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں ایسی دوستیوں کا سرے سے قائل ہی نہیں ہوں۔ اس بار نجانے کیوں خود بخود رسی میری گردن میں فٹ کر دی گئی ہے''۔ خاور نے کہا تو سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

''اب یہ بھی تو معلوم نہیں کہ عمران صاحب کس قسم کی ہدایات

دیں''...... صدیقی نے کہا۔

''ہاں۔ اس نے تو مجھے ایسی ہدایات دینی ہیں کہ ان پر عمل کرنا میرے لئے ناقابل برداشت ہوگا''...... خاور نے اور زیادہ پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

''میرے خیال میں عمران صاحب کو یہیں بلوا لیں تا کہ ہمیں بھی معلوم ہو کہ تم نے کیا کرنا ہے کیونکہ ہم نے بہرحال تمہاری نگرانی کرنی ہے''...... صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''۔

رابطہ قائم ہوتے ہی عمران کی خوشگوار اور چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''صدیقی بول رہا ہوں عمران صاحب۔ فورسٹارز کے ہیڈکوارٹر سے''...... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''نام کے ساتھ چیف بھی لگا لیا کرو۔ لوگ تو ایسے القابات کے لئے ترستے ہیں اور تم چیف ہو کر بھی چیف نہیں کہہ سکتے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ تو سٹارز نے مل کر مجھے چیف بنا دیا ہے۔ بہرحال ہم سب انتہائی بے چینی سے آپ کا انتظار کر رہے ہیں''...... صدیقی نے کہا۔

''ارے کیوں۔ کیا کوئی دعوت وغیرہ ہے''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''ابھی چیف کی کال آئی ہے اور انہوں نے خاور کو کہا ہے کہ



فرخندہ ایک دو روز میں واپس آ رہی ہے۔ خاور اس سے دوستی کرے گا اور اس سے اصل حقائق معلوم کرے گا جبکہ ہم نے یہ چیک کرنا ہے کہ پہلے کی طرح کوئی آدمی خاور اور فرخندہ کی نگرانی تو نہیں کر رہا اور اگر ایسا ہو تو اسے اغوا کر کے دانش منزل پہنچانا ہے اور چیف نے کہا ہے کہ آپ اس بارے میں خاور کو بریف کریں گے''...... صدیقی نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''لیکن میری ٹیوشن فیس کون دے گا''...... عمران نے کہا تو صدیقی سمیت سب بے اختیار چونک پڑے کیونکہ لاؤڈر کا بٹن آن تھا اور سب عمران کی باتیں سن رہے تھے۔

''ٹیوشن فیس۔ کیا مطلب''...... صدیقی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''عشق اکیڈمی میں جب خاور داخلہ لے گا تو میں اسے عشق کے گر سکھاؤں گا تو لامحالہ ٹیوشن فیس تو دینی ہی پڑے گی۔ ویسے چیف نے مجھے یہ اچھا راستہ دکھایا ہے کمائی کرنے کا۔ آج کل تو ہر گلی کوچے میں اکیڈمیاں کھلی ہوئی ہیں۔ البتہ ابھی تک عشق اکیڈمی مجھے کہیں نظر نہیں آئی''...... عمران کی زبان رواں ہو گئی تو صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔

''عمران صاحب۔ بے چارے عاشق کے پاس سوائے عشق کے ہوتا کیا ہے کہ وہ آپ کو دے گا''...... صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ارے۔ ارے۔ تم نے ایک فقرہ بول کر میرا سارا سنہری

مستقبل تاریک کر دیا ہے۔ میں تو ابھی سے لمبے چوڑے خواب دیکھ رہا تھا۔ بہرحال میں آ رہا ہوں۔ چلو فیس نہ سہی ایک کپ چائے تو مل ہی جائے گی فیس میں۔ آغا سلیمان پاشا نے تو چائے پلانے سے صاف انکار کر دیا ہے جبکہ وہ خود صبح سے تیسرا کپ چائے پی رہا ہے"...... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے عمران صاحب کہ وہ خود تو چائے پیئے اور آپ کو نہ پلائے"...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کل میں نے سارا دن کتابیں پڑھنے میں گزارا اور تمہیں معلوم ہے کہ جب تک معدہ چائے سے بھرا ہوا نہ ہو تو دماغ کام ہی نہیں کرتا اس لئے وہ سارا دن چائے بنا بنا کر تنگ آ گیا تو اس نے اماں بی کو شکایت لگا دی اور اماں بی نے فوراً ہی فوجداری حکم جاری کر دیا۔ اس کے نتیجے میں وہ صبح سے تیسرا کپ پی رہا ہے اور میں بے چارہ اس کی منتیں کر رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"آپ آ جائیں۔ ہم ساری کسر نکال دیں گے"...... صدیقی نے کہا۔

"ارے۔ کہیں تم نے الجبرا پڑھانے کی اکیڈمی تو نہیں کھول لی کہ کسر اور جذر کے چکر میں پڑ گئے ہو"...... عمران نے کہا۔

"آپ آئیں تو سہی"...... صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا کیونکہ دوسری طرف سے اوکے کے الفاظ کہہ کر عمران نے بھی رسیور رکھ دیا تھا۔



ماسٹر بلانک اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ ماسٹر بول رہا ہوں"...... ماسٹر بلانک نے بچوں جیسے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"لارڈ ولیم کی کال ہے ماسٹر۔ سپیشل فون پر رابطہ کریں"۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ماسٹر بلانک بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر ہلکے سے خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اسے معلوم تھا کہ لارڈ ولیم سالوس کا سپر چیف ہے اور سالوس کے چیفس کا چیئرمین بھی ہے اس لئے اس کا فیصلہ اور حکم حتمی سمجھا جاتا ہے۔ اس نے جلدی سے فون کا رسیور رکھا اور پھر اٹھ کر دیوار میں موجود ایک

ایک سیف کو کھولا اور اس میں موجود سرخ رنگ کے ایک جدید ساخت کا فون نکال کر اس نے اسے میز پر رکھا اور پھر اس کا رسیور اٹھا کر اس نے ایک بٹن پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے فون پر سرخ رنگ کا ایک چھوٹا سا بلب جل اٹھا۔ وہ ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا اس بلب کو دیکھتا رہا۔ اسے معلوم تھا کہ اس بٹن کے پریس ہوتے ہی اس فون اور اس پورے کمرے کی چیکنگ شروع ہو گئی ہو گی۔ حتیٰ کہ اس کے جسم اور ذہن کی بھی چیکنگ ہو رہی ہو گی۔ جب سب او کے ہو جائے گا پھر یہ بلب سبز رنگ میں تبدیل ہو جائے گا اور اس کے بعد بات ہو سکے گی ورنہ معمولی سی گڑبڑ کا مطلب فوری موت کی صورت میں بھی نکل سکتا ہے لیکن چند لمحوں بعد جب بلب ایک جھماکے سے سبز ہو گیا تو ماسٹر بلانک نے بے اختیار اطمینان بھرا طویل سانس لیا اور یکے بعد دیگرے تین اور بٹن پریس کر دیئے۔

''کون بول رہا ہے''...... رابطہ ہوتے ہی ایک چیختی ہوئی کرخت سی آواز سنائی دی۔ لہجہ ایسے تھا جیسے بولنے والا بولنے کی بجائے سننے والے کو چابک مار رہا ہو۔

''ماسٹر بلانک عرض کر رہا ہوں سر چیف''...... ماسٹر بلانک نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم سے تفصیلی بات ہونی ہے۔ سپر ویوز پر بات کرو''۔ دوسری طرف اسی طرح چابک مارنے والے لہجے میں کہا گیا اور اس کے



ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ماسٹر بلانک نے رسیور رکھ کر فون اٹھایا اور اسے لے جا کر سیف میں رکھ کر سیف بند کر دیا۔ پھر اس نے دیوار میں موجود الماری میں سے ایک سیاہ رنگ کا آلہ اٹھایا۔ یہ ریموٹ کنٹرول طرز کا آلہ تھا۔ اس نے اسے میز پر رکھا اور اس کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔ یہ سپر ویوز تھا۔ اس پر ہونے والی بات گو ٹرانسمیٹر کی طرح ہوتی تھی لیکن اس میں بات کے اختتام پر اوور نہ کہنا پڑتا تھا بلکہ اس طرح بات چیت ہوتی تھی جیسے آمنے سامنے بیٹھ کر بات ہوتی ہے۔ انتہائی اہم ترین معاملات میں سپر ویوز استعمال کیا جاتا تھا۔ چند لمحوں بعد سپر ویوز پر ایک چھوٹا سا بلب جل اٹھا۔

''ماسٹر بلانک عرض کر رہا ہوں''...... بلب جلتے ہی ماسٹر بلانک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ماسٹر بلانک ای جے مشن کا کیا ہوا۔ تم نے ابھی تک کوئی رپورٹ ہی نہیں بھجوائی جبکہ اس پر کام رکا ہوا ہے''...... لارڈ ولیم کی کرخت آواز سنائی دی۔

''جناب۔ پاکیشیائی فارمولا وہاں کی سیکرٹ سروس کے چیف کی تحویل میں ہے اور اس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا اور نہ ہی اس سروس کے ممبران کے بارے میں کوئی جانتا ہے۔ انہیں ٹریس کرنے کے لئے میں نے ایک پلاننگ کی ہے''...... ماسٹر بلانک نے کہا اور پھر اس نے پوری تفصیل سے فرخندہ کے ذریعے فورسٹارز اور

فورسٹارز کے ذریعے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف اور اس کے ہیڈکوارٹر کو ٹریس کرنے اور پھر وہاں سے فائل حاصل کرنے اور اس سلسلے میں ڈاکٹر اسٹیک کی خدمات کے بارے میں پوری تفصیل بتا دی۔

''ماسٹر بلانک۔ یہاں ایک ایک لمحہ قیمتی ہے اور تم اس قدر طویل پلاننگ میں لگے ہوئے ہو۔ یہ ٹھیک ہے کہ تمہاری پلاننگ بے حد شاندار ہے لیکن اس میں کافی طویل عرصہ لگ جائے گا جبکہ ہمارے پاس ایک لمحہ بھی ضائع کرنے کے لئے نہیں ہے۔ ہم ای جے کو جلد از جلد تیار کر کے سب سے پہلے اس کا تجربہ پاکیشیا پر کرنا چاہتے ہیں''...... لارڈ ولیم نے تیز لہجے میں کہا۔

''سپر چیف۔ اصل مسئلہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف اور ہیڈکوارٹر کو ٹریس کرنا ہے۔ میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں اس کے مطابق پاکیشیا کے صدر کو بھی اس بارے میں علم نہیں ہے''۔ ماسٹر بلانک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم نے ابھی بتایا ہے کہ چار افراد کو ٹریس کر لیا گیا ہے اور یہ چاروں سیکرٹ سروس کے ممبران ہیں''...... لارڈ ولیم نے کہا۔

''لیس سر۔ لیکن یہ انتہائی تربیت یافتہ افراد ہیں اور ان پر تشدد کر کے ان سے معلومات حاصل نہیں کی جا سکتیں اس لئے میں نے اس لڑکی فرخندہ کے ذریعے معلومات حاصل کرنے کی منصوبہ بندی کی ہے''...... ماسٹر بلانک نے کہا۔



''میں اس سلسلہ میں کراس ونگز کو حرکت میں لے آتا ہوں۔ تم ڈاکٹر اسٹیک کو کہہ دو کہ جب کراس ونگز کے چار افراد اس کے پاس پہنچیں تو وہ فوراً ان کے ساتھ پاکیشیا جائے۔ کراس ونگز کا چیف گرے ساتھ جائے گا اور وہاں تمام کارروائی کرے گا۔ وہ ابھی تم سے رابطہ کرے گا۔ تم اسے اس عمران کے بارے میں تفصیل بتا دینا وہ خود ہی مشن مکمل کرے گا''...... لارڈ ولیم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی آلے پر موجود جلتا ہوا بلب بجھ گیا تو ماسٹر بلانک نے اس طرح لمبے لمبے سانس لینا شروع کر دیئے جیسے اس کے سر پر رکھا ہوا ہزاروں ٹن کا وزن ہٹ گیا ہو۔ اس نے سپر ویوز کو الماری میں رکھا اور پھر الماری بند کر کے وہ واپس کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔

''اس مشن میں میری جان بھی جا سکتی تھی۔ اب کراس ونگز جانے اور یہ مشن''...... ماسٹر بلانک نے بچوں کی طرح مسرت بھرے لہجے میں خودکلامی کرتے ہوئے کہا اور پھر فون کا رسیور اٹھا کر اس نے ایک بٹن پریس کر دیا۔

''لیس ماسٹر''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ڈاکٹر اسٹیک سے بات کراؤ فوراً''...... ماسٹر بلانک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''لیس''...... ماسٹر بلانک نے کہا۔

''ڈاکٹر اسٹیک لائن پر ہیں۔ بات کریں''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''ہیلو''...... ماسٹر بلانک نے کہا۔

''یس سر۔ میں ڈاکٹر اسٹیک بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ڈاکٹر اسٹیک۔ سپر چیف کے حکم پر اب پاکیشیا مشن کو فوری طور پر مکمل کرنے کے لئے کراس ونگز کی ڈیوٹی لگائی گئی ہے۔ کراس ونگز کا چیف گرے آپ سے فوری رابطہ کرے گا۔ آپ نے اس کے ساتھ پاکیشیا جانا ہے۔ وہ لوگ وہاں سیکرٹ سروس کے کسی رکن کو اغوا کر کے آپ کے پاس لائیں گے اور آپ نے اس کے ذہن کو کھنگال کر سیکرٹ سروس کے چیف اور اس کے ہیڈکوارٹر کے بارے میں معلومات حاصل کر کے مسٹر گرے کو دینی ہیں۔ ان معلومات کی بناء پر وہ مشن مکمل کریں گے''...... ماسٹر بلانک نے کہا۔

''سپر چیف اور آپ کے احکامات کی مکمل تعمیل ہو گی''...... ڈاکٹر اسٹیک نے کہا تو ماسٹر بلانک نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ اب تک جو کچھ ہوا تھا اس کی وجہ سے اس کی چھٹی حس بتا رہی تھی کہ معاملات دن بدن گھمبیر ہوتے جائیں گے اس لئے اب جبکہ سپر چیف نے مشن اس سے لے کر کراس ونگز کو دے دیا تھا تو اسے



بے حد اطمینان محسوس ہو رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ کراس ونگز سپر چیف کے تحت ایک فعال اور انتہائی خطرناک تنظیم ہے جس میں کٹر مذہبی جنونی لیکن انتہائی تربیت یافتہ یہودی ایجنٹ شامل کئے گئے تھے۔ اسے معلوم تھا کہ سپر چیف کا نام لارڈ ولیم فرضی ہے اور وہ بظاہر یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ ایکریمیا کی کسی ریاست میں رہتا ہے لیکن ماسٹر بلانک کو معلوم تھا کہ وہ گریٹ لینڈ کے دارالحکومت میں ہی رہتا ہے اور اسے اس کے اصل نام کا بھی علم تھا لیکن اس نے آج تک اس بارے میں منہ سے بھاپ تک نہ نکالی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ سپر چیف کا ایک اشارہ اسرائیل کے صدر کو بھی معزول کر سکتا ہے تو ماسٹر بلانک تو کسی قطار شمار میں ہی نہ تھا۔ یہ بات اپنی جگہ درست تھی کہ وہ سالوس کا چیف تھا اور سالوس کے رابطے پورے ایکریمیا اور یورپ میں پھیلے ہوئے تھے اور سالوس ڈرگ اور اسلحہ بزنس میں مافیا سے بھی آگے جا رہی تھی لیکن اس کے باوجود سپر چیف بہرحال سپر چیف تھا۔ پوری دنیا کے معاشی اور سماجی طور پر انتہائی طاقتور یہودی اس کے ایک اشارے پر اپنا سب کچھ قربان کر سکتے تھے اور ایک لحاظ سے اسے اس بات پر خوشی بھی ہوئی تھی کیونکہ اس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں اب تک جو کچھ معلوم کیا تھا اس لحاظ سے اسے یقین تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس لاکھ خفیہ، فعال اور خطرناک تنظیم ہونے کے باوجود کراس ونگز کا کسی صورت مقابلہ نہ کر سکے گی۔ وہ بیٹھا یہی باتیں سوچ رہا تھا

کہ انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر انٹرکام کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"لیں"..... ماسٹر بلانک نے کہا۔

"چیف گرے یہاں موجود ہیں اور آپ سے ملاقات چاہتے ہیں"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"بھجوا دو"...... ماسٹر بلانک نے مختصر الفاظ میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک دیو ہیکل آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ تیز طرار ٹائپ آدمی ہے۔ اس کی چھوٹی لیکن چمکدار آنکھیں سرچ لائٹس کی طرح حلقوں میں گھوم رہی تھیں۔

"آؤ چیف گرے۔ بیٹھو"...... ماسٹر بلانک نے اٹھے بغیر کہا۔

"شکریہ۔ آج بڑے طویل عرصے بعد ہماری ملاقات ہو رہی ہے"...... گرے نے مسکراتے ہوئے کہا اور میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ہاں۔ میرے خیال میں ہماری ملاقات دو سال بعد ہو رہی ہے"...... ماسٹر بلانک نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ٹرے میں شراب کی ایک بڑی بوتل اور گلاس رکھے اندر داخل ہوا اور اس نے بوتل اور گلاس گرے کے سامنے رکھے اور خالی ٹرے لئے واپس چلا گیا۔

"کمال ہے۔ تمہارے آدمیوں کو ابھی تک یاد ہے کہ میں کون



سی شراب پسند کرتا ہوں"...... گرے نے بوتل دیکھ کر قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ یہاں ہر چیز کا باقاعدہ ریکارڈ رکھا جاتا ہے"...... ماسٹر بلانک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"گڈ۔ یہ واقعی شاندار انتظام ہے"...... گرے نے کہا اور بوتل کھول کر اس نے شراب گلاس میں ڈالنے کی بجائے اٹھا کر براہ راست منہ سے لگا لی اور اس وقت تک اس نے اسے منہ سے نہیں ہٹایا جب تک آدھے سے زیادہ بوتل خالی نہ ہو گئی۔ اس کا سرخ چہرہ مزید سرخ ہو کر پکے ہوئے ٹماٹر سے بھی زیادہ سرخ ہو گیا تھا۔

"سپر چیف نے کہا تھا کہ تم مجھے نئے مشن کے سلسلے میں بریف کرو گے"...... گرے نے بوتل میز پر رکھتے ہوئے کہا تو ماسٹر بلانک نے سامنے موجود فائل اٹھا کر اس کی طرف بڑھا دی۔

"اسے پڑھ لو۔ تمہیں سب کچھ معلوم ہو جائے گا"...... ماسٹر بلانک نے کہا تو گرے نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر فائل کھول کر اسے پڑھنے لگا۔ جیسے جیسے وہ فائل پڑھتا جا رہا تھا اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات پھیلتے چلے جا رہے تھے۔

"گڈ۔ تم نے بہترین اور بے داغ پلاننگ کی تھی۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس عفریت ہے اور اس عفریت سے نمٹنے کا یہ بہترین طریقہ ہے لیکن گڑبڑ کہاں سے ہوئی"...... گرے نے فائل پڑھ کر اسے بند کرتے ہوئے کہا۔

''گڑبڑ اس وقت شروع ہوئی جب عمران اس کھیل میں داخل ہوا۔ پھر سالوس کا نام بھی سامنے آ گیا اور ہمارے آدمی کو بھی اغوا کر لیا گیا اور مجبوراً ہمیں اپنے آدمی کے جسم میں موجود بموں کو بلاسٹ کر کے اسے ہلاک کرنا پڑا اور مشین پسٹلز اور ٹیپ ریکارڈر کو بھی ریز سے جلا کر راکھ کرنا پڑا''...... ماسٹر بلانک نے کہا۔

''کیا یہ بات حتمی ہے کہ فارمولے کی فائل پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر میں ہے''...... گرے نے کہا۔

''ہاں۔ یہ حتمی رپورٹ ہے''...... ماسٹر بلانک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب تمہارا یہ منصوبہ کس پوزیشن میں ہے''۔ گرے نے پوچھا۔

''میں نے ڈاکٹر اسٹیک سے کہا تھا کہ وہ اس لڑکی فرخندہ کے ذہن پر مزید محنت کرے تاکہ فرخندہ صرف دوستی کی آڑ میں اس خاور سے ہیڈکوارٹر کا پتہ معلوم کر لے لیکن اب سپر چیف نے یہ معاملہ تمہارے سپرد کر دیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ تم اس کھیل کو ہم سے زیادہ اچھے انداز میں کھیل سکتے ہو کیونکہ تم اس کھیل کے ماہر کھلاڑی ہو''...... ماسٹر بلانک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اس تعریف کا بے حد شکریہ۔ مجھے واقعی اب اس معاملے میں خاصے غور و فکر کے بعد قدم آگے بڑھانا ہوں گے کیونکہ یہ عام سا



مشن نہیں ہے۔ تم نے ڈاکٹر اسٹیک سے بات کر لی ہے۔ وہ مجھے بریف کرے گا یا نہیں''...... گرے نے اس بار قدرے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''سپر چیف نے مجھے کہا تھا کہ میں ڈاکٹر اسٹیک کو تمہارے ساتھ پاکیشیا جانے کا کہہ دوں۔ وہاں جا کر تم اس آدمی خاور کو اغوا کر کے ڈاکٹر اسٹیک کے حوالے کرو گے اور ڈاکٹر اسٹیک اپنی مہارت سے اس کے ذہن میں موجود ساری معلومات حاصل کرے گا۔ اس طرح تم آسانی سے اور فوری یہ فائل حاصل کر سکو گے جس پر میں نے ڈاکٹر اسٹیک کو حکم دے دیا ہے کہ وہ پاکیشیا جانے کے لئے تیار رہے اور اس نے تمہارا ہر حکم بلا کسی چوں چرا کے ماننا ہے اور وہ اب تمہار منتظر ہے''...... ماسٹر بلانک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ فائل پڑھنے سے پہلے میرا واقعی یہی پروگرام تھا لیکن اس فائل میں عمران کا ذکر موجود ہے اور جہاں عمران موجود ہو وہاں معاملات اس انداز میں آگے نہیں بڑھتے جیسے ہم چاہیں اس لئے پہلے مجھے اس عمران کا خاتمہ کرنا ہو گا۔ پھر ہم آسانی سے اپنا مشن مکمل کر لیں گے۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ اب مجھے اجازت۔ میں ڈاکٹر اسٹیک سے مل لوں گا اور تم یقین کرو یہ فائل زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے میں تمہارے پاس پہنچ جائے گی''...... گرے نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر رکھی ہوئی

شراب کی بوتل اٹھائی اور اسے منہ سے لگا لیا اور اس وقت اسے منہ سے ہٹایا جب بوتل میں موجود شراب کا آخری قطرہ اس کے حلق سے نیچے نہ اتر گیا۔

"اوکے۔گڈ بائی"...... گرے نے خالی بوتل میز پر رکھتے ہوئے کہا اور اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔



بلیک زیرو دانش منزل کے آپریشن روم میں کرسی پر بیٹھا اس طرح پہلو بدل رہا تھا جیسے انتہائی بے چین ہو۔ اس کے چہرے پر شکنیں نمایاں تھیں۔ اس کی نظریں بار بار فون کی طرف اٹھ رہی تھیں لیکن فون خاموش تھا۔ عمران پر انتہائی خوفناک قاتلانہ حملہ کیا گیا تھا اور وہ اس وقت سپیشل ہسپتال میں تھا۔ وہ اپنی خصوصی ساخت کی کار کی وجہ سے ہلاک ہونے سے بچ گیا تھا۔ اس کی کار پر اس وقت انتہائی خوفناک بم مارا گیا تھا جب وہ ایک ہوٹل کے کمپاؤنڈ گیٹ میں کار موڑ رہا تھا۔ بم کار کے عقبی حصے سے ٹکرایا تھا اور کار فضا میں اٹھتی ہوئی نیچے گری تھی اور مکمل طور پر تباہ ہو گئی تھی لیکن خصوصی ساخت کی وجہ سے کار درمیان سے دو حصوں میں تقسیم ہو گئی تھی اور عمران جو ڈرائیونگ سیٹ پر موجود تھا کار کے اگلے حصے سمیت اڑتا ہوا سائیڈ دیوار سے جا ٹکرایا تھا۔

عمران شدید زخمی ہوا تھا لیکن بہرحال اسے سٹی ہسپتال پہنچا دیا گیا جہاں ایک ڈاکٹر نے اسے پہچان لیا تھا اور پھر سرسلطان کو اطلاع دی گئی۔ سرسلطان نے سپیشل ہسپتال کے ڈاکٹر صدیقی سے بات کی اور عمران کو فوری طور پر سٹی ہسپتال سے سپیشل ہسپتال منتقل کر دیا گیا۔ خصوصی ساخت کی سپورٹس کار کی وجہ سے اس قدر خوفناک حادثے کے باوجود عمران کو شدید چوٹیں تو ضرور آئی تھیں لیکن کوئی فریکچر نہیں ہوا تھا لیکن اس کی حالت چونکہ خاصی خستہ تھی اس لئے ڈاکٹر صدیقی نے اسے سپیشل وارڈ میں منتقل کر دیا تھا اور جب سرسلطان نے بلیک زیرو کو اطلاع دی تو بلیک زیرو کے سپیشل ہسپتال فون کرنے پر ڈاکٹر صدیقی نے اسے بتایا کہ عمران کو کم از کم پندرہ روز تک ہرصورت میں ہسپتال رہنا ہوگا تاکہ وہ پوری طرح فٹ ہو سکے۔

بلیک زیرو نے جولیا کو فون کر کے اسے عمران کے بارے میں بتانے کے ساتھ ساتھ یہ حکم دے دیا تھا کہ وہ سیکرٹ سروس کو ان لوگوں کو ٹریس کرنے پر لگا دے جنہوں نے اس انداز میں عمران پر قاتلانہ حملہ کیا تھا لیکن آج حادثے کو دوسرا روز تھا لیکن ابھی تک کہیں سے بھی کوئی کلیو نہ مل سکا تھا۔ وہ بے چینی سے حملہ کرنے والوں کے بارے میں کسی کلیو کی اطلاع کا منتظر تھا کہ فون کی گھنٹی اچانک بج اٹھی تو بلیک زیرو بے اختیار اچھل پڑا۔ اس نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔



”ایکسٹو“...... بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”صدیقی بول رہا ہوں چیف“...... دوسری طرف سے صدیقی کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

”یس۔ کیا رپورٹ ہے“...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”سر خاور اپنے فلیٹ سے غائب ہو چکا ہے۔ کل اس کی ملاقات ایک ہوٹل میں فرخندہ سے ہوئی۔ ہم اس کی نگرانی کر رہے تھے۔ پھر وہ فرخندہ کے ساتھ اپنے فلیٹ پر آ گیا۔ فرخندہ ایک گھنٹے بعد اکیلی واپس چلی گئی اور نعمانی نے اس کی نگرانی کی۔ فرخندہ کے پیچھے کوئی اور آدمی نہ تھا اور فرخندہ سیدھی اپنے فلیٹ پر چلی گئی۔ میں نے فون پر خاور سے بات کی تو خاور نے بتایا کہ فرخندہ اس سے عام باتیں کرتی رہی ہے لیکن اس کا انداز بڑا عجیب سا تھا۔ وہ کوئی بات کرتے کرتے اچانک پہلے سے یکسر مختلف بات شروع کر دیتی تھی۔ خاور کے مطابق فرخندہ ذہنی طور پر ڈپریشن میں لگتی تھی۔ وہ دوسرے روز ملنے کا کہہ کر واپس چلی گئی تھی۔ ہم رات تک خاور اور فرخندہ دونوں کو چیک کرتے رہے۔ وہ دونوں اپنے اپنے فلیٹس میں تھے۔ آج صبح میں نے خاور کو فون کیا تو فلیٹ سے فون اٹنڈ نہیں کیا گیا۔ میں اس کے فلیٹ پر گیا تو فلیٹ لاکڈ تھا۔ میں نے ٹرانسمیٹر پر رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن ٹرانسمیٹر کال بھی اٹنڈ نہیں کی گئی۔ خاور کی کار اس پلازہ کی پارکنگ میں موجود ہے۔ ہم فورسٹارز نے اسے تلاش کرنے کی بے حد کوشش کی لیکن اس کا کہیں

سے سراغ نہیں مل سکا اس لئے میں اب آپ کو رپورٹ دے رہا ہوں''...... صدیقی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''فرخندہ کہاں ہے''...... بلیک زیرو نے سرد لہجے میں پوچھا۔

''وہ صبح اپنے فلیٹ سے نکلی اور پھر ارباب اور لیلیٰ کی رہائش گاہ پر چلی گئی اور ابھی تک وہیں ہے۔ ویسے وہ بالکل نارمل ہے۔ اس کے انداز سے ہرگز یہ محسوس نہیں ہوتا کہ اس کا کوئی تعلق خاور کی گمشدگی سے ہے''...... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''خاور کو ٹریس کرو۔ ویسے وہ تر نوالہ نہیں ہے کہ آسانی سے مجرموں کے حلق سے اتر جائے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو بلیک زیرو نے رسیور رکھ دیا۔ اس نے ہونٹ بھینچ لئے تھے۔ گو اس نے صدیقی سے تو یہی کہا تھا کہ خاور تر نوالہ نہیں ہے لیکن خود اس کا ذہن خاور کے بارے میں ایسی رپورٹ سن کر واقعی گھوم سا گیا تھا۔ خاور کہاں غائب ہو سکتا تھا۔ یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی لیکن اسے بہرحال خاور کے اس طرح غائب ہونے سے یہ احساس ہو گیا تھا کہ معاملات اس کی توقع سے کہیں زیادہ گھمبیر ہیں۔ پہلے عمران پر اس طرح قاتلانہ حملہ اور پھر خاور کا اس طرح غائب ہو جانا ظاہر کرتا تھا کہ کوئی خاص گروہ اپنے کام میں مصروف ہے۔ اسی لمحے اچانک فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔



''ایکسٹو''...... بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''جولیا بول رہی ہوں چیف''...... دوسری طرف سے جولیا کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''یس۔ کیا رپورٹ ہے''...... بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''چیف۔ کیپٹن شکیل نے اطلاع دی ہے کہ انہوں نے خاور کو ایک اجنبی کار میں بیٹھے ہوئے دیکھا ہے۔ خاور نے انہیں دیکھا لیکن اس کی آنکھوں میں ان کے لئے اجنبیت تھی۔ کیپٹن شکیل اور تنویر اکٹھے ہی ایک کار میں تھے۔ کیپٹن شکیل نے اس کار کا تعاقب کیا تو یہ کار کبیر ٹاؤن کی ایک کوٹھی میں داخل ہو گئی۔ کیپٹن شکیل نے قریبی پبلک فون بوتھ سے صدیقی سے رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن اس سے رابطہ نہیں ہو سکا جس پر اس نے مجھ سے رابطہ کیا۔ وہ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ کیا وہ خاور کے پیچھے کوٹھی کے اندر جائیں یا واپس اپنے کام پر چلے جائیں۔ میں نے اس لئے آپ کو کال کیا ہے کہ خاور کے بارے میں آپ تک یقیناً رپورٹ پہنچ چکی ہو گی''...... جولیا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ابھی تمہارے فون سے چند لمحے پہلے صدیقی کا فون آیا تھا۔ اس نے بتایا ہے کہ خاور رات گئے اپنے فلیٹ پر موجود تھا لیکن صبح کو جب اسے چیک کیا گیا تو وہ اپنے فلیٹ پر موجود نہ تھا جبکہ اس کی کار پلازہ کی پارکنگ میں موجود ہے۔ صدیقی اور اس کے ساتھی خاور کو تلاش کر رہے ہیں۔ تم کیپٹن شکیل کو کہہ دو کہ وہ خاور کو ان

لوگوں کی قید سے رہائی دلائیں اور جن لوگوں نے اسے اغوا کیا ہے انہیں فورسٹارز کے ہیڈکوارٹر میں پہنچا دیں''...... بلیک زیرو نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے جولیا نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی بلیک زیرو نے رسیور رکھ دیا۔ اسے یہ بات سمجھ نہ آ رہی تھی کہ ان لوگوں نے خاور کو کیوں اغوا کیا ہے اور خاور کی آنکھوں میں اپنے ساتھیوں کے لئے اجنبیت کیوں ہے۔ پھر اچانک اس کے ذہن میں ڈاکٹر اسٹیک کا نام ابھرا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔

''اوہ۔ اوہ۔ کہیں ڈاکٹر اسٹیک کے ذریعے خاور کے ذہن کو کنٹرول تو نہیں کیا گیا''...... بلیک زیرو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''سپیشل ہسپتال''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''ایکسٹو۔ ڈاکٹر صدیقی سے بات کراؤ''...... بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ یس سر''...... دوسری طرف سے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی چند لمحوں کے لئے خاموشی چھا گئی۔



''ڈاکٹر صدیقی عرض کر رہا ہوں سر''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ڈاکٹر صدیقی کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''عمران سے بات ہو سکتی ہے۔ کیا پوزیشن ہے اس کی''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''یس سر۔ وہ پوری طرح ہوش میں ہیں لیکن سر زیادہ لمبی بات ان کے ذہن پر دباؤ بڑھا سکتی ہے''...... ڈاکٹر صدیقی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''بات کرائیں۔ اس بات کا خیال رکھا جائے گا جو آپ کہہ رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''یس سر۔ تھینک یو سر۔ ہولڈ کریں سر''...... دوسری طرف سے ڈاکٹر صدیقی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بفضل خدا زندہ سلامت ہونے کی وجہ سے بزبان خود اور بدہان خود بول رہا ہوں''...... عمران کے لہجے میں شگفتہ پن موجود تھا لیکن کمزوری کی وجہ سے آواز ہلکی تھی۔

''ایکسٹو۔ کیا فون سیف ہے''...... بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''ایک منٹ''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو بلیک زیرو۔ اب کھل کر بات ہو سکتی ہے''...... چند لمحوں

بعد عمران کی آواز سنائی دی۔

''عمران صاحب۔ آپ کم سے کم بولیں۔ ڈاکٹر صاحب کا خیال ہے کہ زیادہ بولنے سے آپ کے ذہن پر دباؤ بڑھ سکتا ہے۔ میں آپ کو تفصیل بتاتا ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا اور پھر اس نے خاور کے فرخندہ کے ملنے اور رات کو فلیٹ سے غائب ہونے سے لے کر جولیا کے ذریعے کیپٹن شکیل کی رپورٹ کی تفصیل بتا دی اور ساتھ ہی ڈاکٹر اسٹیک کے ذریعے خاور کے ذہن کو کنٹرول کرنے کے بارے میں اپنے خدشے کے بارے میں بھی بتا دیا۔

''پہلے تو یہی معلوم ہوا تھا کہ وہ فرخندہ اور خاور کی دوستی کے ذریعے سیکرٹ سروس کے ممبران اور اس کے چیف کے بارے میں تفصیل جاننا چاہتے تھے۔ پھر فرخندہ گریٹ لینڈ جا کر ڈاکٹر اسٹیک کے ساتھ ملتی رہی ہے اور اب شاید انہوں نے اپنا لائحہ عمل بدل دیا ہے۔ اب انہوں نے فرخندہ کو درمیان سے نکال کر براہ راست خاور کے ذہن کو چیک کرنا شروع کر دیا ہے اور خاور کی اجنبیت ظاہر کرتی ہے کہ اس کا ذہن ان کے کنٹرول میں آ چکا ہے۔ تم فوری طور پر تمام ممبران کو رہائش گاہیں تبدیل کرنے کا حکم دے دو اور وہ سب لوگ اس وقت تک میک اپ میں رہیں جب تک یہ لوگ قابو نہیں آ جاتے اور سنو۔ تم نے دانش منزل کا خصوصی حفاظتی نظام آن رکھنا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ دانش منزل پر حملہ کریں اور جولیا کو کہہ دو کہ وہ ان لوگوں کا جلد از جلد سراغ لگائے''۔



عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ آپ آرام کریں۔ انشاء اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا''...... بلیک زیرو نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''جولیا بول رہی ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

''ایکسٹو''...... بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس باس''...... جولیا کا لہجہ مؤدبانہ ہو گیا۔

''خاور کے بارے میں کیا رپورٹ ہے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''آپ کی کال سے چند لمحے پہلے کیپٹن شکیل کی کال آئی تھی کہ جس کوٹھی میں خاور کو لے جایا گیا تھا وہ کوٹھی خالی ملی ہے۔ کیپٹن شکیل نے پہلے وہاں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی اور پھر وہ اندر گئے لیکن کوٹھی خالی تھی۔ کوٹھی کے تہہ خانے بھی چیک کئے گئے ہیں لیکن نہ ہی خاور وہاں ملا ہے اور نہ ہی کوئی اور آدمی۔ البتہ وہ کار گیراج میں موجود ہے جس میں خاور کو دیکھا گیا تھا۔ اب وہ خاور کو ارد گرد کے علاقے میں تلاش کر رہے ہیں''...... جولیا نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''تم تمام ممبران کو فوری طور پر ہدایات دے دو کہ وہ سب متبادل ٹھکانوں پر شفٹ ہو جائیں اور سب میک اپ میں رہیں۔ تم

خود بھی ایسا ہی کرو کیونکہ خاور کے بارے میں جو رپورٹ کیپٹن شکیل نے دی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خاور کے ذہن کو کنٹرول کر کے سیکرٹ سروس کے بارے میں تفصیل اس سے حاصل کی گئی ہو گی اور اب جب تک یہ لوگ ٹریس ہو کر ختم نہیں ہو جاتے تم نے مجھے سپیشل فون پر کال کرنی ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے جولیا نے کہا تو بلیک زیرو نے رسیور رکھ دیا اور اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ایک دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ جب واپس آپریشن روم میں آیا تو اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ اس نے دانش منزل کا خصوصی حفاظتی نظام آن کر دیا تھا۔ اس نظام کے آن ہونے کے بعد کوئی مکھی بھی اس کی اجازت کے بغیر اندر داخل نہ ہو سکتی تھی اور نہ ہی کوئی راکٹ بم یا کوئی دوسری خطرناک چیز اندر پہنچ کر آن ہو سکتی تھی اس لئے وہ مطمئن تھا کہ تھوڑی دیر بعد اچانک تیز سیٹی کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی سامنے دیوار پر ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی۔ سکرین روشن ہوتے ہی سیٹی کی آواز بند ہو گئی۔ بلیک زیرو کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ سکرین پر جھماکہ سا ہوا اور اس کے ساتھ ہی دانش منزل کے شمال کی طرف کا بیرونی منظر سکرین پر ابھر آیا۔ سڑک کے پار پارک کے قریب ایک سیاہ رنگ کی بڑی سی کار موجود تھی جس کے باہر کھڑے دو آدمی دانش منزل کو ہی دیکھ رہے تھے۔ ان میں سے



ایک کے ہاتھ میں عجیب ساخت کا چپٹا سا پسٹل تھا۔ اس نے بلیک زیرو کے دیکھتے ہی دیکھتے ہاتھ اونچا کیا اور اس کے ساتھ ہی بلیک زیرو نے پسٹل سے کوئی گولی نما چیز نکل کر دانش منزل کی طرف آتی دیکھی لیکن بلیک زیرو اطمینان بھرے انداز میں بیٹھا رہا۔ دوسرے لمحہ وہ چیز دانش منزل کے وسیع صحن میں آ کر گری اور اس کے ساتھ ہی دیوار میں موجود سکرین یکلخت ایک جھماکے سے تاریک ہو گئی۔

سیاہ رنگ کی کار تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی پاکیشیائی دارالحکومت کی سڑکوں پر آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک مقامی آدمی تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر ایک غیر ملکی بیٹھا ہوا تھا۔ عقبی سیٹ پر بھی ایک غیر ملکی موجود تھا۔ کار مختلف سڑکوں سے گھومتی ہوئی ایک موڑ مڑ کر آہستہ ہونے لگی تو غیر ملکی چونک پڑا۔

''کیا ہم دانش منزل پہنچ گئے ہیں''...... عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے غیر ملکی نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس سر۔ یہ سامنے دانش منزل ہے''...... ڈرائیور نے ایک قلعہ نما عمارت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جو خاصے وسیع رقبے پر پھیلی ہوئی تھی۔

''کار کسی ایسی جگہ روکنا جہاں پولیس والے چیک نہ کر سکیں''۔ سائیڈ سیٹ پر موجود غیر ملکی نے کہا۔



''یس سر''...... ڈرائیور نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر ایک سائیڈ پر کر کے اس نے کار روک دی۔

''اس عمارت کا مین گیٹ کس سائیڈ پر ہے۔ یہ تو دور تک دیوار ہی جاتی ہوئی نظر آ رہی ہے''...... غیر ملکی نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

''ادھر جناب۔ بائیں ہاتھ پر جو سڑک جا رہی ہے وہاں بہت بڑا جہازی سائز کا پھاٹک ہے''...... ڈرائیور نے ایک طرف ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم اندر بیٹھ کر ہماری واپسی کا انتظار کرو''...... عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے غیر ملکی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کار کا دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ سائیڈ سیٹ پر بیٹھا غیر ملکی بھی دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا جبکہ مقامی ڈرائیور اندر ہی بیٹھا رہا۔ وہ دونوں چند لمحے غور سے دیوار کو دیکھتے رہے۔ پھر عقبی سیٹ سے اترنے والے غیر ملکی نے جیب سے ایک عجیب ساخت کا چپٹا سا پسٹل نکالا۔ اور اس کا رخ دیوار کی طرف کر کے اس نے اس کا ٹریگر دبا دیا۔ اس کے ہاتھ کو جھٹکا سا لگا اور اس کے ساتھ ہی پسٹل سے کوئی گول سی چیز نکل کر فضا میں اڑتی ہوئی دیوار کراس کر کے اندر عمارت میں گر گئی۔

''آؤ مارک''...... اس غیر ملکی نے جس نے فائر کیا تھا مشین پسٹل کو واپس جیب میں رکھتے ہوئے دوسرے سے کہا جو فرنٹ

سیٹ سے اتر کر باہر آیا تھا۔

''یس باس''...... مارک نے کہا اور پھر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے سڑک کراس کر کے عمارت کی دیوار کے قریب پہنچے لیکن اب ان کا رخ اس طرف تھا جدھر ڈرائیور نے عمارت کے پھاٹک کے بارے میں بتایا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ واقعی ایک جہازی سائز کے پھاٹک کے سامنے پہنچ گئے۔ عمارت کے سامنے جو سڑک تھی یہ ایک لحاظ سے کراس روڈ تھا اس لئے یہاں ٹریفک تقریباً نہ ہونے کے برابر تھی۔

''اب ہم اندر کیسے جائیں گے باس''...... مارک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ابھی بندوبست ہو جاتا ہے''...... باس نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی دوسری جیب سے ایک چھوٹا سا پسٹل نکالا اور آگے بڑھ کر اس نے پسٹل کا نال پھاٹک کی سائیڈ پر موجود کھڑکی کی درز پر رکھ کر ٹریگر کو یکے بعد دیگرے دوبار دبا دیا۔ اس کے ہاتھ کو زور دار جھٹکے لگے لیکن اس نے ہاتھ کو مضبوطی سے دبائے رکھا۔ پسٹل سے نکلنے والا سرخ رنگ کا دھواں درز میں پھیلتا چلا جا رہا تھا اور پھر چند لمحوں بعد باس نے پسٹل جیب میں رکھ کر زور سے کھڑکی پر لات ماری تو کھڑکی ایک دھماکے سے کھل کر اندر چلی گئی۔

''آؤ''...... باس نے مارک کی طرف بڑے فاخرانہ انداز میں



دیکھتے ہوئے کہا اور تیزی سے اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے مارک بھی اندر آ گیا۔

''کھڑکی بند کر دو کوئی اچانک بھی آ سکتا ہے''...... باس نے کہا تو مارک نے مڑ کر کھڑکی کو بند کر دیا۔ سامنے ایک وسیع و عریض صحن تھا۔ جس کے آخر میں برآمدہ تھا اور برآمدے کے پیچھے دروازے تھے۔

''سٹارجر نکالو اور مجھے دو''...... باس نے کہا تو مارک نے جیب سے ایک پیکٹ نکالا اور اسے کھول کر اس میں سے ایک ریموٹ کنٹرول نما آلہ نکال کر اس نے وہ آلہ باس کی طرف بڑھا دیا۔ باس نے اس آلے کا رخ سامنے برآمدے کی طرف کیا اور پھر اس کے نیچے موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے آلے پر موجود سکرین ایک جھماکے سے روشن ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی اس پر سرخ رنگ کا گول نشان سا نظر آنے لگا جس کے پیچھے ایک تیر بنا ہوا تھا۔

''باس۔ اندر تو بہت سے آدمی ہوں گے''...... مارک نے کہا۔

''جتنے بھی ہوں گے وہ سب چار گھنٹوں تک ہر صورت میں بے ہوش رہیں گے۔ آؤ''...... باس نے کہا اور پھر وہ تیزی سے برآمدے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ برآمدے میں ایک جیسے چھ دروازے تھے لیکن باس کے ہاتھ میں موجود آلہ ایک دروازے کی طرف خصوصی طور پر اشارہ کر رہا تھا۔ باس اس دروازے کی طرف

بڑھ گیا۔ مارک بڑے چوکنے انداز میں اس کے پیچھے تھا۔ وہ اس طرح چاروں طرف دیکھ رہا تھا جیسے اسے خطرہ ہو کہ کسی بھی لمحے اس پر کسی بھی طرف سے حملہ ہو سکتا ہے۔ باس نے دروازے کو دھکیل کر کھول دیا اور پھر وہ اس طرح اطمینان سے اندر داخل ہوا جیسے اس کا ذاتی گھر ہو۔ یہ ایک بڑا ہال نما کمرہ تھا جس کے درمیان ایک بڑی آفس ٹیبل تھی جس کے پیچھے ایک اونچی نشست والی ریوالونگ چیئر تھی جبکہ دوسری طرف بھی ایک ایسی ہی کرسی موجود تھی۔ میز پر دو مختلف رنگوں کے فون اور ایک ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ باس نے ایک نظر ہال کو دیکھا اور پھر ہاتھ میں پکڑے ہوئے آلے کا ایک اور بٹن پریس کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس آلے سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں اور سکرین پر سرخ رنگ کا تیر باقاعدہ حرکت کرتا ہوا دکھائی دینے لگا۔ تیر کا نشان ایک دروازے کی طرف تھا۔ باس اس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک چھوٹی سی راہداری تھی جس کے اختتام پر ایک اور دروازہ تھا۔ باس نے دروازے کو دھکیلا تو وہ کھلتا چلا گیا۔ آلے سے ٹوں ٹوں کی آوازیں مسلسل نکل رہی تھیں۔ مارک باس کے پیچھے تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک مشین پسٹل تھا اور وہ بے حد چوکنا نظر آ رہا تھا۔ دروازے کی دوسری طرف ایک بڑا ہال نما کمرہ تھا جس کی دیواروں کے ساتھ فولادی الماریاں موجود تھیں۔ ہر الماری پر نمبر لکھے ہوئے تھے۔ ہر الماری



کے اوپر ایک بلب موجود تھا لیکن اس وقت کوئی بھی بلب جل نہیں رہا تھا۔ باس نے اندر داخل ہو کر ہال کا بھرپور جائزہ لیا اور پھر وہ ایک الماری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے الماری کے پٹ کھولے تو الماری کے چار خانے تھے اور چاروں خانوں میں فائلیں موجود تھیں۔ باس کی سب سے نچلے خانے میں موجود ایک فائل پر جیسے ہی نظر پڑی وہ بے اختیار چونک پڑا۔ فائل پر ای جے کے حروف لکھے ہوئے تھے جبکہ الماری کے اوپر ای کا حرف کافی بڑے سائز میں لکھا ہوا تھا۔ باس نے ہاتھ بڑھا کر اس فائل کو اٹھایا اور اسے کھول کر دیکھنے لگا۔ پھر اس کے لبوں پر اطمینان بھری مسکراہٹ ابھرتی چلی گئی۔ یہ وہی فائل تھی جس کی تلاش میں وہ آیا تھا۔ اس نے الماری بند کر دی۔

"آؤ مارک۔ کام ہو گیا ہے۔ اب ہم نے فوری طور پر یہاں سے نکلنا ہے"...... باس نے فائل کو موڑ کر اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

"لیکن باس یہاں تو کوئی آدمی بھی نہیں ہے۔ نہ بے ہوش اور نہ ہوش میں"...... مارک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس عمارت میں ہر جگہ جدید ترین حفاظتی انتظامات ہیں۔ اگر ہمارے پاس ایکس زیرو ٹی ایس گن نہ ہوتی اور ہم اسے اندر فائر نہ کرتے تو ہم اس عمارت کے قریب بھی نہ پہنچ سکتے تھے۔ شاید اس لئے یہاں کسی آدمی کی ضرورت نہیں سمجھی گئی"...... باس نے کہا۔

اس دوران وہ پہلے والے بڑے ہال کمرے میں پہنچ چکے تھے اور پھر وہ برآمدے میں آ گئے اور وہاں سے سیدھے پھاٹک کی طرف بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ پھاٹک میں موجود کھڑکی سے باہر نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے اس طرف بڑھتے چلے گئے جہاں ان کی کار موجود تھی۔

''چلو ڈرائیور۔ اب نکل چلو''...... باس نے کار کی عقبی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا جبکہ مارک پہلے کی طرح سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔

''یس سر''...... مقامی ڈرائیور نے کہا اور کار سٹارٹ کر کے ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دی اور تھوڑی دیر بعد کار انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ پھر مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک رہائشی کالونی میں داخل ہوئے اور ایک کوٹھی کے پھاٹک کے سامنے ڈرائیور نے کار روک دی۔

''تم کار واپس لے جاؤ۔ تمہارے چیف راک سے میں فون پر بات کرلوں گا''...... عقبی سیٹ پر بیٹھے باس نے کار رکتے ہی دروازہ کھول کر باہر نکلتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی فرنٹ سیٹ سے مارک بھی نیچے اتر آیا تھا۔ ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلایا اور کار آگے بڑھا لے گیا۔ مارک نے آگے بڑھ کر کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد ذیلی کھڑکی کھلی اور ایک غیر ملکی باہر آ گیا۔

''اوہ۔ باس آپ۔ آئیے''...... غیر ملکی نے چونک کر کہا اور ایک طرف ہٹ گیا۔ باس اور اس کے پیچھے مارک اندر داخل ہوئے۔



کھڑکی کھولنے والا ان دونوں کے پیچھے اندر داخل ہوا۔

''کوئی پرابلم۔ کوئی نئی خبر جوزف''...... باس نے آخر میں آنے والے غیر ملکی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''نو باس۔ کوئی نئی بات نہیں ہے''...... جوزف نے جواب دیا تو باس نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ مارک کے ساتھ ایک کمرے میں آ گیا جسے سٹنگ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا۔

''سپیشل فون لے آؤ مارک تاکہ میں سپر چیف کو رپورٹ دے سکوں''...... باس نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور مارک اثبات میں سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں سیاہ رنگ کا ایک چھوٹا سا فون پیس تھا۔ اس نے فون پیس باس کے سامنے میز پر رکھ دیا۔

''تم شراب کے دو جام بنا کر لے آؤ''...... باس نے فون کا رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

''یس باس''...... مارک نے کہا اور ایک بار پھر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ باس نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد فون پر سرخ رنگ کا ایک چھوٹا سا بلب جل اٹھا۔ کچھ دیر وہ بلب جلتا رہا اور پھر یکلخت ایک جھماکے سے سبز ہو گیا۔

''چیف آف کراس ونگز گریے بول رہا ہوں''...... باس نے بلب کا رنگ سبز ہوتے ہی انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یس سپر چیف۔ فرم دس اینڈ۔ کیا رپورٹ ہے''...... دوسری طرف سے ایک چیختی ہوئی کرخت سی آواز سنائی دی۔

''ای جے فارمولے کی فائل اس وقت میری جیب میں ہے سپر چیف''...... گرے نے جواب دیا۔ اس کے لہجے میں فاخرانہ پن نمایاں تھا۔

''تفصیل سے رپورٹ دو''...... سپر چیف نے بدستور کرخت اور چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''سپر چیف۔ ہم نے اس لڑکی فرخندہ کے ذریعے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے رکن خاور کو گھیرا اور پھر ڈاکٹر اسٹیک نے اس کے ذہن پر کام شروع کیا تو ذہنی طور پر وہ آدمی بے حد سخت ثابت ہوا لیکن ڈاکٹر اسٹیک بہرحال چند انجکشنز لگانے کے بعد اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا اور اس نے خاور کے ذہن سے تمام معلومات حاصل کر لیں۔ ان معلومات میں اس کے ساتھیوں کے بارے میں تفصیلی معلومات اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر دانش منزل کے بارے میں بھی معلومات موجود تھیں۔ ڈاکٹر اسٹیک نے بتایا ہے کہ خاور خود بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کی شخصیت اور نام وغیرہ سے واقف نہیں ہے البتہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر جسے دانش منزل کہا گیا ہے، کا پتہ اس سے معلوم ہو گیا اور پھر یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اس کے اندر انتہائی جدید حفاظتی نظام بھی نصب ہے اور سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کی تحویل میں دی



جانے والی ہر چیز دانش منزل میں ہی رکھی جاتی ہے۔ چنانچہ میں نے فوری طور پر دانش منزل پر حملہ کر کے ای جے فائل حاصل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ دانش منزل کے حفاظتی نظام کو مکمل طور پر بریک کرنے کے لئے میں نے جدید ترین آلہ ایکس زیرو ٹی ایس استعمال کیا اور جیسے ہی یہ آلہ کیپسول میں بند کر کے میں نے اس عمارت کے اندر فائر کیا کیپسول گر کر ٹوٹنے کے بعد اس آلے سے نکلنے والی جدید ترین ریز نے اس عمارت کا تمام حفاظتی نظام مکمل طور پر بریک کر دیا۔ اب مسئلہ تھا اس اے جے فائل کو ٹریس کرنے کا۔ مجھے چونکہ معلوم تھا کہ اس پر کام شوگران میں ہوتا رہا ہے اور شوگران ہمیشہ اپنی خاص فائلوں کی حفاظت کے لئے ٹی ٹی این کا کوٹیڈ فائل کے ہر پیپر پر کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے اس فائل کی کسی بھی صورت میں کاپی نہیں کی جا سکتی لیکن ٹی ٹی این ڈیٹکٹر میرے پاس موجود تھا۔ میں اپنے ساتھی مارک کے ساتھ دانش منزل میں داخل ہوا اور پھر ٹی ٹی این ڈیٹکٹر نے اس الماری کی طرف رہنمائی کی اور میں نے یہ فائل الماری سے نکال کر چیک کی۔ یہ واقعی ہماری مطلوبہ فائل تھی اس لئے میں نے اسے اپنی کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈال لیا اور اس عمارت سے نکل کر ہم واپس اپنی رہائش گاہ بغیر کسی رکاوٹ کے پہنچ گئے۔ اب آپ حکم دیں کہ اس فائل کو کیسے آپ کو بھجوایا جائے۔ کسی کوریئر سروس کے ذریعے بھجوایا جائے یا میں خود لے کر آؤں یا کوئی اور ذریعہ آپ استعمال کرنا

چاہتے ہیں اور مزید ہمارے لئے کیا حکم ہے''...... گرے نے مؤدبانہ لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''عمارت میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف سے ٹکراؤ نہیں ہوا تمہارا۔ یا تم نے دانستہ اس کا ذکر نہیں کیا''...... سپر چیف نے کہا۔

''نو چیف۔ عمارت بالکل خالی تھی۔ وہاں کوئی انسان موجود نہیں تھا۔ اگر موجود ہوتا تو مجھے خصوصی سگنلز مل جاتے''...... گرے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران کا کیا ہوا۔کیا وہ تم سے ٹکرایا ہے یا نہیں''...... سپر چیف نے کہا۔

''میں نے اسے یہاں کے ایک گروپ راک ہیڈ کے ذریعے حملہ کرا کر شدید زخمی کرا دیا ہے۔ اس کی کار پر بم پھینکا گیا اور وہ شدید زخمی ہو کر ہسپتال پہنچ گیا۔ وہاں سے اسے کسی خصوصی ہسپتال شفٹ کر دیا گیا ہے لیکن اگر وہ زندہ بھی بچ گیا تو بھی کئی مہینوں تک حرکت نہ کر سکے گا اس لئے ہم مطمئن ہو کر اپنی کارروائی میں مصروف ہو گئے تھے۔ آپ نے بتایا نہیں کہ فائل کو کس طرح بھجوایا جائے''...... گرے نے اصل بات پر آتے ہوئے کہا۔ اسے حیرت ہو رہی تھی کہ سپر چیف نے اس طرح سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر میں داخل ہونے اور وہاں سے فائل حاصل کرنے کو سرے سے کوئی اہمیت ہی نہیں دی بلکہ وہ ادھر ادھر کی باتوں میں لگا ہوا تھا لیکن چونکہ وہ سپر چیف تھا اس لئے گرے اس کا کچھ بگاڑ نہ سکتا تھا۔



صرف درخواست ہی کر سکتا تھا۔

''خاور اب کہاں ہے''...... سپر چیف نے اس کی بات کی طرف توجہ دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔

''خاور کو میرے حکم پر شہر سے باہر ایک ویران علاقے میں لے جا کر چھوڑ دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس کی گردن کے عقبی حصے میں ایم سی بھی لگا دیا گیا ہے تاکہ جو لوگ اس سے باتیں کریں وہ باتیں اور اردگرد کا علاقہ ہماری مشین چیک کرتی رہے۔ اس طرح ہمیں یقین ہے کہ ہم پوری سیکرٹ سروس کو ٹریس کر کے ختم کر دینے میں کامیاب ہو جائیں گے''...... گرے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وہ لڑکی فرخندہ کہاں ہے''...... سپر چیف نے پوچھا۔

''ہم نے اسے چھوڑ دیا تھا۔ ڈاکٹر اسٹیک نے اس کے ذہن سے تمام سجیشن ہٹا دی تھیں۔ اب وہ مکمل طور پر نارمل ہے اور یقیناً اپنی بہن اور بہنوئی کے گھر ہو گی۔ اسے اب کچھ بھی یاد نہ رہے گا ورنہ خطرہ تھا کہ وہ ہمارے بارے میں کسی کو کچھ بتا سکتی تھی''۔ گرے نے کہا۔

''گڈ۔ تم نے واقعی حیرت انگیز کارنامہ انجام دیا ہے گرے۔ مجھے تم پر فخر ہے''...... سپر چیف نے کہا تو گرے کا چہرہ یکلخت چمک اٹھا۔

''آپ کا شکریہ سپر چیف''...... گرے نے انتہائی متشکرانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم نے جو کامیابی حاصل کی ہے میں نہیں چاہتا کہ وہ ناکامی میں تبدیل ہو جائے۔ اب تک فائل کی گمشدگی کی اطلاع پاکیشیا سیکرٹ سروس کو مل چکی ہو گی اور یقیناً انہوں نے ایئر پورٹ، بندرگاہ اور دارالحکومت سے نکلنے والے تمام راستوں پر سخت چیکنگ شروع کر دی ہو گی۔ اس طرح تمام انٹرنیشنل کوریئرز کی بھی چیکنگ کی جا سکتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ گریٹ لینڈ کے سفارت خانے کی بھی نگرانی کی جا رہی ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے اس دانش منزل نامی عمارت میں تمہاری تصویریں محفوظ ہوں اس لئے تم اپنے تمام ساتھیوں سمیت فوری طور پر میک اپ کر لو۔ کاغذات کا دوسرا سیٹ بنوا لو اور فائل کو تم فوری طور پر دارالحکومت کے مشہور کارسانہ کلب کے جنرل منیجر اور مالک مائیک پراکٹر کے حوالے کر دو۔ اپنی تمام رہائش گاہیں بھی تبدیل کر دو اور اگر اس میں کوئی رکاوٹ ہو تو مائیک پراکٹر سے کہہ دینا وہ فوری بندوبست کر دے گا۔ مائیک پراکٹر کے ہاتھ بے حد لمبے ہیں۔ وہ حالات دیکھ کر تمہیں بھی وہاں سے نکلوا دے گا اور فائل بھی مجھ تک پہنچ جائے گی لیکن یہ بات یاد رکھنا کہ تم ازخود مائیک پراکٹر سے رابطہ نہیں کرو گے۔ وہ جب بھی مناسب سمجھے گا تم سے خود رابطہ کر لے گا''۔۔۔۔۔ سپر چیف نے کہا۔

''اس طرح تو سپر چیف ہم سب مکمل اندھیرے میں رہیں گے''۔ گرے نے قدرے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

''تم وہاں کے حالات نہیں سمجھتے۔ عمران کے زخمی ہونے اور



تمہارے فائل حاصل کر لینے کے باوجود اگر پانسہ پلٹ گیا تو یہ لوگ چند لمحوں میں کراس ونگز کو ادھیڑ کر رکھ دیں گے اس لئے یہ تمام انتظامات پہلے سے ہی کر لئے گئے تھے۔ مائیک پراکٹر پر مجھے مکمل اعتماد ہے۔ وہ تمہیں بھی اور فائل کو بھی وہاں سے نکلوا دے گا اور سنو۔ اٹ از مائی آرڈر''۔۔۔۔۔ سپر چیف نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو گرے کا پورا جسم یکلخت کپکپا کر رہ گیا۔

''یس سر۔ آپ کے حکم کی مکمل تعمیل ہو گی''۔۔۔۔۔ گرے نے بھیک مانگنے والے لہجے میں کہا۔

''میک اپ کر کے جاؤ اور فائل مائیک پراکٹر کو دے دو۔ میں اسے فون پر تفصیل بتا دیتا ہوں۔ تم نے اسے بطور کوڈ کراس ونگز کا نام بتانا ہے اور نام گرے بتانا ہے''۔۔۔۔۔ سپر چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو گرے نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور رسیور رکھ دیا۔

''سپر چیف کا فیصلہ درست ہے۔ وہ واقعی انتہائی دوراندیش ہیں۔ ہم دشمن ملک میں ہیں اور کسی بھی وقت کچھ بھی ہو سکتا ہے''۔ گرے نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اسے اب سپر چیف کی ہدایات کے مطابق پہلے اپنا اور اپنے ساتھیوں کا نیا میک اپ کرنا تھا اور پھر انہیں نئی کوٹھی میں شفٹ کرنا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ سب سے پہلے وہ ای جے فائل مائیک پراکٹر کے حوالے کرنا چاہتا تھا تاکہ فائل کی طرف سے ہر طرح سے مطمئن ہو جائے۔

فرخندہ نے کار کارسانہ کلب کے کمپاؤنڈ میں موڑی اور پھر اسے
پارکنگ میں لے جا کر روک دیا۔ کارسانہ کلب فرخندہ کو اس لئے
پسند تھا کیونکہ اس کا ماحول مکمل طور پر گریٹ لینڈ کے کلبوں جیسا
تھا۔ کلب کے ہال میں نشستوں کی ترتیب سے لے کر ڈیکوریشن
اور پھر ویٹرز سب کا تعلق گریٹ لینڈ سے تھا۔ یہاں صرف وہی
کھانے اور مشروبات ملتے تھے جو گریٹ لینڈ کے رہنے والوں کو
پسند تھے۔ یہی وجہ تھی کہ فرخندہ جب بھی بور ہوتی تھی تو وہ کارسانہ
کلب کا ہی رخ کرتی تھی اس لئے یہاں کے سب لوگ اسے نہ
صرف جانتے تھے بلکہ اس کی ان سے خاصی دوستی بھی تھی۔ خاص
طور پر کلب کے مالک اور جنرل مینجر مائیک پراکٹر کی سپیشل سیکرٹری
لوسیا اس کی بے حد گہری دوست تھی اور وہ اکثر لوسیا کے کمرے میں
ہی گھنٹوں بیٹھی رہتی تھی۔ لوسیا اپنا کام کرتی رہتی تھی جبکہ وہ بیٹھی اس



سے باتیں کرتی رہتی تھی۔ فرخندہ طویل عرصہ گریٹ لینڈ میں رہنے
کے باوجود شراب نہ پیتی تھی۔

شروع شروع میں وہ بے تحاشہ شراب پیتی تھی لیکن ایک بار اس
نے شراب کے نشے میں مست ایک جوڑے کو ایسی حرکتیں کرتے
دیکھ لیا جو بظاہر وہاں کے ماحول کے مطابق عام سی حرکتیں تھیں لیکن
جب اسے معلوم ہوا کہ ان کے درمیان انتہائی مقدس رشتہ ہے اور
شراب کے نشے میں وہ اس رشتے کے تقدس کو بھی بھلا بیٹھے ہیں تو
اسے شراب سے ایسی نفرت ہوئی کہ اس کے بعد اس نے شراب کو
منہ تک نہ لگایا تھا۔ فرخندہ باتوں کی حد تک کافی لبرل تھی لیکن اس
کے اندر اب بھی مشرقیت کی گہری چھاپ موجود تھی۔ اب وہ صرف
باتوں تک ہی لبرل رہتی تھی ورنہ اس کا کردار آج بھی صاف اور
بے داغ تھا۔

پارکنگ بوائے سے ٹوکن لے کر وہ مین گیٹ کی طرف بڑھتی
چلی گئی۔ اس نے جینز کی پینٹ اور شرٹ اور شرٹ کے اوپر براؤن
لیدر جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ دونوں کانوں میں پلاٹینم کے انتہائی
خوبصورت اور قیمتی ٹاپس موجود تھے۔ اس کے سیاہ بال اس کے
کاندھوں پر جھول رہے تھے۔ ہال میں داخل ہو کر اس نے ایک نظر
ہال پر ڈالی تو ہال میں موجود افراد کی تعداد خاصی کم تھی۔ ایک بار تو
اس نے ہال میں بیٹھنے کا فیصلہ کیا لیکن دوسرے لمحے اس نے اپنا
فیصلہ بدل دیا کیونکہ یہاں کے رواج کے مطابق اسے اکیلا دیکھ کر

کوئی نہ کوئی مرد اسے کمپنی دینے آ جائے گا اور وہ بور ہو گی اس لئے اس نے لوسیا کے آفس میں جا کر بیٹھنے کو ترجیح دی۔

لوسیا گریٹ لینڈ نژاد ایک خوبصورت اور نوجوان لڑکی تھی جو اکیلی ایک فلیٹ میں رہتی تھی۔ اسے یہاں پاکیشیا میں آئے ہوئے دس بارہ سال گزر چکے تھے۔ چونکہ گریٹ لینڈ میں اس کے والدین وفات پا گئے تھے۔ دو بھائی تھے جو ایکریمیا سیٹل ہو گئے تھے اس لئے اب وہ مستقل طور پر پاکیشیا میں ہی سیٹل ہو گئی تھی۔ کارسانہ کلب کا مالک اور جنرل منیجر مائیک پراکٹر اس کے والد کا دوست تھا اور ان کا فیملی فرینڈ بھی تھا۔ اس لئے وہ اسے ڈیوٹی کے دوران تو سر کہتی تھی لیکن ڈیوٹی کے بعد وہ اسے انکل کہتی تھی۔ مائیک پراکٹر ہی اسے یہاں لایا تھا اور وہ اس پر بے حد اعتماد کرتا تھا۔

فرخندہ جب لوسیا کے آفس میں داخل ہوئی تو لوسیا نے انگلی منہ پر رکھتے ہوئے اسے خاموش رہنے اور کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا تو فرخندہ بے اختیار چونک پڑی۔ اس نے آہستہ سے دروازہ بند کر دیا اور کرسی پر بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد لوسیا نے سامنے پڑے ہوئے ایک بڑے سے فون کا بٹن آف کر دیا۔

''آج اچانک کیسے آ گئی ہو۔ پہلے تو فون کر دیا کرتی تھی''۔ بٹن آف کرتے ہی لوسیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں آئی تو ہال میں بیٹھنے کے لئے تھی لیکن پھر اچانک تمہارے پاس بیٹھنے کا موڈ بن گیا۔ اگر کوئی اہم مسئلہ ہے تو میں



واپس چلی جاتی ہوں''..... فرخندہ نے منہ بناتے ہوئے کہا تو لوسیا بے اختیار ہنس پڑی۔

''ایسی کوئی بات نہیں۔ یہ تو معمول کے کام ہیں۔ کسی بہت بڑے آدمی کی کال آئی تھی۔ ایسا آدمی جسے انکل مائیک پراکٹر سر اور سپر چیف کہہ کر بلا رہے تھے اور میں نے پہلی بار انکل کا اس قدر مؤدبانہ لہجہ سنا تھا اس لئے میں کال کو ٹیپ کر رہی تھی لیکن میں نے نوڈسٹربنس کا بٹن آن نہیں کیا تھا اس لئے اگر تم کچھ بولتی تو تمہاری آواز بھی ساتھ ہی ٹیپ ہو جاتی''..... لوسیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''سپر چیف کا تو مطلب ہے کہ وہ کسی بہت بڑی تنظیم کا لیڈر ہے''..... فرخندہ نے کہا۔

''ہاں۔ لگتا تو ایسا ہی ہے اور وہ انکل کو اس طرح ہدایات دے رہا تھا جیسے کسی ادنیٰ ماتحت کو دی جاتی ہیں اور اسی بات پر میں حیران ہو رہی تھی''..... لوسیا نے جواب دیا۔

''کیا باتیں ہوئی ہیں۔ مجھے تو سناؤ''..... فرخندہ نے کہا۔

''ارے نہیں۔ یہ سب ٹاپ سیکرٹ ہیں''..... لوسیا نے کہا۔

''تو میں نے تمہارے اس ٹاپ سیکرٹ کو چاٹنا ہے۔ میرا کیا تعلق ہے اس سے۔ میں تو صرف تجسس کی خاطر سننا چاہتی ہوں''..... فرخندہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''سوری فرخندہ۔ یہ ممکن ہی نہیں ہے کوئی اور بات کرو۔ کیا

منگواؤں تمہارے لئے''...... لوسیا نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''او کے۔ کوئی بات نہیں۔ میرا تو اس سے کوئی تعلق بھی نہیں ہے۔ ایپل جوس منگوا لو''...... فرخندہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم سمجھ دار ہو فرخندہ اس لئے تم نے برا نہیں منایا۔ شکریہ''۔ لوسیا نے بھی مسکراتے ہوئے کہا اور پھر انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے ایک گلاس ایپل جوس بھجوانے کا کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے انٹرکام کی گھنٹی ایک بار پھر بجی تو لوسیا نے رسیور اٹھا لیا۔

''لوسیا سپیکنگ سر''...... لوسیا نے کہا۔

''یس سر۔ ابھی آتی ہوں سر''...... لوسیا نے دوسری طرف سے بات سن کر کہا اور رسیور رکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

''تم جوس پیو میں ابھی دس پندرہ منٹ میں آ رہی ہوں''۔ لوسیا نے فرخندہ سے کہا۔

''اتنی دیر۔ کوئی خاص بات ہے''...... فرخندہ نے چونک کر پوچھا۔

''انکل نے بلایا ہے۔ انہوں نے کچھ خاص ہدایات دینی ہیں۔ میں ابھی آ رہی ہوں۔ تمہارے جوس ختم کرنے سے پہلے ہی آ جاؤں گی۔ ڈونٹ وری''...... لوسیا نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی میز کی سائیڈ سے نکل کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس کے دروازے کے باہر جاتے ہی سائیڈ کرسی پر بیٹھی ہوئی



فرخندہ نے ہاتھ بڑھا کر میز پر پڑے ہوئے بڑی سے فون سیٹ کے یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔ وہ اس فون سیٹ کی تمام کارکردگی سے بخوبی واقف تھی کیونکہ وہ بھی کئی ماہ تک ایک فرم میں سیکرٹری رہ چکی تھی۔ چند لمحوں بعد ایک ویٹر اندر داخل ہوا۔ اس نے ٹرے میں ایپل جوس کا ایک گلاس رکھا ہوا تھا جس کے گرد ٹشی کلر ٹشو پیپر موجود تھا۔ اس نے فرخندہ کو سلام کیا اور پھر بڑے مؤدبانہ انداز میں اس نے گلاس فرخندہ کے سامنے رکھ دیا۔

''تھینک یو''...... فرخندہ نے مسکراتے ہوئے کہا تو ویٹر سلام کر کے واپس چلا گیا۔ اسی لمحے فون سیٹ سے ہلکی سی کٹک کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی فرخندہ نے ہاتھ بڑھایا اور فون کے نیچے ایک خانے کی سائیڈ کو دبایا تو خانہ کھلا اور اس میں سے ایک مائیکرو ٹیپ باہر آ گئی۔ فرخندہ نے مائیکرو ٹیپ اٹھا کر جیکٹ کی جیب میں ڈالی اور خانہ بند کر دیا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ جسے لوسیا نے ٹاپ سیکرٹ کہا تھا وہ ٹاپ سیکرٹ اب اس کی جیب میں تھا۔ اس میں اس کا کوئی خاص مقصد نہیں تھا۔ بس لوسیا کے ٹیپ نہ سنانے پر اس کا قدرتی تجسس جاگ اٹھا تھا اور اسے معلوم تھا کہ لوسیا دھیان تک نہ کرے گی کہ اس طرح مائیکرو ٹیپ اس نے پار کر لی ہے۔ ابھی اس نے آدھا گلاس جوس ہی سپ کیا تھا کہ لوسیا تیزی سے اندر داخل ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں ایک فائل تھی۔ فرخندہ نے دیکھا کہ اس فائل پر ای جے

کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔

''میں ابھی آئی''...... لوسیا نے کہا اور تیزی سے اپنے آفس کا عقبی دروازہ کھول کر آفس کے عقبی حصے میں چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئی تو فائل اس کے ہاتھ میں نہیں تھی۔ اس نے کرسی پر بیٹھ کر میز کی دراز کھولی اور اس میں سے چابیوں کا گچھا نکالا۔ اس کے ساتھ ایک ٹوکن منسلک تھا۔ ٹوکن پر نمبر تھری ایسٹاس کالونی کے حروف نمایاں طور پر نظر آ رہے تھے۔ لوسیا نے چابیوں کا گچھا نکال کر دراز بند کی اور پھر اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ پھر اس کی واپسی کافی دیر بعد ہوئی۔

''تم یقیناً بور ہوئی ہو گی فرخندہ''...... لوسیا نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ارے نہیں۔ تم سے دو باتیں کر لینے سے ہی میری تمام بوریت دور ہو جاتی ہے۔ ویسے آج میں نے پہلی بار تمہیں اس انداز میں مصروف دیکھا ہے ورنہ پہلے تو تم کرسی سے ہی نہیں ہلتی تھیں''...... فرخندہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آج معاملات ہی ایمرجنسی ٹائپ آ رہے ہیں اس لئے۔ بہرحال تم سناؤ۔ کب واپس آئی ہو گریٹ لینڈ سے''...... لوسیا نے بات بدلتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں اپنی مخصوص گپ شپ میں مصروف ہو گئیں۔

''اب مجھے اجازت۔ بہت وقت لے لیا ہے تمہارا''...... تھوڑی



دیر بعد فرخندہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''ارے بیٹھو۔ ابھی تو میں نے تم سے ایک خاص بات پوچھنی ہے''...... لوسیا نے کہا تو فرخندہ بے اختیار چونک پڑی۔ اسے فوراً یہ خیال آیا تھا کہ شاید لوسیا کو اس مائیکرو ٹیپ کے بارے میں علم ہو گیا ہے۔

''کون سی بات''...... فرخندہ نے چونک کر کہا۔

''پچھلے دنوں میں نے تمہیں ایک کار میں بیٹھے دیکھا تھا۔ جسے ایک لمبا تڑنگا مقامی نوجوان چلا رہا تھا اور تم اس کے ساتھ اس انداز میں بیٹھی ہوئی تھیں جیسے اس کی بیوی یا انتہائی گہری دوست ہو۔ کون ہے وہ۔ پہلے تو کبھی تمہارے ساتھ نظر نہیں آیا تھا''۔ لوسیا نے کہا تو فرخندہ چونک پڑی۔

''کب کی بات کر رہی ہو اور کہاں دیکھا تھا تم نے''...... فرخندہ نے چونک کر پوچھا تو لوسیا نے تفصیل بتا دی۔

''اوہ۔ وہ خاور ہے۔ فور سٹارز نامی تنظیم کا رکن''...... فرخندہ نے جواب دیا۔

''کیا تم اس سے شادی کرنا چاہتی ہو۔ تمہارے انداز سے تو ایسا ہی محسوس ہو رہا تھا''...... لوسیا نے کہا۔

''ارے نہیں۔ میں شادی کے بکھیڑے میں نہیں پڑنا چاہتی۔ بس دوستی ہے اس سے اور اب وہ سلسلہ بھی تقریباً ختم ہو گیا ہے''۔ فرخندہ نے جواب دیا تو لوسیا بے اختیار چونک پڑی۔

''سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔ کیا مطلب۔ میں سمجھی نہیں تمہاری بات''...... لوسیا نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نجانے کیا بات ہے کہ پہلے وہ مجھے بے حد پسند تھا۔ اتنا پسند کہ تم اندازہ ہی نہیں لگا سکتی لیکن وہ اس قدر کٹھور اور عورت بیزار ثابت ہوا ہے کہ اب میرے دل میں اس کے لئے بس ہلکی سی پسند رہ گئی ہے''...... فرخندہ نے جواب دیا۔

''حالانکہ یہ جذبہ اس کے کٹھور ہونے سے بڑھ جانا چاہئے تھا۔ عورتوں کی یہی ضد تو مشہور ہے۔ جتنا ان سے مرد دور بھاگتے ہیں وہ ان کے پیچھے بھاگتی ہیں''...... لوسیا نے ہنستے ہوئے کہا تو فرخندہ بھی ہنس پڑی۔

''فی الحال تو میں اس سے دور بھاگ چکی ہوں۔ اچھا اب اجازت''...... فرخندہ نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اپنے فلیٹ پر پہنچ گئی۔ اس نے سب سے پہلے الماری کھول کر اس میں سے مائیکرو ٹیپ ریکارڈر نکالا اور اسے میز پر رکھ کر اس نے جیب سے وہ مائیکرو ٹیپ نکالا اور اسے ٹیپ ریکارڈر میں ایڈجسٹ کر کے اس نے اس کا بٹن آن کر دیا۔

''مائیک پراکٹر بول رہا ہوں سپر چیف''...... ایک انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''مائیک پراکٹر کراس ونگز کے چیف گرے نے اپنا کام مکمل کر لیا ہے۔ اس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر دانش منزل



سے ہماری مطلوبہ ای جے فارمولا فائل حاصل کر لی ہے لیکن مجھے خدشہ ہے کہ معاملات بگڑ نہ جائیں۔ فائل واپس حاصل کرنے کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس تمام راستوں کو چیک کرے گی اور تمام کوریئر سروسز کو بھی چیک کرے گی اور میں کوئی رسک نہیں لے سکتا اس لئے میں نے گرے کو کہہ دیا ہے کہ وہ تمہارے کلب پہنچ کر تمہیں وہ فائل دے دے۔ تم اسے اپنے سیف میں سنبھال کر رکھ لو۔ جب یہ لوگ مایوس ہو جائیں گے تو پھر تم کسی بھی ذریعے سے اسے میرے پاس بھجوا دینا''...... ایک کرخت اور چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

''یس سپر چیف۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھ پر اعتماد کیا ہے''...... مائیک کی انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''مجھے معلوم ہے کہ تم میرے اعتماد پر ہر لحاظ سے پورے اترو گے۔ پہلے بھی تم نے اس عمران پر کامیاب حملہ کرا کر بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ اب تمہیں اس فائل کی ہر طرح سے حفاظت کرنی ہے کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس کا چیف پاگلوں کی طرح اسے تلاش کر رہے ہوں گے اور ہاں سنو۔ میں نے گرے کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت نئے میک اپ میں رہے گا۔

''تم اسے نئی رہائش گاہ مہیا کر دو گے''...... سپر چیف نے کہا۔

''یس سر۔ آپ بے فکر رہیں سر۔ آپ کے حکم اور ہدایات کے مطابق ہی سب کچھ ہو گا''...... مائیک پراکٹر نے جواب دیا۔

''اوکے۔ فائل کی پوری طرح حفاظت کرنا۔ گڈ بائی''۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ٹیپ خاموش ہو گیا تو فرخندہ نے ریکارڈر کا بٹن آف کر دیا۔ اس کے ذہن میں یہ ٹیپ سن کر دھماکے سے ہونے لگے تھے۔ اسے یاد آ گیا تھا کہ یہ فائل لوسیا نے آفس کے عقبی کمرے میں رکھی تھی اور جو کوٹھی اس گرے کو دی گئی تھی اس کا نمبر اور کالونی کا نام اس نے ٹوکن پر پڑھ لیا تھا لیکن اب وہ بیٹھی سوچ رہی تھی کہ کیا وہ اس معاملے میں مداخلت کرے یا نہ کرے۔ کافی دیر تک سوچ بچار کے بعد اس کے ذہن میں خیال آیا کہ وہ خاور سے بات کرے۔ اگر خاور دلچسپی لے تو ٹھیک ورنہ وہ خاموش ہو جائے گی۔ یہ فیصلہ کر کے اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ خاور کا نیا ایڈریس اور فون نمبر اسے معلوم تھا۔ ایڈریس اور فون نمبر خاور نے خود اسے بتایا تھا۔ دوسری طرف گھنٹی بجتی رہی لیکن رسیور نہ اٹھایا گیا تو وہ سمجھ گئی کہ خاور فلیٹ میں موجود نہیں ہے۔ اچانک اسے فورسٹارز کے ہیڈکوارٹر کا خیال آیا تو اس نے وہاں کے نمبر پریس کر دیئے۔ نمبر اسے یاد تھا۔ دوسری گھنٹی پر ہی رسیور اٹھا لیا گیا۔

''یس''...... ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

''میں فرخندہ بول رہی ہوں۔ کیا خاور یہاں موجود ہے''۔ فرخندہ نے پوچھا۔

''میں صدیقی بول رہا ہوں۔ آپ کہاں سے بول رہی ہیں''۔



دوسری طرف سے تیز لہجے میں پوچھا گیا۔

''میں اپنے فلیٹ پر موجود ہوں۔ خاور کے فلیٹ پر میں نے فون کیا تھا لیکن وہاں سے فون اٹنڈ نہیں کیا گیا۔ میں خاور کو پاکیشیا کے سلسلے میں ایک اہم اطلاع دینا چاہتی ہوں''...... فرخندہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ خاور سے ملنے اس کے نئے فلیٹ پر گئی تھیں۔ پھر خاور آپ کے ساتھ آپ کی کار میں بیٹھ کر کہیں چلا گیا۔ اس کے بعد خاور کو ایک اجنبی کار میں بیٹھا دیکھا گیا۔ یہ کار ایک کوٹھی میں جاتی دیکھی گئی لیکن کوٹھی کی تلاشی لینے پر خاور اور کار میں موجود دوسرے افراد وہاں سے غائب ہو چکے تھے جبکہ کار وہاں موجود تھی۔ اس کے بعد پورے دارالحکومت میں خاور کو تلاش کیا گیا لیکن خاور نہ مل سکا۔ پھر پولیس کو اطلاع ملی کہ ایک آدمی کالا بھیرہ نامی جنگل کی ایک خشک نہر میں بے ہوش پڑا ہوا ہے۔ پولیس نے اسے اٹھا کر ہسپتال پہنچایا۔ ہوش میں آنے پر ڈاکٹروں نے اس کا ذہن چیک کیا کیونکہ یہ خیال کیا جا رہا تھا کہ اس کا ذہنی توازن ٹھیک نہیں ہے لیکن پھر آہستہ آہستہ اس کا منجمد ذہن کام کرنے لگا اور اس نے اپنا نام خاور بتایا اور مجھے فون کر دیا۔ میں فوری ہسپتال پہنچا۔ پھر میں نے اپنے طور پر اسے عام ہسپتال سے ڈسچارج کرا کر سپیشل ہسپتال پہنچا دیا۔ وہاں خاور کا خصوصی ٹریٹمنٹ ہوا اور اس کا ذہن پوری طرح کام کرنے لگا۔ ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ کسی ایسے ماہر نے اس کے

ذہن کو واش کر دیا ہے جو ذہنی علوم جانتا ہے۔ ہم نے آپ کو تلاش کیا لیکن آپ بھی نہ ملیں۔ اب آپ کا فون آیا ہے''...... صدیقی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ یہ کام ڈاکٹر اسٹیک نے کیا ہے لیکن کیوں''...... فرخندہ نے کہا۔

''کیا ڈاکٹر اسٹیک یہاں پاکیشیا میں ہے۔ وہ تو گریٹ لینڈ میں ہے''...... صدیقی نے چونک کر کہا۔

''نہیں۔ وہ یہاں آئے ہوئے تھے۔ میری ان سے ملاقات بھی ہوئی تھی۔ البتہ انہوں نے کہا تھا کہ وہ ایک ذاتی کام سے یہاں آئے ہیں اور آج رات ہی ان کی واپسی کی سیٹ بھی کنفرم ہے''...... فرخندہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن ڈاکٹر اسٹیک کو کیا ضرورت تھی خاور کے ذہن کو پڑھنے اور واش کرنے کی''...... صدیقی نے انتہائی فکرمندانہ لہجے میں کہا۔

''کیا میں خاور سے مل سکتی ہوں''...... فرخندہ نے کہا۔

''وہ سپیشل ہسپتال میں ہے۔ وہاں عام آدمی تو نہیں جا سکتا لیکن آپ اس سے کیوں ملنا چاہتی ہیں۔ کوئی خاص بات''۔ صدیقی نے کہا۔

''ہاں۔ ایک خاص بات میرے علم میں آئی ہے لیکن یہ خاص بات میں صرف خاور کو ہی بتا سکتی ہوں اور یہ بھی بتا دوں کہ اس خاص بات کا تعلق پاکیشیا کے قومی مفادات سے ہے''...... فرخندہ



نے کہا۔

''اوہ۔ پھر تو آپ کی ملاقات کرائی جا سکتی ہے۔ آپ کہاں موجود ہیں اس وقت''...... صدیقی نے کہا۔

''میں اپنے ذاتی فلیٹ میں ہوں''...... فرخندہ نے جواب دیا اور پھر صدیقی کے پوچھنے پر اس نے فلیٹ کا نمبر اور پلازہ کا نام بھی بتا دیا۔

''میں خود تمہارے پاس آ رہا ہوں پھر ہم اکٹھے سپیشل ہسپتال چلیں گے''...... صدیقی نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آ جاؤ میں انتظار کر رہی ہوں''...... فرخندہ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے ذہن میں اچانک خیال آیا تھا کہ اگر وہ اس فائل کے بارے میں خاور کو بتا دے اور خاور کی وجہ سے یہ فائل حکومت کو واپس مل جائے تو یقیناً خاور کو اس کے عہدے میں ترقی مل جائے گی اور پھر اسے یقین تھا کہ خاور جو اب تک اس کے ساتھ اکھڑے ہوئے انداز میں پیش آتا ہے اس کے ساتھ دوستانہ انداز میں پیش آنے پر مجبور ہو جائے گا۔ اس کا اس انداز میں سوچنا ہی بتا رہا تھا کہ وہ دلی طور پر خاور کو پسند کرنے لگی ہے۔ گو یہ بات کھل کر اس کے ذہن میں موجود نہیں تھی لیکن تحت الشعور میں بہرحال موجود تھی۔ پھر تقریباً پون گھنٹے بعد کال بیل کی آواز سنائی دی تو فرخندہ نے اٹھ کر ڈور فون کا رسیور ہک سے نکال کر اس کا بٹن پریس کر دیا۔

"کون ہے"...... فرخندہ نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"صدیقی ہوں مس فرخندہ"...... دوسری طرف سے صدیقی کی آواز سنائی دی۔

"اچھا"...... فرخندہ نے اس بار نرم لہجے میں کہا اور بٹن آف کر کے اس نے رسیور کو واپس ہک میں انکایا اور آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ دروازے پر صدیقی موجود تھا۔

"آیئے اندر۔ کچھ پی لیجئے"...... فرخندہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک سائیڈ پر ہٹ گئی۔

"اس طرح وقت ضائع ہو گا مس فرخندہ اور ملک و قوم کے مفادات کے لئے وقت کی قدر کی جاتی ہے"...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ یہ کوئی اتنی خاص بات نہیں ہے جتنی آپ نے سمجھ لی ہے"...... فرخندہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آپ بیٹھیں۔ میں لباس تبدیل کر لوں"...... فرخندہ نے واپس مڑتے ہوئے کہا تو صدیقی اندر آ گیا۔ وہ کرسی پر بیٹھ گیا تھا جبکہ فرخندہ ڈریسنگ روم میں چلی گئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئی تو وہ لباس تبدیل کر چکی تھی۔ اس نے سٹنگ روم میں آ کر فریج کھول کر اس میں سے جوس کا ایک ڈبہ نکال کر صدیقی کے سامنے رکھ دیا۔

"آپ جوس پئیں میں ابھی آتی ہوں"...... فرخندہ نے کہا اور



ایک دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئی تو اس کے کاندھے پر ایک بڑا لیڈیز بیگ لٹک رہا تھا۔ صدیقی نے اس دوران جوس ختم کر لیا تھا۔

"چلیں مس فرخندہ"...... صدیقی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں چلو"...... فرخندہ نے کہا اور پھر وہ دونوں فلیٹ سے باہر آ گئے۔ فرخندہ نے دروازہ لاک کیا اور چند لمحوں بعد وہ صدیقی کی کار میں بیٹھی ہوئی تھی۔ ظاہر ہے صدیقی ڈرائیونگ سیٹ پر تھا۔

"مس فرخندہ۔ آپ خاور کو کیا بات بتانا چاہتی ہیں"۔ صدیقی نے پوچھا۔

"سوری مسٹر صدیقی۔ میں یہ بات صرف خاور کو بتاؤں گی تاکہ اس کی ترقی ہو سکے اور وہ میرا ممنون رہے"...... فرخندہ نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ترقی۔ کیا مطلب۔ کیسی ترقی"...... صدیقی نے حیران ہو کر پوچھا۔

"مجھے معلوم ہے کہ آپ فورسٹارز کے رکن ہیں لیکن دراصل آپ کا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے اور خاور سے میں کئی بار مل چکی ہوں۔ خاور کے لئے میرے دل میں نرم گوشہ موجود ہے لیکن خاور بے حد کٹھور اور عورت بیزار آدمی ہے۔ ویسے تو یہ خاص بات شاید میں کسی کو نہ بتاتی لیکن پھر میں نے فیصلہ کیا کہ یہ خاص بات خاور کو بتا دی جائے۔ ظاہر ہے اگر وہ میری اس اطلاع کی بناء پر کوئی

بڑا کارنامہ سرانجام دیتا ہے تو وہ میرا ممنون تو رہے گا۔ پھر شاید اس کا رویہ مجھ سے ٹھیک ہو جائے''...... فرخندہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پہلی بار جب تم خاور کے فلیٹ پر گئی تھیں تو تمہیں کس نے ایڈریس بتایا تھا''...... صدیقی نے پوچھا۔

''میں نے تمہیں شاید پہلے بھی بتایا تھا کہ میں نے اپنی بہن لیلیٰ کے ذریعے ان کے نیٹ ورک کے مینجر کے ذریعے معلومات حاصل کی تھیں اور مجھے چار افراد کی تصویریں اور نام بتائے گئے تھے جن میں سے ایک خاور تھا۔ ایک تم تھے اور دو تمہارے دوسرے ساتھی لیکن ایڈریس صرف خاور کا تھا اس لئے میں خاور کے فلیٹ پر پہنچ گئی تھی۔ پھر خاور مجھے ہیڈکوارٹر لے گیا جہاں تم آ گئے اور پھر وہ تمہارا مسخرہ دوست عمران آ گیا''...... فرخندہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن پھر تم اچانک گریٹ لینڈ چلی گئی۔ کیوں''...... صدیقی نے پوچھا۔

''ہاں۔ مجھے وہاں بلوا لیا گیا تھا اس لئے مین وہاں چلی گئی تھی۔ وہاں ڈاکٹر اسٹیک سے ملاقاتیں ہوتی رہیں''...... فرخندہ نے جواب دیا۔

''کس نے بلوا لیا تھا تمہیں''...... صدیقی نے پوچھا۔

''تم یقین کرو کہ مجھے قطعی یاد نہیں ہے۔ مجھے یوں محسوس ہوتا



ہے جیسے میرے ذہن سے یہ ساری باتیں کھرچ دی گئی ہوں۔ بس کوئی کوئی بات یاد ہے''...... فرخندہ نے جواب دیا تو صدیقی نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے اسے فرخندہ کی بات پر مکمل یقین ہو کیونکہ وہ ڈاکٹر اسٹیک کی مہارت سن چکا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سپیشل ہسپتال پہنچ چکے تھے۔ پھر صدیقی نے فرخندہ کو ایک کمرے میں بٹھایا اور خود خاور سے فرخندہ کی ملاقات کا انتظام کرنے باہر چلا گیا۔ فرخندہ ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔

''خاور۔ اگر مجھ سے ناراض ہوا تو پھر''...... اچانک فرخندہ کو ایک خیال آیا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

''میں خواہ مخواہ کیوں اس کی ہمدردی میں پڑ گئی ہوں۔ مجھے واپس جانا چاہئے''...... فرخندہ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دروازے کی طرف قدم بڑھائے ہی تھے کہ دروازہ کھلا اور صدیقی اندر داخل ہوا۔

''آیئے مس فرخندہ۔ خاور آپ کی آمد کا سن کر بے حد خوش ہوا ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''اچھا۔ کیا واقعی۔ میں تو یہ سوچ کر واپس جا رہی تھی کہ وہ مجھ سے ناراض ہو گا''...... فرخندہ نے کہا۔

''ارے نہیں۔ خاور تو خوش ہوا ہے کہ آپ اس سے ملنے یہاں آئی ہیں۔ آیئے''...... صدیقی نے کہا اور پھر وہ فرخندہ کو ساتھ لئے ایک علیحدہ وارڈ کے کمرے میں داخل ہوا تو وہاں بیڈ پر خاور لیٹا ہوا

تھا۔

''بے حد شکریہ فرخندہ۔ تم نے یہاں آ کر مجھے احساس دلا دیا ہے کہ تم واقعی مجھے اہمیت دیتی ہو''...... خاور نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا تو فرخندہ بے اختیار ہنس پڑی۔

''شکر ہے تم نے نرم لہجے میں بات تو کی ورنہ تم تو اس طرح بولتے تھے جیسے کاٹ کھانے کو دوڑ رہے ہو''...... فرخندہ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ وہ تو بس دکھاوا ہوتا ہے''...... خاور نے جواب دیا تو فرخندہ بے اختیار ہنس پڑی۔

''اب تمہارا کیا حال ہے۔ تم تو میرے ساتھ ڈاکٹر اسٹیک سے ملنے گئے تھے پھر میں تو واپس آ گئی تھی تم یہاں ہسپتال کیسے پہنچ گئے۔ کیا ہوا تھا''...... فرخندہ نے کہا۔

''بس اچانک میں بے ہوش ہو گیا اور جب مجھے ہوش آیا تو میں یہاں ہسپتال میں تھا۔ اب میں ٹھیک ہوں۔ شاید آج ہی مجھے یہاں سے ڈسچارج کر دیا جائے''...... خاور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مسٹر صدیقی۔ کیا آپ کچھ دیر کے لئے ہمیں اکیلا چھوڑ دیں گے''...... اچانک فرخندہ نے صدیقی سے کہا۔

''ارے۔ ارے۔ وہ کیوں۔ بیٹھو صدیقی۔ یہ کیا بات ہوئی''۔ خاور نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو صدیقی بے اختیار



ہنس پڑا۔

''تم تو اس انداز میں بوکھلا گئے ہو جیسے اکیلے میں مس فرخندہ تمہیں کھا جائیں گی۔ وہ تمہاری خاطر یہاں تک آئی ہیں۔ میں باہر جا رہا ہوں۔ جب تم خصوصی باتوں سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے بلوا لینا''...... صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ فرخندہ یا خاور کچھ کہتے وہ اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر چلا گیا۔ اس نے باہر جاتے ہوئے اپنے عقب میں کمرے کا دروازہ بھی بند کر دیا تھا۔

''یہ تم نے کیا کیا ہے فرخندہ۔ یہ بری بات ہے''...... خاور نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''میں تمہارے فائدے کے لئے آئی ہوں۔ میں تو چاہتی ہوں کہ تمہیں تمہارے عہدے میں ترقی مل جائے اور تم مجھ سے ایسے ڈر رہے ہو جیسے میں بلی ہوں اور تم چوہے۔ نانسنس۔ اگر تمہارا یہی حال ہے تو ٹھیک ہے میں واپس چلی جاتی ہوں''...... فرخندہ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''تم مجھے اکیلے میں کیا بتانا چاہتی ہو۔ صدیقی نے مجھے بتایا تھا کہ تم ملک و قوم کے مفاد کے سلسلے میں کچھ بتانا چاہتی ہو۔ اگر ایسی بات ہے تو یہ باتیں صدیقی کے سامنے بھی تو ہو سکتی ہیں''...... خاور نے کہا۔

''نہیں۔ تم دونوں ایک ہی سروس سے متعلق ہو اور ایسے لوگوں

کے درمیان پیشہ وارانہ رقابت بھی موجود ہوتی ہے۔ صدیقی ان معلومات سے خود فائدہ اٹھا لیتا اور تم محروم رہ جاتے جبکہ میں چاہتی ہوں کہ تمہیں ترقی ملے''...... فرخندہ نے کہا۔

''فرخندہ۔ جو تم سوچ رہی ہو ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ہم سب ایک دوسرے کے ساتھی ہیں اور ایک کی کامیابی سب کی کامیابی ہوتی ہے اور پھر جہاں ملک و قوم کے مفاد کا مسئلہ ہو وہاں تو ہم سب ایک ہوتے ہیں''...... خاور نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

''اچھا ٹھیک ہے۔ اگر تم یہی چاہتے ہو تو مجھے کیا ضرورت ہے خواہ مخواہ دوسروں کو خود سے بدظن کرنے کی۔ لیکن ایک شرط ہو گی میری''...... فرخندہ نے کہا۔

''کیا''...... خاور نے چونک کر پوچھا۔

''تم مجھ سے سخت لہجے میں بات نہیں کرو گے۔ محبت بھرے لہجے میں بات کرو گے''...... فرخندہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''سوری۔ یہ محبت وغیرہ کا سلسلہ رہنے ہی دو تم۔ ہماری زندگیوں میں اس کا کوئی دخل نہیں ہے''...... خاور نے خشک لہجے میں کہا تو فرخندہ کا چہرہ یکلخت سرخ پڑ گیا۔

''تم میری توہین کر رہے ہو خاور''...... فرخندہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''آئی ایم سوری فرخندہ۔ میں سچ کہہ رہا ہوں اور میرا مقصد تمہاری توہین نہیں تھا''...... خاور نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔



''ٹھیک ہے۔ تم نے میری انا کو چیلنج کیا ہے۔ اب میں تمہیں سرنڈر کر کے دکھاؤں گی''...... فرخندہ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ خاور اسے اس انداز میں دیکھ رہا تھا جیسے وہ واپس جا رہی ہو لیکن دوسرے ہی لمحے وہ یہ دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا کہ فرخندہ نے دروازہ کھول کر باہر سر نکالا اور پھر صدیقی کو بلا کر وہ واپس آ گئی۔ چند لمحوں بعد صدیقی اندر داخل ہوا۔

''کیا ہوا۔ تم دونوں کے چہرے بتا رہے ہیں کہ تم دونوں کے درمیان لڑائی ہوئی ہے''...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''چھوڑو ان باتوں کو۔ یہ بتاؤ کہ یہاں دانش منزل نامی عمارت ہے''...... فرخندہ نے کہا تو صدیقی اور خاور دونوں اس طرح اچھل پڑے جیسے فرخندہ نے بات کرنے کی بجائے ان دونوں کے سروں پر بیک وقت بم مار دیئے ہوں۔

''کیا ہوا۔ یہ تمہاری حالت کیا ہو رہی ہے''...... فرخندہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ نام تم نے کہاں سے سنا ہے''...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ میرے خیال میں تمہاری سیکرٹ سروس کا اصل ہیڈکوارٹر ہے۔ بہرحال ایک آدمی گرے جو ایک تنظیم کراس ونگز کا چیف ہے اس نے اس عمارت میں داخل ہو کر وہاں سے ایک فائل اڑائی

ہے۔ اس فائل کا کوڈ نام ای جے ہے''...... فرخندہ نے کہا تو خاور اور صدیقی دونوں ایک دوسرے کو حیرت بھری نظروں سے دیکھنے لگے۔

''کیا بات ہے۔ کیا میں نے کوئی غلط بات کر دی ہے''۔ فرخندہ نے ان دونوں کے چہروں پر ابھر آنے والے تاثرات دیکھتے ہوئے چونک کر کہا۔

''نہیں۔ لیکن ہم اس لئے حیران ہو رہے ہیں کہ تم نے بات کرنے کی بجائے سسپنس پیدا کرنا شروع کر دیا ہے''...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا تو فرخندہ بے اختیار ہنس پڑی۔

''فرخندہ۔ جو کچھ کہنا ہے تفصیل سے کہہ دو۔ یہ پہیلیاں بجھوانے والا انداز ختم کر دو''...... خاور نے بھی سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ پہلے یہ ٹیپ سن لو''...... فرخندہ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کاندھے سے لٹکے ہوئے بڑے سے لیڈیز بیگ کو کاندھے سے اتار کر میز پر رکھا اور اس کی زپ کھول کر اس میں سے ایک جدید ساخت کا مائیکرو ٹیپ ریکارڈر نکال کر اس نے میز پر رکھا اور پھر بیگ میں سے ایک مائیکرو ٹیپ نکال کر اس نے اسے ٹیپ ریکارڈر میں ایڈجسٹ کر کے ریکارڈر کا بٹن آن کر دیا۔

''یہ کارسانہ کلب کے مینجر مائیک پراکٹر کی آواز ہے''...... ریکارڈ سے ایک آواز نکلتے ہی فرخندہ نے کہا۔



''یہ چیف باس یقیناً کسی بین الاقوامی تنظیم کا سپر باس ہو گا''۔ دوسری کرخت اور چیختی ہوئی آواز سنتے ہی فرخندہ نے ایک بار پھر تبصرہ کرتے ہوئے کہا اور صدیقی اور خاور دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر ٹیپ ختم ہونے تک تینوں ہی خاموش بیٹھے رہے۔ جب ٹیپ ختم ہو گئی تو فرخندہ نے ہاتھ بڑھا کر ریکارڈر کا بٹن آف کر دیا۔

''کیا یہ فائل مائیک پراکٹر تک پہنچا دی گئی ہے''...... صدیقی نے پوچھا۔

''ہاں۔ میں نے خود لوسیا کے ہاتھ میں یہ فائل دیکھی تھی۔ اس نے یہ فائل اپنے آفس کے عقبی کمرے کے سیف میں رکھ دی تھی''...... فرخندہ نے کہا۔

''میں جا رہا ہوں خاور۔ ہم نے سب سے پہلے یہ فائل حاصل کرنی ہے۔ پھر اس گرے اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں کام کریں گے''...... صدیقی نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

''مجھے ان کے بارے میں بھی علم ہے کہ وہ کہاں موجود ہیں''...... فرخندہ نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا تو صدیقی اور خاور دونوں ایک بار پھر چونک پڑے۔

''بتاؤ کہاں ہیں وہ''...... ان دونوں نے ہی بے چین سے لہجے میں پوچھا۔

''لوسیا نے میز کی دراز سے چابیوں کا ایک گچھا نکالا تھا جس

کے ساتھ ایک ٹوکن منسلک تھا اور اس ٹوکن پر تھری نمبر اور ایسٹاس کالونی کے الفاظ درج تھے۔ یقیناً گرے اور اس کے ساتھی اس کوٹھی میں موجود ہوں گے''...... فرخندہ نے کہا۔

''ٹھیک ہے شکریہ۔ تم خاور سے باتیں کرو میں آ رہا ہوں''۔ صدیقی نے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

''ارے سنو۔ میں بھی تمہارے ساتھ جاؤں گی''...... فرخندہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔تم بیٹھو۔ میں نے تمہارے ساتھ بہت سی باتیں کرنی ہیں''...... خاور نے اس بار قدرے لگاوٹ بھرے لہجے میں کہا تو فرخندہ جو اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف مڑ رہی تھی تیزی سے واپس پلٹی۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔ وہ اس طرح خاور کو دیکھ رہی تھی جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ خاور بھی اس لگاوٹ بھرے لہجے میں بات کر سکتا ہے۔

''یہ تمہارا لہجہ اچانک اس انداز میں کیوں بدل گیا ہے''۔ فرخندہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم نے واقعی حیرت انگیز کام دکھایا ہے۔ مجھے بے حد خوشی ہوئی ہے کہ تم اس قدر ذہین، معاملہ فہم اور بروقت فیصلہ کرنے والی ہو''...... خاور نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا تو فرخندہ کا چہرہ یکلخت پھول کی طرح کھل اٹھا۔

''تم۔تم مجھے پسند کرنے لگے ہو''...... فرخندہ نے انتہائی مسرت



بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ اچھے انسانوں کو ہر کوئی پسند کرتا ہے''...... خاور نے جواب دیا۔

''تم اپنی بات کرو خاور اور میں یہ بھی بتا دوں کہ تم مجھے بے حد پسند آئے ہو۔ بلکہ اب میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تمہارے ساتھ بطور فرینڈ مستقل طور پر رہنا شروع کر دوں۔ بہت لطف آئے گا۔ ہم دونوں مل کر زندگی کو بڑے بھرپور انداز میں انجوائے کریں گے''...... فرخندہ نے چہکتے ہوئے کہا۔

''یہ گریٹ لینڈ نہیں پاکیشیا ہے اور دوسری بات یہ کہ تم اور میں مسلمان ہیں اس لئے ایسا خیال بھی دل سے نکال دو''...... خاور کا لہجہ یکلخت سخت اور سرد ہو گیا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تم مجھ سے دوستی نہیں کرو گے''۔ فرخندہ نے یکلخت چونک کر کہا۔

''سوری۔ میں ایسی دوستی کا سرے سے قائل ہی نہیں ہوں۔ تمہاری مہربانی کہ تم میری تیمارداری کے لئے یہاں آ گئی ہو اور بس اس سے زیادہ کچھ نہیں''...... خاور کا لہجہ پہلے سے زیادہ درشت ہو گیا۔

''تم۔تم نے پہلے مجھ سے لگاوٹ بھرے لہجے میں بات کیوں کی تھی۔ بولو۔ بتاؤ کیوں کی تھی''...... فرخندہ نے تقریباً چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم صدیقی کے ساتھ جانا چاہتی تھیں جبکہ صدیقی تمہیں ساتھ نہیں لے جانا چاہتا تھا اس لئے تمہیں روکنا ضروری تھا۔ اب وہ جا چکا ہے اس لئے اگر تم جانا چاہو تو جا سکتی ہو'' ...... خاور نے انتہائی روکھے لہجے میں کہا۔

''تم۔ تم کٹھور، سنگ دل۔ تم مجھے کھلونا سمجھتے ہو۔ جب جی چاہا پیار سے بات کر لی اور جب جی چاہا جھڑک دیا۔ تم سمجھتے کیا ہو اپنے آپ کو۔ نانسنس۔ میرا واقعی دماغ خراب تھا کہ تمہیں یہ سب کچھ بتانے آ گئی تھی۔ نانسنس'' ...... فرخندہ نے غراتے ہوئے اور چیختے ہوئے کہا اور میز سے ٹیپ ریکارڈ اٹھا کر اس نے بیگ میں ڈالا اور پھر بیگ اٹھائے وہ شعلہ بار نظروں سے خاور کو دیکھتی ہوئی بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو رہا تھا۔

''خواہ مخواہ گلے ہی پڑ گئی ہے'' ...... خاور نے مٹھی میں موجود مائیکرو ٹیپ اپنے سرہانے کے نیچے چھپا کر رکھتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔ اس نے فرخندہ کو احساس دلائے بغیر یہ ٹیپ ریکارڈر سے نکال لی تھی اور فرخندہ کو اس کا احساس بھی نہ ہو سکا تھا۔



بلیک زیرو کا شعور جاگا تو وہ بے اختیار اچھل کر بیٹھ گیا۔ وہ اس وقت خصوصی لیبارٹری کے فرش پر موجود تھا۔ اسے یاد آ گیا کہ وہ کرسی پر بیٹھ رہا تھا کہ یکلخت اس کا ذہن تاریک پڑ گیا تھا اور وہ کرسی سے نیچے جا گرا تھا۔ اس نے اردگرد دیکھا تو وہ کمرے میں اکیلا موجود تھا۔ کمرے کا دروازہ بھی اسی طرح غائب تھا۔ اس کی جگہ دیوار موجود تھی۔ اس کے ساتھ ہی اس کی نظریں دیوار پر موجود کلاک پر پڑیں تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ اسے یاد تھا کہ وہ جب کمرے میں داخل ہوا تھا تو اس کی نظریں سامنے دیوار پر موجود کلاک پر پڑیں تھیں اور اب اس لحاظ سے ایک گھنٹہ گزر چکا تھا۔

''میں ایک گھنٹہ بے ہوش پڑا رہا۔ ویری بیڈ۔ نجانے حملہ آوروں نے کیا کیا ہو گا'' ...... بلیک زیرو نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا اور دوڑتا ہوا اس طرف بڑھا جہاں دیوار میں دروازہ

تھا۔ اس نے اپنا بایاں ہاتھ دیوار پر ایک جگہ رکھ کر اسے دبایا تو سرر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار سائیڈ پر ہٹ گئی اور دروازہ نمودار ہو گیا تو بلیک زیرو تیزی سے دروازے کو پار کر کے آپریشن روم میں آ گیا۔ اس کے ساتھ ہی عقبی دیوار سرر کی آواز کے ساتھ ہی خود بخود برابر ہو گئی۔ بلیک زیرو نے آپریشن روم کو ایک نظر دیکھا تو سب کچھ ویسے ہی تھا لیکن اچانک اس کی نظر اس دروازے پر پڑی جو ریکارڈ روم کی طرف جاتا تھا۔ اس کے اوپر ایک بلب جل رہا تھا اور بلیک زیرو بلب کو جلتے دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کا مطلب تھا کہ کوئی ریکارڈ روم میں داخل ہوا ہے جس کی وجہ سے یہ بلب جل اٹھا تھا لیکن واپس جاتے ہوئے اس نے بلب آف نہیں کیا یا اندر داخل ہونے والا ابھی تک اندر موجود ہے۔ وہ تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازہ بند تھا۔ اس نے دھکیل کر دروازے کو کھولا اور دروازے سے ہوتا ہوا ہال میں داخل ہو گیا جہاں دیواروں کے ساتھ بڑی بڑی الماریاں موجود تھیں جن پر نمبر اور حرف لکھے ہوئے تھے۔ وہ ایک الماری کے پٹ کھلے دیکھ کر چونک پڑا۔ دوسرے لمحے وہ تیزی سے اس الماری کی طرف بڑھ گیا۔ الماری میں فائلیں موجود تھیں لیکن تمام فائلیں اس انداز میں پڑی تھیں جیسے انہیں اٹھا کر چیک کر کے لاپرواہی سے واپس رکھ دیا گیا ہو۔ اس نے الماری کے سب سے اوپر والے خانے کی چھت پر ہاتھ پھیرا تو ٹوں ٹوں کے ساتھ ہی سامنے الماری کی دیوار پر



ایک نمبر تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ بلیک زیرو نے غور سے اس نمبر کو دیکھا اور پھر سب سے نچلے خانے میں موجود فائلوں کو چیک کرنے لگا۔

''ای جے فائل غائب ہے''...... بلیک زیرو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے باقی فائلیں ترتیب سے رکھیں اور اس خانے کے اندر ہاتھ ڈال کر اس نے اس کی چھت پر ہاتھ پھیرا تو ٹوں ٹوں کی آواز کے ساتھ ہی خانے کے سامنے والی دیوار پر ایک نمبر تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ بلیک زیرو غور سے اس نمبر کو کچھ دیر تک دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے دوبارہ چھت پر ہاتھ پھیرا تو ٹوں ٹوں کی آواز کے ساتھ ہی نظر آنے والے نمبر آف ہو گئے۔ پھر اس نے الماری کے اوپر والے خانے کی چھت پر ہاتھ پھیرا تو اس دیوار کی چھت پر نظر آنے والا نمبر بھی آف ہو گیا۔ پھر اس نے الماری کے پٹ بند کئے اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا واپس آپریشن روم میں آ گیا۔ اس نے سائیڈ پر موجود ایک بٹن پریس کر کے ریکارڈ روم کے دروازے پر جلنے والا بلب بھی آف کر دیا۔

دانش منزل کا مکمل راؤنڈ لگانے کے بعد وہ واپس آپریشن روم میں آیا اور پھر ایک سائیڈ پر موجود دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے خصوصی انداز میں سائیڈ دیوار کا ایک ابھرا ہوا پتھر دبایا اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا

جس میں دو بڑی بڑی مشینیں موجود تھیں۔ بلیک زیرو نے ایک
مشین کے قریب جا کر اس کے بٹن پریس کئے تو مشین پر موجود
سکرین روشن ہو گئی اور پھر ایک جھماکے کے ساتھ ہی اس پر دانش
منزل کے پھاٹک کا منظر ابھر آیا جس کے چھوٹے پھاٹک کی درز
میں سے سرخ رنگ کا دھواں نکلتا نظر آ رہا تھا۔

پھر پھاٹک کھل گیا اور یکے بعد دیگرے دو غیر ملکی اندر داخل
ہوئے اور پیچھے آنے والے نے چھوٹا پھاٹک بند کر دیا۔ آگے
والے غیر ملکی کے ہاتھ میں ایک ریموٹ کنٹرول نما آلہ تھا جو اس
نے سامنے کے رخ پر کیا ہوا تھا اور وہ دونوں بڑے چوکنے اور محتاط
انداز میں آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ صحن کراس کر کے وہ
برآمدے میں پہنچے اور پھر سیدھے آپریشن روم میں داخل ہو گئے۔
اس کے ساتھ ہی سکرین پر جھماکہ ہوا اور اس پر آپریشن روم کا
اندرونی منظر نظر آنے لگا۔ غیر ملکی آدمی اسی طرح آلہ اٹھائے آگے
بڑھا چلا جا رہا تھا جبکہ دوسرا آدمی اس کے پیچھے تھا۔ ان کو دیکھ کر
یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اس آلے پر نظر آنے والے کسی
اشارے کی پیروی کر رہے ہوں اور پھر وہ ریکارڈ روم میں داخل
ہوئے اور سیدھے اس الماری کی طرف بڑھ گئے جسے ابھی بلیک
زیرو بند کر کے آیا تھا۔

ایک غیر ملکی نے الماری کھولی اور پھر سب سے نچلے خانے سے
فائلیں اٹھا کر انہیں چیک کرنے لگا۔ پھر اس کا چہرہ ایک فائل کو



دیکھتے ہی بے اختیار کھل اٹھا۔ اس نے فائل کھول کر اسے سرسری
انداز میں دیکھا اور پھر فائل بند کر کے اس نے اسے کوٹ کی
اندرونی جیب میں رکھا اور واپس مڑ گیا۔ پھر وہ جس طرح آئے
تھے اسی طرح واپس پھاٹک سے باہر چلے گئے اور اس کے ساتھ ہی
سکرین آف ہو گئی تو بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے
مشین آف کر دی۔ اب یہ کنفرم ہو چکا تھا کہ یہ غیر ملکی دانش منزل
میں داخل ہو کر وہاں سے ای جے فارمولے کی فائل لے گئے ہیں
اور اس دوران بلیک زیرو سپیشل مشین روم میں بے ہوش پڑا رہا۔

بلیک زیرو اٹھا اور اس نے دوسری مشین پر موجود کور ہٹایا اور اس
کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ کر اس نے مشین کو آپریٹ کرنا
شروع کر دیا۔ دانش منزل کے ریکارڈ روم میں جو فائل بھی رکھی
جاتی تھی اس کے کور کے اندرونی طرف ایک خصوصی مائیکرو چپ لگا
دی جاتی تھی۔ یہ چھوٹی سی چپ عام حالات میں نظر بھی نہ آتی تھی
لیکن اس چپ کی وجہ سے اس فائل کو پورے ملک میں اس مشین
کے ذریعے ٹریس کیا جا سکتا تھا اور ہر چپ کے خصوصی نمبرز تھے جو
بلیک زیرو نے الماری کی دیوار پر چیک کئے تھے۔ اس مشین میں وہ
نمبرز فیڈ تھے۔ اس نے مشین کا بٹن آن کر دیا۔ اب اس کی نظریں
سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ چند لمحوں بعد سکرین ایک جھماکے سے
روشن ہو گئی۔ اس پر دارالحکومت کا نقشہ موجود تھا اور ایک جگہ سرخ
رنگ کا نقطہ تیزی سے جل بجھ رہا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ اس نمبر

کی چپ والی فائل اس جگہ موجود تھی۔ بلیک زیرو نے جھک کر غور سے اس جگہ کو دیکھا جہاں نقطہ جل بجھ رہا تھا۔

''کارسانہ کلب''...... بلیک زیرو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے مشین آف کر دی اور اٹھ کھڑا ہوا۔ ایک لمحے کے لئے اسے خیال آیا کہ وہ ٹائیگر کو ٹرانسمیٹر پر کال کر کے فائل کے حصول کے لئے کہہ دے یا پھر جوزف کو بھجوا دے لیکن پھر اس نے دونوں خیال مسترد کر دیئے۔ اسے معلوم تھا کہ عمران تک یہ رپورٹ بہرحال پہنچ جائے گی اور اس کے بعد شاید اسے گولی ہی مار دی جائے اس لئے اس نے خود جانے کا فیصلہ کیا۔ پھر میک اپ کر کے اور لباس تبدیل کر کے اس نے ایک الماری سے مشین پسٹل نکال کر جیب میں ڈالا اور فون کو ٹیپ پر لگا کر اور دانش منزل کا خودکار حفاظتی نظام آن کر کے وہ عقبی دروازے سے باہر آ گیا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے کارسانہ کلب کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اچانک اسے خیال آیا کہ جب یہ واردات ہوئی اس وقت دانش منزل کا حفاظتی نظام آن تھا لیکن اس کے باوجود یہ غیر ملکی اندر کیسے داخل ہو گئے۔ اس کا مطلب تھا کہ انہوں نے دانش منزل میں کوئی ایسی مشینری فائر کی تھی جس نے اس قدر جدید اور سخت خصوصی نظام کو بھی یکسر فیل کر دیا تھا۔ اس نے دل ہی دل میں فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ واپس جا کر اس مشینری کو بھی تلاش کرے گا۔ فی الحال تو اسے فائل واپس حاصل کرنی تھی



کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جس دیدہ دلیری سے ان لوگوں نے دانش منزل میں داخل ہو کر فائل اڑائی ہے یہ لوگ اتنے باوسائل بہرحال ضرور ہوں گے کہ وہ اسے فوری طور پر ملک سے باہر نکال دیں۔ کارسانہ کلب اس نے دیکھا ہوا تھا اس لئے جلد ہی اس کی کار کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہو کر مڑی اور پھر پارکنگ میں جا کر اس نے کار روک دی۔

بلیک زیرو نے اپنے چہرے پر گریٹ لینڈ کے افراد کا میک اپ کر رکھا تھا کیونکہ جو دو غیر ملکی دانش منزل سے فائل اڑا کر لے گئے تھے ان کے چہرے وہ مشین کی سکرین پر دیکھ چکا تھا اور وہ دونوں ہی گریٹ لینڈ نژاد تھے۔ اس نے کار پارکنگ میں روکی اور نیچے اتر کر اس نے کار لاک کی۔ اسی لمحے پارکنگ بوائے نے کارڈ اس کی طرف بڑھایا تو بلیک زیرو کو اسے دیکھ کر ایک خیال آیا کہ اس سے جنرل مینجر کے آفس کا کوئی عقبی راستہ معلوم کر لے لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا۔ اسے معلوم تھا کہ زیادہ دیر ہو گئی یا وہ کسی الجھن میں پڑ گیا تو فائل یہاں سے غائب بھی ہو سکتی تھی اور پھر اسے ایک بار پھر اسے ٹریس کرنا پڑے گا اس لئے اس نے لمبے چکر میں پڑنے کا ارادہ ترک کر دیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ مشین سے اسے یہ تو معلوم ہو گیا تھا کہ فائل کارسانہ کلب کے ایریئے میں ہے لیکن کہاں ہے اس بارے میں اسے علم نہ تھا لیکن جتنی بڑی واردات تھی اس سے یہ

ظاہر ہوتا تھا کہ یہ کسی عام سے آدمی کا کام نہیں ہے۔ لامحالہ اس
واردات کا سرغنہ جنرل مینجر ہی ہو سکتا تھا۔ مین گیٹ کھول کر وہ ہال
میں داخل ہوا تو اندرونی ماحول دیکھ کر وہ حیران رہ گیا۔ یوں لگتا تھا
جیسے دروازہ کھولتے ہی وہ پاکیشیا سے گریٹ لینڈ پہنچ گیا ہو۔ کاؤنٹر
پر دو خوبصورت لڑکیاں موجود تھیں۔

''یس سر''...... بلیک زیرو کے قریب جانے پر ایک لڑکی نے
مخصوص انداز میں مسکرا کر کہا۔

''کلب کا انچارج کون ہے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''جی مالک اور جنرل مینجر مائیک پراکٹر ہیں''...... لڑکی نے
قدرے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔ شاید اسے اس سوال کی
وجہ تسمیہ سمجھ نہ آئی تھی۔

''میرا نام وکٹر ہاگر ہے اور میں لارڈ الیسا کا پرسنل سیکرٹری
ہوں۔ لارڈ صاحب نے اس کلب کی بڑی تعریف سنی ہے۔ انہوں
نے مجھے بھیجا ہے تاکہ میں ان کے یہاں آنے اور رہنے کے
بارے میں یہاں کے چیف سے بات کرسکوں''...... بلیک زیرو نے
کہا۔

''آپ جنرل مینجر صاحب سے مل لیں۔ وہ آفس میں موجود
ہیں''...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ شاید لارڈ کا نام سن کر
ہی مرعوب ہوگئی تھی۔

''آپ ان سے اجازت تو لے لیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ میرے



اچانک جانے پر ناراض ہو جائیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''آپ کی ملاقات پہلے ان کی پرسنل سیکرٹری مس لوسیا سے ہو
گی۔ وہی چیف سے آپ کی ملاقات کے سلسلے میں بات چیت
کرے گی''...... لڑکی نے جواب دیا۔

''کہاں ہے ان کا آفس''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''ادھر سائیڈ میں۔ راہداری کے آخر میں۔ دربان موجود ہو گا
وہاں''...... لڑکی نے ہاتھ کے اشارے سے کہا تو بلیک زیرو نے اس
کا شکریہ ادا کیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا راہداری میں داخل ہوگیا۔
راہداری کے آخری حصے میں ایک بند دروازے کے سامنے باوردی
دربان موجود تھا۔ بلیک زیرو کے قریب پہنچنے پر اس نے سلام کیا اور
پھر ہاتھ سے دروازہ کھول دیا۔ بلیک زیرو اندر داخل ہوا تو سامنے
ہی ایک میز کے پیچھے ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی بیٹھی ہوئی
تھی۔ اس کے جسم پر سکرٹ تھا اور وہ فون پر بات کر رہی تھی۔ اس
نے بات کرتے ہوئے بلیک زیرو کو بیٹھنے کا اشارہ کیا تو بلیک زیرو
کرسی پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد اس نے رسیور رکھ دیا۔

''یس سر۔ فرمایئے سر۔ میرا نام لوسیا ہے''...... لڑکی نے بڑے
مؤدبانہ لہجے میں کہا تو بلیک زیرو نے اسے بھی وہی کہانی سنا دی جو
وہ پہلے کاؤنٹر گرل کو سنا چکا تھا۔ لڑکی نے بات سن کر اثبات میں سر
ہلایا اور سامنے موجود آفس فون سیٹ کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

''یس''...... ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

''لوسیا بول رہی ہوں باس''...... لوسیا نے کہا اور پھر وہی بات دوہرا دی جو بلیک زیرو نے اس سے کی تھی۔

''لارڈ السیا۔ اوہ۔ اوہ۔ وہ تو گریٹ لینڈ کے اصل کنگ ہیں۔ ان کے پرسنل سیکرٹری کو فوراً بھجوائیں۔ یہ تو ہمارے لئے اعزاز ہے کہ لارڈ صاحب یہاں خود تشریف لانا چاہتے ہیں''...... مائیک پراکٹر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو لوسیا نے اوکے کہہ کر فون آف کر دیا۔

''آیئے سر۔ میں آپ کو باس تک چھوڑ آؤں''...... لوسیا نے انتہائی مرعوب ہو جانے والے لہجے میں کہااور اٹھ کھڑی ہوئی۔ پھر وہ بلیک زیرو کو ساتھ لئے ایک سائیڈ پر موجود ایک چھوٹی سی راہداری سے گزر کر ایک بند دروازے کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔

''تشریف لے جائیں سر''...... لوسیا نے کہا تو بلیک زیرو نے دروازہ کو دھکیلا تو دروازہ کھلتا چلا گیا اور اس کے کھلنے کے انداز سے ہی بلیک زیرو سمجھ گیا کہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔ یہ ایک خاصا بڑا وسیع کمرہ تھا جس میں مہاگنی کی بڑی آفس ٹیبل کے پیچھے اونچی پشت کی ریوالونگ چیئر پر ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا گریٹ لینڈ نژاد آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ چوڑا لیکن آنکھیں چہرے کی مناسبت سے خاصی چھوٹی تھیں جن میں سانپ کی آنکھوں جیسی تیز چمک تھی۔ اس نے ڈارک براؤن کلر کا سوٹ پہنا ہوا تھا اور سرخ رنگ کی ٹائی باندھی ہوئی تھی۔ بظاہر وہ ایک بارعب سا آدمی دکھائی



دے رہا تھا لیکن بلیک زیرو اسے دیکھتے ہی سمجھ گیا تھا کہ یہ آدمی حد درجہ عیار، شیطانی ذہن کا مالک، انتہائی خودغرض اور موقع پرست آدمی ہے۔ یہ اپنے معمولی سے مفاد کے لئے دوسروں کی زندگیوں سے بھی کھیل سکتا ہے۔

''میرا نام وکٹر ہاگر ہے''...... بلیک زیرو نے دروازہ بند کر کے اسے باقاعدہ لاک کرتے ہوئے کہا۔ مائیک پراکٹر اسے دروازہ لاک کرتے دیکھ کر چونک پڑا تھا۔

''جی۔ لیکن آپ نے دروازہ کیوں لاک کیا ہے''...... مائیک پراکٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''لارڈ صاحب کے سلسلے میں چند ایسی باتیں کرنی ہیں جنہیں آؤٹ نہیں ہونا چاہئے اور نہ ہی ڈسٹربنس ہونی چاہئے''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''اوہ اچھا۔ میرا نام مائیک پراکٹر ہے اور میں کلب کا مالک اور جنرل مینجر ہوں''...... مائیک پراکٹر نے اس بار قدرے مسکراتے ہوئے کہا اور میز کی سائیڈ سے نکل کر اس نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا اور پھر بڑے گرمجوشانہ انداز میں مصافحہ کر کے اس نے بلیک زیرو کو بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی کی بجائے وہیں صوفے پر ہی بیٹھ گیا۔

''میرے لئے تو یہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ لارڈ صاحب یہاں تشریف لانا چاہتے ہیں۔ آپ بتائیں کہ ہم ان کی کیا خدمت کر

سکتے ہیں''...... مائیک پراکٹر نے بڑے مرعوبانہ لہجے میں کہا۔

''فی الحال تو آپ ای جے فائل مجھے دے دیں۔ باقی باتیں بعد میں ہوں گی''...... بلیک زیرو نے کہا تو مائیک پراکٹر اس طرح اچھل پڑا جیسے اچانک اس کا پیر کسی بارودی سرنگ پر آ گیا ہو۔

''کیا۔ کیا کہہ رہ ہو۔ کون سی فائل''...... مائیک پراکٹر نے انتہائی گڑبڑائے ہوئے لہجے میں کہا لیکن اس کا ردعمل دیکھ کر ہی بلیک زیرو سمجھ گیا کہ اسے فائل کے بارے میں پوری طرح علم ہے۔

''ای جے فائل''...... بلیک زیرو نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

''یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ سوری۔ آپ جا سکتے ہیں۔ میرے پاس مزید وقت نہیں ہے''...... مائیک پراکٹر کا لہجہ بدل گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''تو آپ انکار کر رہے ہیں حالانکہ لارڈ صاحب نے کہا تھا کہ آپ انکار نہیں کریں گے''...... بلیک زیرو نے بھی اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

''پلیز آپ تشریف لے جائیں۔ فوراً اور اسی وقت ورنہ''۔ اس بار مائیک پراکٹر کا لہجہ خاصا بدلا ہوا تھا لیکن جیسے ہی اس کا فقرہ ختم ہوا بلیک زیرو کا بازو گھوما اور اس کے ساتھ ہی مائیک پراکٹر چیختا ہوا اچھل کر پہلو کے بل میز پر گرا اور پھر پلٹ کر نیچے گرا ہی تھا کہ بلیک زیرو نے بجلی کی سی تیزی سے اس کی گردن پر پیر رکھا اور اس



کے ساتھ ہی پیر کو موڑ دیا۔ اس نے عمران سے سیکھے ہوئے اس طریقے پر عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ مائیک پراکٹر کے حلق سے خرخراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں۔

''بولو۔ کہاں ہے فائل۔ بولو''...... بلیک زیرو نے پیر کو ذرا سا پیچھے کی طرف موڑتے ہوئے کہا۔ مائیک پراکٹر بار بار ہاتھ اٹھا کر بلیک زیرو کی ٹانگ پکڑنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اس کے دونوں ہاتھ بس معمولی سی حد تک اٹھتے اور پھر نیچے گر جاتے۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بگڑ سا گیا تھا۔

''وہ۔ وہ لوسیا۔ لوسیا کے پاس ہے۔ لوسیا کے پاس''...... مائیک پراکٹر نے رک رک کر اور خرخراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''لوسیا تمہاری سیکرٹری کے پاس۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس قدر اہم فائل تم اسے دے دو۔ سچ بتاؤ ورنہ''...... بلیک زیرو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پیر کو موڑ دیا۔

''م۔ م۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ یہی تو اس کی حفاظت تھی کہ کسی کو معلوم بھی ہو جائے تو کوئی یقین ہی نہ کرے''...... مائیک پراکٹر نے رک رک کر کہا تو بلیک زیرو نے اس کی گردن سے پیر ہٹایا اور دوسرے لمحے جھک کر اس نے اسے گردن سے پکڑ کر ایک زور دار جھٹکے سے اٹھا کر صوفے پر ڈال دیا۔ اس کا چہرہ ابھی تک بگڑا ہوا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھ اپنی گردن مسلنے کے لئے اٹھائے لیکن ابھی اس کے ہاتھ پوری طرح حرکت نہ کر رہے تھے۔ بلیک

زیرو نے جبراً اس کا کوٹ اس کی پشت پر آدھے سے زیادہ نیچے کر دیا۔ مائیک پراکٹر اب مکمل طور پر بے بس کر دیا گیا تھا۔

''تم۔ تم کون ہو اور یہ سب کیا کر رہے ہو''...... مائیک پراکٹر نے اس بار قدرے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''سنو۔ میں نہیں چاہتا کہ تمہیں ہلاک کر دوں ورنہ میرے لئے تمہارے دل میں گولیاں اتارنا مشکل نہیں ہے۔ مجھے صرف وہ فائل چاہئے۔ میں تمہاری بات لوسیا سے کرا دیتا ہوں۔ اسے کہو کہ فائل لے کر یہاں آ جائے''...... بلیک زیرو نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر اس کے سینے پر رکھتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''مم۔ مم۔ مجھے مت مارو۔ فائل لے جاؤ۔ مجھے مت مارو''۔ مائیک پراکٹر نے اس بار ہکلاتے ہوئے کہا۔

''بولو۔ کیا نمبر ہے لوسیا کا۔ بولو۔ اور سنو۔ اسے کوئی اشارہ نہ کرنا ورنہ تم پلک جھپکنے میں ہلاک کر دیئے جاؤ گے اور پھر تمہاری لاش گٹڑ کے کیڑے کھائیں گے''...... بلیک زیرو نے اور زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

''گیارہ نمبر پریس کر دو۔ میں بلاتا ہوں اسے''...... مائیک نے مزید خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''اسے کہنا فائل لے کر آئے''...... بلیک زیرو نے کہا تو مائیک پراکٹر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ بلیک زیرو نے میز پر پڑے ہوئے فون سیٹ کو اٹھا کر قریب رکھا اور پھر رسیور اٹھا کر نمبر پریس کر



دیئے اور آخر میں لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر کے اس نے رسیور مائیک پراکٹر کے کان سے لگا دیا۔

''یس باس''...... چند لمحوں بعد لوسیا کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''لوسیا۔ وہ ای جے والی فائل جو میں نے تمہیں سیف میں رکھنے کے لئے دی تھی وہ لے کر میرے آفس میں آؤ۔ جلدی''۔ مائیک پراکٹر نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو بلیک زیرو نے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کیا اور پھر رسیور رکھ کر وہ تیزی سے مڑا اور اس نے دروازے کا لاک کھول دیا لیکن اس کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل کا رخ ابھی تک مائیک پراکٹر کی طرف ہی تھا۔ البتہ وہ خود وہیں دروازے کے پاس ہی کھڑا رہا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور لوسیا اندر داخل ہوئی۔ بلیک زیرو دروازے کے پٹ کے پیچھے موجود تھا۔

''ب۔ ب۔ باس یہ۔ یہ کیا''...... لوسیا نے اندر داخل ہو کر حیرت سے اچھلتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے اس نے مائیک پراکٹر کو جس پوزیشن میں دیکھا تھا۔ وہ اسے حیرت زدہ کرنے کے لئے کافی تھا۔ عقب میں بلیک زیرو نے دروازہ بند کر دیا تھا۔ دروازہ بند ہونے کی آواز سن کر وہ تیزی سے بلیک زیرو کی طرف مڑی ہی تھی کہ بلیک زیرو کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس کے ساتھ ہی لوسیا چیختی ہوئی اچھل کر سامنے موجود صوفے سے ٹکرا کر پلٹ کر نیچے

قالین پر گر گئی۔ اس کے ہاتھ میں فائل تھی جو گرنے کی وجہ سے اس کے ہاتھ سے نکل کر ایک طرف جا گری تھی۔ بلیک زیرو اس فائل پر جھپٹا۔ اس نے جھک کر فائل اٹھانی چاہی تھی کہ یکلخت اس کی کنپٹی پر جیسے قیامت ٹوٹ پڑی اور وہ الٹ کر پہلو کے بل گرا ہی تھا کہ اس کے سینے پر ایک اور ضرب لگی لیکن اب وہ یہ دیکھ چکا تھا کہ ضربیں مائیک پراکٹر لگا رہا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ ابھی تک جکڑے ہوئے تھے لیکن دونوں ٹانگیں آزاد تھیں اور وہ اچھل اچھل کر اسے ضربیں لگانے میں مصروف تھا لیکن اب بلیک زیرو سنبھل گیا تھا۔ چنانچہ اس نے ایک چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے جس طرح بند سپرنگ کھلتا ہے اس طرح وہ یکلخت اچھلا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ سے نکل کر قالین پر گر جانے والا مشین پسٹل اٹھا کر سیدھی ہوتی ہوئی لوسیا چیختی ہوئی اچھل کر ایک طرف جا گری۔ بلیک زیرو اچھل کر اس سے ٹکرایا تھا اور مشین پسٹل اس کے ہاتھ سے نکل کر ایک بار پھر قالین پر گر گیا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ مائیک اور لوسیا سنبھلتے بلیک زیرو نے پلک جھپکنے میں مشین پسٹل جھپٹا اور دوسرے لمحے ریٹ ریٹ کی آواز کے ساتھ ہی لوسیا جو ایک بار پھر اٹھ کر کھڑی ہو چکی تھی چیختی ہوئی اچھل کر پشت کے بل گری۔ اس کے ساتھ ہی بلیک زیرو کا جسم بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور میز کی سائیڈ کی طرف جاتا ہوا مائیک پراکٹر چیختا ہوا میز اور دیوار کے درمیان جا گرا۔ پھر اس نے سیدھا ہو کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس



سے پہلے کہ وہ اٹھتا بلیک زیرو نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پسٹل کا ٹریگر دبا دیا اور ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی گولیاں مائیک پراکٹر کے سینے میں گھستی چلی گئیں اور وہ چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ اس کی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں۔

بلیک زیرو تیزی سے فائل کی طرف بڑھا اور ایک بار پھر فائل پر جھپٹا اور اسے اٹھا کر اس نے اسے کھول کر سرسری طور پر دیکھا تو اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ فائل وہی تھی جو دانش منزل سے اڑائی گئی تھی۔ اس نے وہ مخصوص چپ بھی چیک کر لی تھی جس کے ذریعے یہ فائل ٹریس ہوئی تھی۔ اس نے فائل موڑ کر اسے جیب میں ڈالا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ گو اس کا خیال یہی تھا کہ فائل ملنے کے بعد وہ لوسیا کو بے ہوش کر دے گا اور پھر اس مائیک پراکٹر سے سارے حالات معلوم کرے گا لیکن چونکہ حالات یکلخت بدل گئے تھے اس لئے اس نے فی الحال فائل واپس لے جانے پر ہی اکتفاء کیا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے دانش منزل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ دانش منزل کے عقبی طرف جا کر اس نے مخصوص جگہ پر کار روکی اور نیچے اتر کر مخصوص گیٹ کھول کر وہ جیسے ہی اندر داخل ہوا تو وہ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ عقبی دروازہ پہلے ہی کھولا گیا تھا۔ اس نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور بڑے محتاط اور چوکنا انداز میں آگے بڑھنے لگا

لیکن جب وہ آپریشن روم میں پہنچا تو بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ وہاں عمران اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔

"آؤ۔ آؤ۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا"...... عمران نے بلیک زیرو کو دیکھ کر قدرے سرد لہجے میں کہا تو بلیک زیرو نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ عمران کی اس طرح یہاں آمد اور اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ اسے کسی پراسرار طریقے سے سب کچھ معلوم ہو چکا ہے۔

"میں میک اپ واش کر کے آتا ہوں"...... بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر وہ واش روم کی طرف بڑھ گیا۔ میک اپ صاف کرتے ہوئے اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ سب کچھ سچ سچ عمران کو بتا دے گا۔ اس کے بعد عمران جو فیصلہ بھی کرے گا اسے منظور ہو گا کیونکہ اس کے خیال کے مطابق یہ سب کچھ جس انداز میں ہوا تھا اس میں بہرحال اس کا وانستہ کوئی قصور نہ تھا۔ یہ فیصلہ کرتے ہی وہ مطمئن ہو گیا تھا۔



صدیقی تیزی سے کار چلاتا ہوا سپیشل ہسپتال سے سیدھا کارسانہ کلب کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ فرخندہ کی باتیں اور ٹیپ سننے کے بعد اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اڑ کر کارسانہ کلب پہنچ جائے۔ گو راستے میں اسے خیال آیا کہ وہ پہلے دانش منزل فون کر کے وہاں سے معلوم کر لے کہ کیا واقعی دانش منزل سے کوئی فائل اڑائی بھی گئی ہے یا نہیں لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا۔ اس نے سوچا کہ وہ پہلے اس فائل پر قبضہ کر لے پھر چیف سے بھی بات کر لے گا۔ بہرحال فائل اس کے نقطہ نظر سے زیادہ اہمیت کی حامل تھا۔

تقریباً ایک گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد جب صدیقی کی کار کارسانہ کلب کے سامنے پہنچی تو وہاں پولیس کی دو ایمبولینس کاروں کو دیکھ کر وہ حیران رہ گیا۔ اس نے تیزی سے کار کمپاؤنڈ گیٹ میں

موڑی اور پھر وہ اسے پارکنگ کی طرف لے گیا۔ پارکنگ سے کاریں ایک ایک کر کے یوں تیزی سے نکلتی جا رہی تھیں جیسے ان پر ابھی کوئی قیامت ٹوٹنے والی ہو۔ صدیقی نے کار ایک سائیڈ پر کر کے روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ ابھی کار کو لاک ہی کر رہا تھا کہ ایک نوجوان اس کے قریب آ گیا۔

''جناب۔ کلب تو بند کر دیا گیا ہے''...... نوجوان نے قریب آ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ کیوں۔ کیا ہوا ہے یہاں''...... صدیقی نے چونک کر پوچھا۔

''کلب کے مالک اور جنرل منیجر جناب مائیک پراکٹر اور ان کی پرسنل سیکرٹری لوسیا کو جنرل منیجر کے آفس میں گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے''...... نوجوان نے جو کہ کئی پارکنگ بوائز میں سے ایک تھا، مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ کب ہوا ہے یہ واقعہ اور کس نے کیا ہے''...... صدیقی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''جناب ایک گھنٹہ قبل عملے کو ان دونوں کی ہلاکت کا پتہ چلا اور پھر پولیس کو کال کیا گیا۔ پولیس نے کلب کے اندر موجود افراد کو روکے رکھا۔ اب انہیں واپس جانے کی اجازت ملی ہے اور قاتل یا قاتلوں کا علم نہیں ہو سکا''...... پارکنگ بوائے نے جواب دیا۔

''پھر بھی کچھ تو معلوم ہوا ہی ہو گا''...... صدیقی نے کہا۔



''یہ بتایا جا رہا ہے جناب کہ آخری بار گریٹ لینڈ کے کسی لارڈ کا پرسنل سیکرٹری جنرل منیجر سے ملاقات کے لئے گیا تھا۔ پھر اس کو واپس جاتے بھی دیکھا گیا۔ اس کے جانے کے کافی دیر بعد ان ہلاکتوں کا علم ہوا ہے اور جو حلیہ ان صاحب کا بتایا جا رہا ہے اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان صاحب کا تعلق بھی گریٹ لینڈ سے ہی تھا''...... پارکنگ بوائے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک اور کار کی طرف بڑھ گیا تو صدیقی نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اب فوری طور پر یہاں کوئی کارروائی کرنا ممکن نہ تھا۔ فرخندہ نے تو یہ بتایا تھا کہ فائل لوسیا نے اپنے آفس کے عقبی طرف سیف میں رکھی تھی اور اب جبکہ لوسیا کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے تو ظاہر ہے اس کا آفس بھی سیل کر دیا گیا ہو گا۔ اب یہی ہو سکتا تھا کہ جب پولیس کا پہرہ ختم ہو جائے تب اس آفس میں داخل ہو کر وہاں سے فائل اڑا لی جائے لیکن پھر اسے اچانک فرخندہ کی بتائی ہوئی ایک دوسری بات یاد آ گئی کہ لوسیا نے چابیوں کا جو رنگ فائل رکھنے کے بعد جا کر جنرل منیجر کو دیا تھا اس کے ساتھ منسلک ٹوکن پر نمبر تھری ایسٹاس کالونی کا نام درج تھا۔ چنانچہ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ اب پہلے اس کالونی میں جا کر اس کوٹھی کو چیک کرے گا تاکہ معلوم ہو سکے کہ یہ فائل کون اڑا لے آئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد مضافات میں بنی ہوئی نئی کالونی ایسٹاس میں داخل ہوئی اور پھر اس نے کوٹھی نمبر تھری سے کچھ فاصلے

پر آ کر ایک سائیڈ پر کار روک دی۔ اس نے سائیڈ سیٹ اٹھا کر نیچے موجود باکس میں سے بے ہوش کر دینے والی گیس کا پسٹل اٹھا کر اسے جیب میں رکھا اور پھر سیٹ واپس ایڈجسٹ کر کے وہ کار سے نیچے اتر کر ٹہلنے کے انداز میں اس کوٹھی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کوٹھی کی چاردیواری شروع ہونے سے پہلے گلی تھی۔ وہ اس گلی میں مڑ گیا اور پھر اس نے جیب سے گیس پسٹل نکال کر یکے بعد دیگرے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس کے چار کیپسول فائر کر دیئے اور پھر گیس پسٹل جیب میں ڈال کر وہ کوٹھی کی عقبی طرف بڑھتا چلا گیا۔

کوٹھی کی دیواریں کچھ زیادہ اونچی نہ تھیں اس لئے عقبی دیوار کے قریب پہنچ کر اس نے اچھل کر دونوں ہاتھ دیوار پر رکھے اور پھر اس کا جسم بازوؤں کے بل اوپر اٹھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک ہلکے سے دھماکے سے کوٹھی کے لان میں پہنچ چکا تھا۔ وہ کچھ دیر وہاں رکا رہا تاکہ کھلی فضا میں اگر بے ہوش کر دینے والی گیس کے کچھ اثرات موجود ہوں تو وہ بھی ختم ہو جائیں۔ پھر وہ سائیڈ گلی سے ہوتا ہوا فرنٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کوٹھی میں مکمل خاموشی طاری تھی۔ کوٹھی کے گیراج میں دو سفید رنگ کی کاریں موجود تھیں اور پھر کوٹھی کی مکمل چیکنگ کے بعد وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ کوٹھی میں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ کوٹھی خالی تھی۔ البتہ وہاں ایسے آثار موجود تھے جن سے معلوم ہوتا تھا کہ یہاں کچھ دیر پہلے چھ



سات افراد رہتے رہے ہوں۔ صدیقی نے ایک الماری کھولی تو الماری خالی تھی لیکن سب سے نچلے خانے میں ایک چھوٹا سا پرس پڑا ہوا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے الماری میں کوٹ یا پینٹ رکھا گیا تھا اور اس کی جیب میں سے یہ چھوٹا سا پرس نکل کر نیچے گر گیا اور الماری خالی کرنے والا جلدی میں اسے نظرانداز کر کے چلا گیا۔ صدیقی نے وہ پرس اٹھایا۔ اس میں چند گریٹ لینڈ کے کرنسی نوٹ تھے اور ایک کاغذ پر گریٹ لینڈ کے ایک کلب کا نام اور اس کے نیچے فون نمبر درج تھا۔ البتہ پرس کے ایک خفیہ خانے میں سے اسے ایک چھوٹا سا کارڈ مل گیا۔ کارڈ پر آٹھ کا ہندسہ اور نیچے دو پروں کو کراس کی صورت میں بنایا گیا تھا۔ صدیقی نے کارڈ روشنی کی طرف کر کے دیکھا تو کارڈ کے اندر گریٹ لینڈ کا قومی جھنڈا نظر آ رہا تھا۔

''کراس ونگز گریٹ لینڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ ان لوگوں کو کلب کے جنرل مینجر اور اس کی سیکرٹری کی ہلاکت کی اطلاع مل گئی اور وہ فوری طور پر یہاں سے شفٹ ہو گئے''...... صدیقی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے پرس اور کارڈ کو علیحدہ علیحدہ جیب میں رکھا اور ایک طرف پڑے ہوئے فون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ اب تفصیل سے چیف کو رپورٹ دے دے لیکن پھر رسیور اٹھاتے اٹھاتے وہ رک گیا۔

''فائل حاصل کئے بغیر رپورٹ دینا حماقت ہی ہو گی''۔ صدیقی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا

اور پھر اس کمرے سے نکل کر وہ سائیڈ گلی سے ہوتا ہوا کوٹھی کی عقبی
سمت پہنچا اور پھر عقبی دروازہ کھول کر وہ کوٹھی سے باہر آ گیا۔ تھوڑی
دیر بعد اس کی کار تیزی سے واپس اس کے فلیٹ کی طرف بڑھی
چلی جا رہی تھی۔ اس نے فیصلہ کیا تھا کہ جب تک وہ فائل واپس
حاصل نہ کر لے اس وقت تک چیف کو کوئی رپورٹ نہ دے گا لیکن
پھر فلیٹ تک پہنچتے پہنچتے اچانک اس کے ذہن میں ایک اور خیال
ابھرا کہ اسے فلیٹ میں جا کر بیٹھ جانے کی بجائے ان لوگوں کو
ٹریس کرنا چاہئے جنہوں نے دانش منزل سے فائل اڑائی ہے۔
چنانچہ اس نے کار کا رخ اپنے فلیٹ کی جانب سے موڑا اور پھر اس
کی کار تیزی سے فورسٹارز کے ہیڈکوارٹر کی طرف بڑھتی چلی گئی۔
اب وہ نعمانی اور چوہان کو وہاں کال کر کے ان کے ساتھ مل کر ان
لوگوں کو ٹریس کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔



گرے اپنے ساتھیوں سمیت ایسٹاس کالونی کی کوٹھی نمبر تھری
میں موجود تھا۔ گرے سمیت اس کے ساتھیوں نے متبادل کاغذات
کے مطابق اپنے میک اپ کر لئے تھے اور اب نئے میک اپ میں
گرے کا نام مائیکل تھا۔ سپر چیف کے حکم کے مطابق گرے اس
مائیکل کے روپ میں کارسانہ کلب جا کر مائیک پراکٹر سے ملا اور
سپر چیف کی ہدایات کے مطابق اسے کراس ونگز کے حوالہ کے ساتھ
ساتھ اپنا اصل نام گرے بتایا تھا۔ مائیک پراکٹر نے اسے بتایا کہ
سپر چیف نے فون پر اسے تفصیلی ہدایات دے دی ہیں اس لئے وہ
فائل اس کے حوالے کر دے۔ اب فائل کو سپر چیف تک پہنچانا اس
کی ذمہ داری ہے۔ چونکہ سپر چیف نے اسے بھی یہی ہدایات دی
تھیں اس لئے اس نے فائل مائیک پراکٹر کو دے دی۔ مائیک
پراکٹر نے اس کے سامنے اپنی پرسنل سیکرٹری کو کال کیا اور پھر فائل

اسے دے کر ہدایت کی کہ اس فائل کو وہ اپنے سپیشل سیف میں
محفوظ کر دے اور اس کے ساتھ ہی اس نے سیکرٹری کو حکم دیا کہ وہ
گرے اور اس کے ساتھیوں کے لئے ایلاس کالونی کی کوٹھی کی
چابیاں بھی لا دے۔

چنانچہ مائیک پراکٹر کی پرسنل سیکرٹری لوسیا فائل لے کر چلی گئی تو
گرے نے مائیک پراکٹر کے سامنے حیرت کا اظہار کیا کہ اس قدر
اہم فائل اس نے سیکرٹری کے حوالے کر دی ہے لیکن مائیک نے
اسے مطمئن کرتے ہوئے کہا کہ یہ فائل لوسیا کی تحویل میں زیادہ
محفوظ رہے گی۔ بقول مائیک پراکٹر کسی کا بھی اس طرف خیال نہیں
جا سکتا کہ اس قدر اہم فائل سیکرٹری کی تحویل میں بھی ہو سکتی ہے۔
تھوڑی دیر بعد لوسیا نے چابیوں کا گچھا لا کر اسے دیا جس کے ساتھ
ایک ٹوکن موجود تھا جس پر کوٹھی کا نمبر اور کالونی کا نام درج تھا۔

گرے چابیاں لے کر کلب سے نکلا اور پھر وہ سیدھا اس کوٹھی
میں آ گیا۔ اس نے یہیں سے اپنے ساتھیوں کو فون کر کے یہاں
بلا لیا تھا اور تھوڑی دیر بعد اس کے ساتھی بھی یہاں پہنچ گئے تھے۔
یہاں ان کے پاس ان کی ضرورت کی ہر چیز موجود تھی لیکن اس
کے باوجود گرے کے اندر ایک عجیب سی بے چینی موجود تھی۔ ایک
لحاظ سے انہوں نے اپنا مشن مکمل کر لیا تھا اور اب ان کی یہاں
موجودگی کا کوئی جواز نہ تھا لیکن سپر چیف نے اسے حکم دیا تھا کہ
جب تک فائل اس کے پاس نہ پہنچ جائے اس وقت تک وہ یہیں



رہیں۔

مائیک پراکٹر نے جس طرح اس قدر اہم فائل اپنی پرسنل
سیکرٹری کے حوالے کر دی تھی اس سے گرے کو بے حد ذہنی دھچکا
پہنچا تھا۔ وہی جانتا تھا کہ اس نے یہ فائل کس طرح پاکیشیا سیکرٹ
سروس کے ہیڈکوارٹر سے اڑائی تھی۔ سپر چیف کا یہ خیال بھی درست
تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس فائل کے حصول کے لئے پاگل ہو
رہی ہو گی لیکن اس کے باوجود مائیک پراکٹر کا اس فائل کو اہمیت نہ
دینا اس پر شاق گزرا تھا اور وہ کرسی پر بیٹھا مسلسل یہ سوچ رہا تھا
کہ ان حالات میں اسے کیا کرنا چاہئے۔ پھر اس نے سوچا کہ سپر
چیف سے بات کی جائے اور اسے بتایا جائے کہ مائیک پراکٹر نے
فائل کو اہمیت نہیں دی اور کسی بھی لمحے یہ راز اس کی سیکرٹری سے
آؤٹ ہو سکتا ہے لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا۔ ابھی وہ بیٹھا یہی
سوچ رہا تھا کہ کیا کرے کہ مارک اندر داخل ہوا۔

"باس۔ آپ مجھے بے حد پریشان دکھائی دے رہے ہیں۔
خیریت ہے"...... مارک نے اندر داخل ہو کر اس سے مخاطب ہو کر
کہا۔ مارک نہ صرف اس کا نائب تھا بلکہ دوست بھی تھا اس لئے وہ
اس سے کھل کر بات بھی کر لیتا تھا جبکہ باقی ساتھی صرف ماتحت
تھے اور صرف اس کے احکامات کی تعمیل کرتے تھے۔

"ہاں۔ میں واقعی پریشان ہوں۔ بیٹھو"...... گرے نے ایک
طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''کیا ہوا ہے۔ کیا کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے''...... مارک نے چونک کر پوچھا اور اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''تمہیں تو معلوم ہے مارک کہ یہ فائل ہم نے کس انداز میں اس عمارت سے حاصل کی ہے۔ سپر چیف کے حکم پر میں نے وہ فائل کارسانہ کلب کے جنرل منیجر اور مالک مائیک پراکٹر کو دے دی لیکن مائیک پراکٹر نے اس فائل کو معمولی سی اہمیت بھی نہ دی بلکہ اسے اپنی پرسنل سیکرٹری لوسیا کے حوالے کر دیا کہ وہ اسے اپنی تحویل میں رکھے۔ میں تب سے بے حد پریشان ہوں''...... گرے نے کہا تو مائیک بے اختیار ہنس پڑا۔

''تم ہنس رہے ہو۔ تمہارا خیال ہے کہ میں پاگل ہوں''۔ گرے نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''غصہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے باس۔ اصل میں آپ ضرورت سے زیادہ بچی ہو رہے ہیں۔ یہ درست ہے کہ آپ نے یہ فائل انتہائی مشکل حالات سے گزر کر حاصل کی ہے لیکن مائیک پراکٹر بے حد تیز آدمی ہے۔ اسے معلوم ہے کہ اس نے یہ فائل اپنے پاس رکھی تو اسے اہمیت دی جائے گی جبکہ اس کی پرسنل سیکرٹری کی تحویل میں رہنے سے اسے اہمیت نہیں دی جائے گی۔ آپ خود سوچیں پاکیشیا سیکرٹ سروس اگر کسی طرح اس فائل کا سراغ لگاتی ہوئی کارسانہ کلب پہنچ جاتی ہے تو کیا اسے یہ خیال نہ



آئے گا کہ اس قدر اہم فائل پرسنل سیکرٹری کی تحویل میں نہیں ہو سکتی۔ وہ اسے ظاہر ہے مائیک پراکٹر کے پاس تلاش کریں گے اور وہاں نہ ملنے کی صورت میں ان کا شک ختم ہو جائے گا''...... مارک نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو گرے نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

''تمہاری بات درست ہے۔ لیکن مجھے عجیب سی بے چینی مسلسل محسوس ہو رہی ہے۔ میرا خیال ہے کہ مجھے سپر چیف تک یہ بات پہنچا دینی چاہئے''...... گرے نے کہا۔

''سپر چیف کی بجائے آپ یہی بات مائیک پراکٹر سے کریں اور اسے مجبور کریں کہ وہ فائل اپنی پرسنل سیکرٹری سے واپس لے کر اپنی تحویل میں رکھے تاکہ آپ کی بے چینی ختم ہو سکے اور اگر وہ نہ مانے تک سپر چیف سے بات کریں''...... مارک نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تمہاری تجویز درست ہے''...... گرے نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''لاؤڈر کا بٹن بھی آن کر دو تاکہ میں بھی مائیک کا جواب سن سکوں''...... مارک نے کہا تو گرے نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے آخر میں لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔ دوسری طرف کافی دیر تک گھنٹی بجتی رہی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''یس۔ کون ہے''...... ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

''میرا نام مائیکل ہے۔ مجھے جنرل منیجر مائیک پراکٹر سے بات

کرنی ہے''...... گرے نے سخت لہجے میں کہا۔

''سوری مسٹر۔ اب آپ کی ان سے بات نہیں ہو سکتی۔ میں پولیس آفیسر بول رہا ہوں۔ مائیک پراکٹر اور اس کی پرسنل سیکرٹری لوسیا دونوں کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے''...... دوسری طرف سے اسی طرح سرد لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو گرے نے انتہائی ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور رکھ دیا۔ مارک کا منہ بھی یہ سن کر حیرت سے کھلے کا کھلا رہ گیا تھا۔

''وہی ہوا جس کا مجھے خطرہ تھا۔ ہماری تمام محنت ضائع ہو گئی ہے''...... گرے نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''یہ بھی تو ہو سکتا ہے باس کہ ان کی موت کی وجہ کچھ اور ہو''۔ مارک نے کہا۔

''ہاں۔ ہونے کو تو سب کچھ ہو سکتا ہے لیکن میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ اُن کی موت کی وجہ فائل ہی بنی ہے۔ بہرحال اب ہمیں فوری طور پر یہ کوٹھی چھوڑنی ہو گی۔ تم سب ساتھیوں کو کہہ دو کہ وہ فوری طور پر سامان سمیٹ لیں اور واپس اس کوٹھی میں پہنچ جائیں جہاں سے ہم یہاں آئے تھے''...... گرے نے کہا۔

''میرے خیال میں ہمیں نئی رہائش گاہ کا بندوبست کرنا چاہئے''۔ مارک نے کہا۔

''فوری طور پر یہ ممکن نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس تمام رئیل اسٹیٹ ایجنسیوں کو کور کر چکی ہو۔ وہ کوٹھی ابھی



تک ہمارے پاس ہے اور ہم نئے میک اپ میں وہاں نئے سمجھیں جائیں گے''...... گرے نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ میں بتا دیتا ہوں لیکن کیا آپ یہیں رہیں گے''۔ مارک نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''احمق تو نہیں ہو گئے تم۔ میں یہاں رہ کر کیا کروں گا جب تم سب چلے جاؤ گے تو میں پہلے کارسانہ کلب جاؤں گا اور پھر وہاں سے تمہارے پاس پہنچوں گا''...... گرے نے کہا تو مارک سر ہلاتا ہوا اس کمرے سے باہر نکل گیا۔

''وہی ہوا جس کا مجھے خطرہ لاحق تھا لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس براہ راست وہاں کیسے پہنچ گئی۔ انہیں کیسے پتہ چلا کہ فائل کارسانہ کلب پہنچا دی گئی ہے''...... گرے نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن ظاہر ہے اس سوال کا کوئی جواب اس کے پاس موجود نہ تھا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد گرے واپس اپنی اس پرانی رہائش گاہ پر پہنچا جہاں سے وہ ایسٹاس کالونی میں شفٹ ہو گئے تھے تو اس کا چہرہ لٹکا ہوا تھا۔

''کیا ہوا باس۔ کوئی خاص بات''...... مارک نے پریشان سے لہجے میں پوچھا۔

''میں کارسانہ کلب گیا تھا۔ وہاں سے جو حالات معلوم ہوئے ہیں وہ حیرت انگیز ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ آخری بار ایک آدمی جو کہ گریٹ لینڈ نژاد تھا مائیک پراکٹر سے ملنے گیا تھا۔ اس نے بتایا تھا

کہ وہ گریٹ لینڈ کے معروف لارڈ الیسا کا پرسنل سیکرٹری ہے۔ پھر مائیک پراکٹر نے اپنی پرسنل سیکرٹری کو فون پر کال کیا تھا۔ اس کے بعد وہ آدمی واپس جاتا دیکھا گیا۔ تھوڑی دیر بعد پتہ چلا کہ مائیک پراکٹر اور اس کی پرسنل سیکرٹری کو آفس میں گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے اور مائیک پراکٹر کا کوٹ اس کی پشت پر کر کے اسے بے بس کیا گیا تھا اور اس بات کی بھی شہادت ملی ہے کہ لوسیا جب اپنے آفس سے نکل کر مائیک پراکٹر کے آفس میں گئی تو اس کے ہاتھ میں ایک فائل بھی موجود تھی جبکہ مائیک پراکٹر کے آفس سے ایسی کوئی فائل نہیں ملی جو باہر سے لائی گئی ہو۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ فائل پاکیشیا سیکرٹ سروس نے نہیں بلکہ گریٹ لینڈ کی کسی تنظیم نے حاصل کی ہے لیکن یہ تنظیم کون سی ہو سکتی ہے اور اسے یہ سب کچھ کیسے معلوم ہو سکتا ہے۔ اس بات نے مجھے پریشان کر دیا ہے''...... گرے نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''میرا خیال ہے باس کہ آپ فوراً سپر چیف سے رابطہ کریں پھر وہ جیسے حکم دیں ہمیں ویسے ہی کرنا چاہئے کیونکہ معاملات بے حد پیچیدہ ہو چکے ہیں''...... مارک نے کہا تو گرے نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''سپر ویوز لے آؤ بیگ سے''...... گرے نے کہا تو مارک اٹھ اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا جدید ساخت کا فون موجود تھا۔ اس نے فون گرے کے سامنے رکھا اور واپس مڑ گیا۔



''تم بیٹھ جاؤ لیکن درمیان میں بولنا نہیں''...... گرے نے کہا۔

''یس باس''...... مارک نے قدرے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔ گرے نے فون کا ایک بٹن پریس کیا تو فون کے کونے میں سرخ رنگ کا ایک چھوٹا سا بلب جل اٹھا۔ چند لمحوں بعد ایک جھماکے سے بلب سبز ہو گیا تو گرے نے چند بٹن پریس کر دیئے۔

''یس''...... سپر چیف کی چیختی ہوئی کرخت سی آواز سنائی دی۔

''گرے بول رہا ہوں سپر چیف''...... گرے نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کوئی خاص بات''...... سپر چیف نے پوچھا تو گرے نے کارسانہ کلب فون کرنے سے لے کر اب تک ہونے والے تمام واقعات تفصیل اسے بتا دیئے۔

''ویری بیڈ۔ لیکن لارڈ الیسا تو ایسے کسی کام میں کبھی ملوث نہیں رہے اور نہ ان کا کوئی تعلق کسی تنظیم سے ہے۔ پھر یہ سب کیوں ہوا ہے''...... سپر چیف نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سپر چیف۔ پہلے تو میں یہی سمجھا تھا کہ یہ فائل پاکیشیا سیکرٹ سروس نے واپس حاصل کی ہے لیکن اب یہ حالات سامنے آنے پر معاملات بے حد پیچیدہ ہو گئے ہیں کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کسی صورت بھی یہ معلوم نہ ہو سکتا تھا کہ ہم نے یہ فائل کارسانہ کلب پہنچائی ہے''...... گرے نے کہا۔

''تمہاری بات درست ہے۔ میں نصف گھنٹے بعد تمہیں دوبارہ کال کرتا ہوں''...... سپر چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی بلب ایک جھماکے سے سرخ ہو گیا تو گرے نے فون آف کر دیا اور بلب بھی بجھ گیا۔

''میرے خیال میں سپر چیف اب لارڈ الیسا کے بارے میں حتمی معلومات حاصل کریں گے''...... مارک نے کہا جو اس دوران خاموش بیٹھا رہا تھا۔

''ہاں۔ دیکھو کیا رزلٹ نکلتا ہے۔ عجیب چکر میں پھنس گئے ہیں ہم''...... گرے نے کہا تو مارک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ آدھے گھنٹے سے کچھ زیادہ وقت گزر گیا تو اچانک سامنے میز پر پڑے ہوئے جدید سپر ویز فون کا بلب جل اٹھا اور اس کے ساتھ ہی ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی۔ گرے خاموش بیٹھا رہا۔ چند لمحوں بعد سرخ رنگ کا بلب جھماکے سے سبز رنگ میں تبدیل ہو گیا۔

''ہیلو''...... چند لمحوں بعد سپر چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''گرے بول رہا ہوں سپر چیف''...... گرے نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میں نے تمام تفصیلات معلوم کر لی ہیں۔ لارڈ الیسا کا صرف نام استعمال کیا گیا ہے۔ لارڈ الیسا اس وقت ایکریمیا کے دورے پر ہیں اور ان کا کوئی مرد پرسنل سیکرٹری نہیں ہے۔ ان کے پرسنل شاف میں تمام عورتیں ہیں''...... سپر چیف نے کہا۔



''تو پھر یہ سب کیا ہوا ہے سپر چیف۔ کون وہ فائل لے گیا ہے اور اسے کیسے معلوم ہوا کہ ہم نے فائل کارسانہ کلب پہنچا دی ہے''...... گرے نے کہا۔

''جو کچھ بھی ہوا ہے بہت غلط ہوا ہے۔ میرے ذہن میں یہ تصور بھی نہ تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ ہمیں بہرحال فائل ہر قیمت پر چاہئے''...... سپر چیف نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''تو کیا ہم دوبارہ اس دانش منزل پر ریڈ کریں''...... گرے نے کہا۔

''اس خاور کو یقیناً اپنے ساتھیوں کا علم ہو گا اور اس کا ان سے لازماً رابطہ بھی ہو گا۔ تم اس خاور کے ذریعے ہر صورت میں معلوم کراؤ کہ فائل واپس دانش منزل پہنچ گئی ہے یا نہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مائیک پرائنز کے قاتل کی تلاش جاری رکھو۔ کہیں نہ کہیں سے بہرحال معلومات مل جائیں گی اور پھر جیسے ہی معلومات ملیں قاتل پر عقاب کی طرح جھپٹ پڑو''...... سپر چیف نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''سپر چیف۔ اس دانش منزل پر دوبارہ ریڈ کرنے کے لئے ہمیں دوسری ایکس زیرو مشین کی ضرورت ہو گی۔ پہلی مشین تو ہمیں وہیں چھوڑنی پڑی تھی۔ ویسے بھی وہ ایک بار استعمال ہونے کے بعد مکمل طور پر آف ہو جاتی ہے اور اس سے دوبارہ کام نہیں لیا جا سکتا۔ اس مشین کے بغیر تو دانش منزل پر کسی صورت بھی ریڈ نہیں کیا

جا سکتا''..... گرے نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں ایکریمیا سے دوسری مشین حاصل کر کے تمہیں بھجوا دوں گا۔ تم اب کہاں موجود ہو''..... سپر چیف نے پوچھا۔

''ہم اپنی پرانی رہائش گاہ پر ہیں۔ متبادل میک اپ میں''۔ گرے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایڈریس بھی تفصیل سے بتا دیا۔

''او کے۔ ایک ہفتے کے اندر دوسری مشین تمہیں پہنچ جائے گی لیکن اب تم لوگوں نے جو کچھ کرنا ہے انتہائی محتاط انداز میں کرنا ہے کیونکہ اب پاکیشیا سیکرٹ سروس پاگلوں کی طرح تمہیں تلاش کرتی پھر رہی ہو گی''..... سپر چیف نے کہا۔

''یس سپر چیف۔ ہمیں اندازہ ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ یہ لوگ چاہے کچھ بھی کیوں نہ کر لیں کراس ونگز کے مقابلے پر نہیں آ سکتے''..... گرے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی سبز رنگ میں جلنے والا بلب پہلے سرخ رنگ میں تبدیل ہوا اور پھر بجھ گیا۔

''اسے الماری میں رکھ دو''..... گرے نے کہا تو خاموش بیٹھا ہوا مارک سر ہلاتا ہوا اٹھا اور سپر ویز فون اٹھا کر کمرے سے باہر نکل گیا۔



''آپ یہاں اچانک کیسے آ گئے۔ ڈاکٹر صدیقی تو کہہ رہے تھے کہ ابھی آپ کو دو ہفتوں تک کسی صورت بھی ہسپتال سے ڈسچارج نہیں کیا جا سکتا''..... بلیک زیرو نے میک اپ واش کر کے اور لباس تبدیل کر کے آپریشن روم میں آتے ہوئے کہا۔

''ای جے فائل تم نے واپس حاصل کر لی ہے یا نہیں''۔ عمران نے خشک اور سرد لہجے میں پوچھا۔

''ہاں۔ وہ واپس اپنی جگہ پہنچ گئی ہے''..... بلیک زیرو نے کہا تو عمران کے چہرے پر پہلی بار نرمی کے تاثرات ابھر آئے۔

''مجھے خاور نے بتایا کہ کراس ونگز کے کسی سپر چیف نے کارسانہ کلب کے جنرل منیجر مائیک پراکٹر کو فون پر کہا ہے کہ کراس ونگز کا ایجنٹ گرے ای جے فائل اس کے حوالے کرے گا۔ جسے اس نے انتہائی فول پروف انداز میں گریٹ لینڈ اس کے پاس بھجوانا

ہے۔ ان دونوں کے درمیان ہونے والی بات چیت کی ٹیپ فرخندہ نے حاصل کی اور پھر اس نے یہ ٹیپ صدیقی اور خاور کو سنوائی جسے سن کر صدیقی تو فوراً کارسانہ کلب چلا گیا تاکہ وہاں سے یہ فائل واپس حاصل کر سکے اور پھر فرخندہ کے چلے جانے کے بعد خاور مجھ سے ملنے آیا کیونکہ ہم دونوں سپیشل ہسپتال میں تھے۔ خاور اب ذہنی طور پر ٹھیک ہو چکا ہے اور خاور کی زبان سے ای جے کے الفاظ سنتے ہی میں سمجھ گیا کہ یہ فائل دانش منزل کے ریکارڈ روم سے حاصل کی گئی ہے اور دانش منزل میں کوئی آدمی حفاظتی نظام کے آن ہونے کے بعد کیسے داخل ہو سکتا ہے۔ چنانچہ میں نے ڈاکٹر صدیقی کو کال کیا اور اس نے میرے اصرار پر ایک خصوصی انجکشن لگا دیا جس سے چند گھنٹوں بعد میں مکمل طور پر حرکت کرنے کے قابل ہو گیا اور پھر ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر میں یہاں آ گیا۔ تم یہاں موجود نہ تھے۔ چنانچہ ایمرجنسی راستے سے میں اندر آیا۔ تمہارے آنے سے پہلے میں نے تمام چیکنگ کر لی ہے۔ خصوصی حفاظتی نظام بھی آن تھا لیکن اس کے باوجود نظام نے کام نہیں کیا اس کی وجہ صحن سے ملنے والا آلہ ایکس زیرو ہے۔ یہ آلہ ایکریمیا کی ایجاد ہے اور اسے ایکریمیا اپنے خصوصی مشنز پر ہی استعمال کرتا ہے۔ اس آلے سے انتہائی طاقتور حفاظتی نظام کو بھی مکمل طور پر زیرو کیا جا سکتا ہے۔ گو یہ آلہ فائر ہونے کے بعد ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے۔ ایکریمیا کا اس سے یہ مقصد تھا کہ یہ آلہ اگر کسی دشمن ایجنٹ کے



ہاتھ لگ جائے تو وہ اس کی اصل تکنیک تک نہ پہنچ سکیں لیکن اب اس آلہ پر اسی حالت میں تفصیلی ریسرچ کی جائے گی اور یہ انتہائی اہم پیش رفت ہو گی۔ اس کے بعد میں نے بھی چیک کر لیا ہے کہ انہوں نے کس طرح یہ واردات کی ہے۔ تم نے بھی اسے چیک کیا تھا۔ میں نے بھی اس مشین سے چیکنگ کی ہے اور ان کی تصویریں بھی تیار کر لی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ واردات کے بعد انہوں نے میک اپ کر لیا ہو لیکن بہرحال ان کے قدوقامت تو ہمارے سامنے آ چکے ہیں۔ خاور نے بتایا تھا کہ فرخندہ نے انہیں یہ بھی بتایا تھا کہ فائل سیف میں رکھنے کے بعد جنرل منیجر کی پرسنل سیکرٹری لوسیا نے میز کی دراز سے چابیوں کا ایک گچھا نکالا جس کے ساتھ ٹوکن منسلک تھا جس پر نمبر تھری ایسٹاس کالونی لکھا ہوا تھا اور فرخندہ کے خیال کے مطابق یہ کوٹھی ان لوگوں کو دی گئی تھی جن سے ای جے فائل وصول کی گئی تھی۔ میں نے ایکس چینج سے وہاں کا فون نمبر معلوم کیا لیکن وہاں گھنٹی بجتی رہی لیکن کسی نے کال رسیور نہ کی۔ ابھی میں نے فون کا رسیور رکھا ہی تھا کہ تم آ گئے۔ اب تم مجھے یہ بتاؤ کہ جب یہ لوگ یہاں پہنچے تم کہاں تھے اور تمہاری طرف سے کوئی ردعمل کیوں نہیں ہوا“ ...... عمران نے اپنے بارے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور فقرے کے آخر میں ایک بار پھر اس کا لہجہ سرد ہو گیا تھا۔ لیکن جب بلیک زیرو نے اسے تفصیل سے بتایا کہ سکرین پر بیرونی منظر دیکھنے کے بعد وہ انہیں مزید چیک کرنے اور ان پر

بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر کے انہیں پکڑنے کے لئے اندر مشین روم میں گیا تو اچانک اس پر بے ہوشی کا غلبہ ہوا اور وہ وہیں بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ پھر جب اسے ہوش آیا تو اس واقعے کو کافی دیر گزر چکی تھی۔ یہ تفصیل سن کر عمران کے چہرے پر ابھر آنے والی سختی قدرے کم ہو گئی۔

''اس کا مطلب ہے کہ تم انہیں نظر ہی نہیں آئے ورنہ وہ لامحالہ تمہیں ہلاک کر کے ہی واپس جاتے اور یہ واقعی قدرت کی طرف سے مہربانی ہے''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ چونکہ مجھے معلوم تھا کہ فائل پر مخصوص چپ موجود ہے اس لئے میں نے فوری اسے چیک کیا تو معلوم ہوا کہ فائل اس وقت کارسانہ کلب میں موجود ہے۔ جس پر میں نے سب سے پہلے یہ فائل حاصل کرنے کا پروگرام بنایا اور پھر میک اپ کر کے میں کارسانہ کلب روانہ ہو گیا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تم ٹیم کو اس کام کے لئے استعمال کر سکتے تھے''...... عمران نے کہا۔

''نہیں عمران صاحب۔ پھر انہیں بتانا پڑتا کہ مجرم دانش منزل سے فائل اڑا کر لے گئے ہیں۔ اس طرح ایکسٹو کا بھرم ختم ہو جاتا''...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

''لیکن صدیقی اور خاور کو تو اس کا علم ہو چکا ہے''...... عمران نے کہا۔



''ان سے کوئی بھی بہانہ کیا جا سکتا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''او کے۔ ٹھیک ہے۔ پھر کیسے ملی فائل''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے کارسانہ کلب پہنچنے سے لے کر فائل سمیت واپس آنے تک کی ساری تفصیل بتا دی۔

''گڈ شو بلیک زیرو۔ تم نے فوری طور پر فائل واپس حاصل کر کے واقعی کام دکھایا ہے ورنہ میں تو سوچ رہا تھا کہ اب اس خفیہ سیٹ اپ کو ہی ختم کر دیا جائے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن عمران صاحب۔ مجرموں کو یہ بات کس نے بتائی کہ دانش منزل پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہیڈکوارٹر ہے اور یہاں ان کی مطلوبہ فائل موجود ہے اور پھر ان کے پاس ایسا کون سا آلہ تھا کہ وہ سیدھے ریکارڈ روم میں اس فائل تک پہنچ گئے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میں نے چیکنگ مشین کی سکرین پر وہ آلہ دیکھا ہے اور اسے انلارج کر کے اس کی تصویریں بھی بنائی ہیں لیکن ابھی میں اسے سمجھ نہیں سکا۔ بہرحال میں یہ تصویریں سرداور کو دوں گا۔ پھر شاید اس بارے میں کوئی خاص بات سامنے آ سکے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ مجھے تو اس ایسلاس کالونی کے بارے میں علم نہیں تھا۔ اسے چیک تو کیا جائے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ وہاں

موجود ہوں لیکن فون اٹنڈ نہ کر رہے ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا لیکن اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات کا کوئی جواب دیتا فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''صدیقی بول رہا ہوں چیف''...... دوسری طرف سے صدیقی کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''کیوں براہ راست کال کی ہے''...... عمران کا لہجہ مزید سخت ہو گیا۔

''ایک اہم بات براہ راست آپ کے نوٹس میں لانی ضروری تھی چیف''...... صدیقی نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تفصیل سے بات کرو''...... عمران نے کہا تو صدیقی نے فرخندہ کے فون آنے سے لے کر اسے اس کے فلیٹ سے لینے اور پھر ہسپتال لے جانے سے لے کر وہاں ٹیپ سننے اور پھر اس فائل کے پیچھے کارسانہ کلب جانے، وہاں کی صورت حال سے لے کر ایسٹاس کالونی کی کوٹھی میں جانے سے لے کر وہاں سے پرس اور کارڈ کے ملنے تک کی تمام تفصیل بتا دی۔

''خاور نے اس بارے میں تفصیل ہسپتال میں عمران کو بتا دی تھی اور عمران نے فون پر مجھے تفصیلی رپورٹ دی ہے۔ تمہیں جب علم ہوا کہ دانش منزل سے فائل اڑائی گئی ہے تو تمہیں چاہئے تھا



کہ کارسانہ کلب جانے سے پہلے مجھے کال کرتے''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''باس۔ میں سب سے پہلے اس فائل پر قبضہ کرنا چاہتا تھا''۔ صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہارا کیا خیال ہے کہ دانش منزل اتنی عام جگہ ہے کہ مجرم وہاں آسانی سے داخل ہو کر فائل حاصل کر سکتے ہیں۔ مجھے خود ایک پلان کے تحت ان کو دانش منزل میں داخلے کا راستہ دینا پڑا کیونکہ باوجود کوشش کے یہ معلوم نہ ہو رہا تھا کہ جن مجرموں نے عمران پر قاتلانہ حملہ کیا ان کا اصل مشن کیا ہے اور وہ کس تنظیم سے متعلق ہیں۔ صرف اتنا معلوم ہو سکا تھا کہ وہ دانش منزل سے کوئی فائل اڑانا چاہتے ہیں جس پر باقاعدہ پلاننگ کی گئی اور انہیں دانش منزل میں داخل ہونے کا راستہ دیا گیا۔ انہوں نے وہاں سے ای جے فائل اڑائی۔ اس کے بعد وہ فائل لے کر کارسانہ کلب پہنچے۔ اس طرح جو کچھ ہم جاننا چاہتے تھے وہ ہمیں معلوم ہو گیا۔ اس پر فوری طور پر سیکرٹ سروس کے ایک اور گروپ کو آگے بڑھایا گیا اور وہ فائل واپس حاصل کر لی گئی۔ کوشش کی گئی کہ کارسانہ کلب کے جنرل مینجر کو زندہ اغوا کر لیا جائے لیکن ایسا نہ ہو سکا اور مجبوراً اسے اور لوسیا کو ہلاک کرنا پڑا اور اس کارروائی کی اطلاع ایسٹاس کالونی کی کوٹھی نمبر تھری میں موجود غیر ملکی ایجنٹوں کو مل گئی اور انہوں نے نگرانی کے باوجود اس کوٹھی کے ایک خفیہ راستے کو استعمال کیا اور

غائب ہو گئے لیکن ان کی تصویریں اور قدوقامت کی تفصیلات ہمارے پاس موجود ہیں اور اب ہمیں حتمی طور پر یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ ان کا تعلق کس تنظیم سے ہے اور ان کا مشن کیا ہے اور یہ سب کچھ اسی لئے کیا گیا تھا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''باس۔ جو ٹیپ فرخندہ لے کر آئی تھی وہ میرے پاس موجود ہے اور وہ پرس اور کارڈ بھی۔ کیا میں انہیں دانش منزل پہنچا دوں''۔ صدیقی نے کہا۔

''ہاں اور تم اپنے ساتھیوں سمیت فورسٹارز کے ہیڈکوارٹر میں رہو۔ تمہیں کسی بھی وقت کال کیا جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''میں، چوہان اور نعمانی کے ساتھ ہیڈکوارٹر میں موجود ہوں۔ میں نے انہیں یہاں اس لئے کال کیا تھا کہ ان سے مل کر مجرموں کو ٹریس کیا جائے۔ لیکن باہم مشورے کے بعد ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ پہلے آپ کو رپورٹ دی جائے''...... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''عمران صاحب۔ آپ نے واقعی بے پناہ ذہانت سے دانش منزل کے بارے میں ان کا ذہن صاف کر دیا ہے''...... بلیک زیرو نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

''میں نے جو کہانی صدیقی کو سنائی ہے گو اس میں بہت سے



واضح جھول ہیں اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران حقیقتاً بے حد ذہین لوگ ہیں لیکن ایک تو مجبوری تھی کہ اس کے سوا اور کوئی صورت نہ تھی۔ دوسرا یہ ہے کہ چونکہ یہ کہانی چیف نے سنائی ہے اس لئے محسوس کرنے کے باوجود وہ اس کہانی میں موجود جھول کو ڈسکس نہ کریں گے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''عمران صاحب۔ آپ نے صدیقی سے کہا ہے کہ آپ کو مجرموں کی تنظیم کا پتہ چل گیا ہے لیکن جو کارڈ صدیقی کو ملا ہے اس پر تو بقول صدیقی سالوس کا مخصوص نشان موجود نہیں ہے بلکہ اس کی بجائے پرندوں کے دو پر بنے ہوئے ہیں۔ کراس ونگز کی صورت میں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ صدیقی نے بھی یہی نام لیا ہے۔ اس کے ذہن میں بھی ان دونوں پروں کو کراس کی صورت میں دیکھ کر یہی نام آیا ہے اور اب تم نے بھی یہی نام لیا ہے۔ میرا خیال ہے مجھے اسکاٹ سے رابطہ کرنا ہوگا۔ پہلے بھی قاتلانہ حملے کی وجہ سے اس سے رابطہ نہیں ہو سکا۔ وہ انتظار کر رہا ہوگا''...... عمران نے کہا اور پھر فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنا شروع کر دیئے۔

''اسکاٹ بول رہا ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے اسکاٹ کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں پاکیشیا سے“...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ نے ایک ہفتے بعد رابطہ کرنا تھا۔ میں تو آپ کی کال کا بڑی شدت سے انتظار کر رہا تھا“...... اسکاٹ نے جواب دیا۔

”میری کار پر حملہ ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص رحمت سے میری زندگی بچا لی لیکن میں ہسپتال میں ایڈمٹ تھا۔ اب ٹھیک ہوا ہوں تو تمہیں کال کر رہا ہوں“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ تھینکس ٹو گاڈ کہ آپ کی جان بچ گئی۔ بہرحال میں نے سالوس کے بارے میں جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق اس نام کی ایک تنظیم یہودیوں نے قائم کی ہوئی ہے جسے انتہائی خفیہ رکھا ہوا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس تنظیم کا ہیڈکوارٹر گریٹ لینڈ کی کسی مضافاتی کاؤنٹی میں ہے۔ کوئین روز کلب کا جنرل مینجر ہنری اس کا خاص آدمی تھا لیکن وہ ہلاک ہو چکا ہے۔ بہت زیادہ کوششوں کے باوجود صرف اتنی ہی معلومات مل سکی ہیں“۔ اسکاٹ نے کہا۔

”کیا تم کسی ایسی تنظیم کے بارے میں جانتے ہو جس کا مخصوص نشان پرندوں کے دو پر ہوں جنہیں کراس کی شکل میں رکھا گیا ہو“۔ عمران نے پوچھا۔



”جی ہاں۔ یہ مخصوص نشان کراس ونگز کا ہے۔ یہ تنظیم بھی یہودیوں کی ہے اور اسے یہودیوں کی سب سے خطرناک تنظیم سمجھا جاتا ہے۔ اس کا چیف ایک لارڈ ہے جس کا نام تو لارڈ ولیم ہے لیکن وہ سپر چیف کہلاتا ہے۔ اس تنظیم کے چیف ایجنٹ کا نام گرے ہے اور گرے کو انتہائی خطرناک ایجنٹ سمجھا جاتا ہے اور یہ تنظیم انتہائی جدید ترین سائنسی آلات استعمال کرتی ہے“۔ اسکاٹ نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا یہ باتیں سب کو معلوم ہیں یا صرف تمہیں معلوم ہیں“۔ عمران نے پوچھا۔

”عمران صاحب۔ آپ نے پچھلی کال کے دوران مجھے انسائیکلو پیڈیا کہا تھا۔ یہ درست ہے کہ سالوس کے بارے میں مجھے واقعی علم نہ تھا۔ البتہ باقی تنظیموں کے بارے میں کچھ نہ کچھ بہرحال مجھے معلوم ہوتا ہے اور کراس ونگز بھی ان میں سے ایک ہے اور اب میرا خیال ہے کہ آپ پر قاتلانہ حملہ بھی کراس ونگز نے ہی کرایا ہو گا۔ اگر ایسا ہے عمران صاحب تو آپ کو انتہائی محتاط رہنا ہو گا۔ یہ لوگ حد سے زیادہ تیز اور شاطر ہیں“...... اسکاٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہارا اندازہ درست ہے۔ ان لوگوں نے یہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر سے ایک فائل ای جے حاصل کرنے کی کوشش کی تھی جو ناکام بنا دی گئی ہے لیکن میں یہ جاننا چاہتا ہوں

کہ یہ لوگ اس فائل کا کیا کرنا چاہتے ہیں کیونکہ ای جے فارمولا خالصتاً پاکیشیائی اور شوگرانی سائنس دانوں کا ہے۔ کیا تم اس بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہو۔ تمہیں اس کا منہ مانگا معاوضہ دیا جائے گا''...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ایک آدمی ایسا ہے جو اس سپر چیف کے قریب ہے۔ میں اس سے معلومات حاصل کر سکتا ہوں۔ گو اسے اس کا منہ مانگا معاوضہ دینا پڑے گا۔ بہرحال مجھے یقین ہے کہ معلومات مل جائیں گی''۔ اسکاٹ نے کہا۔

''تم معاوضے کی فکر مت کرو۔ البتہ معلومات حتمی ہونی چاہئیں''۔ عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ایسا ہی ہوگا۔ آپ مجھے اپنا فون نمبر دے دیں''۔ اسکاٹ نے کہا۔

''تم کب تک معلومات حاصل کر سکتے ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''دو تین روز تو بہرحال لگ ہی جائیں گے''...... اسکاٹ نے جواب دیا۔

''اوکے۔ میں ایک ہفتے بعد تمہیں دوبارہ کال کروں گا۔ گڈ بائی''......عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

''آپ کے چہرے پر پسینہ آ رہا ہے عمران صاحب''...... بلیک



زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ میری طبیعت بگڑ رہی ہے۔ شاید انجکشن کا اثر ختم ہو رہا ہے۔ تم مجھے ہسپتال چھوڑ آؤ اور ان لوگوں کو ٹریس کراؤ تاکہ اس گروپ کا یہیں خاتمہ کیا جا سکے''...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بھی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

## ختم شد

عمران سیریز میں دلچسپ ایڈونچر کہانی

حصہ دوم

# فائٹ پلس

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

❖ وہ لمحہ جب خاور مارشل آرٹ کے ماہر یہودی ایجنٹ سے ٹکرا گیا اور پھر ان دونوں کے درمیان ایسی خوفناک فائٹ ہوئی جس کا انجام خاور کے خلاف ہوا۔ کیوں اور کیسے۔ کیا خاور شکست کھا گیا تھا۔ یا ——؟

❖ وہ لمحہ جب فرخندہ نے خاور کی جگہ سنبھالی اور پھر وہ گرے اور اس کے ساتھیوں پر قیامت بن کر ٹوٹ پڑی۔ کیا فرخندہ ناقابل شکست ثابت ہوئی یا۔

❖ عمران اور سپرایجنٹ ڈان کے درمیان ہونے والی ایسی خوفناک فائٹ جس میں عمران کی حالت خراب ہوگئی۔ فائٹ کا کیا انجام ہوا۔؟

❖ مارشل آرٹ کی ماہر چار لڑکیوں اور صدیقی کے درمیان ہونے والی ناقابل تصور فائٹ۔ ایسی فائٹ جس کا ہر لمحہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے ناقابل یقین تھا۔ فائٹ کا کیا انجام ہوا ——؟

انتہائی تیز رفتار ایکشن، مسلسل اور خوفناک جسمانی فائٹس (شائع ہوگیا ہے)

ناشران
خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

کتب منگوانے کا پتہ
ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Ph 061-4018666
Mob0333-6106573

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور منفرد تیز رفتار کہانی

مکمل ناول

# فاسٹ مشن

مصنف مظہر کلیم ایم اے

❖ پاکیشیا کی ایٹمی تنصیبات کو اوپن کرنے کے لئے کافرستان اور اسرائیل کی مشترکہ سازش۔

❖ کافرستان کے لانچنگ پیڈ سے اسرائیلی خصوصی سیارہ خلاء میں خفیہ طور پر بھجوایا جا رہا تھا جس کی مدد سے پاکیشیائی ایٹمی تنصیبات آسانی سے اوپن ہو جانی تھی مگر اس کی اطلاع عمران کو مل گئی۔ پھر؟

❖ چونکہ خلائی سیارہ خلاء میں بھجوانے کے لئے کام تیزی سے جاری تھا اس لئے عمران اور اس کے ساتھیوں کو انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھنا پڑا لیکن انہیں روک دیا گیا۔ کیوں اور کیسے؟

❖ وہ لمحہ جب کافرستان کے صدر نے شاگل کو لاعلم رکھ کر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ڈاج دینے کی کوشش کی اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب بھی ہو گئے۔ پھر؟

❖ وہ لمحہ جب عمران اور اس کے ساتھی اصل مشن کی طرف بڑھنے

کی بجائے کافرستان کے صدر کے ڈاج میں آ کر دوسری سمت میں مڑ جانے پر مجبور ہوگئے۔ کیا وہ اصل مشن میں ناکام ہوگئے؟

☘ وہ لمحہ جب عمران کو کافرستان کے صدر کے اس ڈاج کا علم ہوگیا لیکن اسرائیلی خلائی سیارہ خلاء میں بھجوانے میں صرف چند منٹ رہ گئے تھے۔ پھر؟

کیا کافرستان اور اسرائیل پاکیشیا کے خلاف
اپنی خوفناک سازش میں کامیاب ہوگیا۔ یا؟

☘ وہ لمحہ جب عمران اپنے ساتھیوں سمیت موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مشن کی کامیابی کے لئے دیوانہ وار آگے بڑھنے لگا۔ پھر؟

انتہائی تیز رفتار اور مارشل آرٹ سے بھرپور ایکشن
اعصاب کو منجمد کر دینے والا سسپنس
ایک منفرد اور تیز رفتار کہانی

ناشران
خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

کتب منگوانے کا پتہ
ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Ph 061-4018666
Mob0333-6106573

عمران سیریز
فائٹ پلس
مظہر کلیم ایم اے

اس ناول کے تمام نام' مقام' کردار' واقعات اور پیش کردہ سچویشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز' مصنف' پرنٹر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشر ------ مظہر کلیم ایم اے
اہتمام ------ محمد ارسلان قریشی
تزئین ------ محمد علی قریشی
طابع ------ شہکار سعیدی پرنٹنگ پریس ملتان

KHAN BROTHERS MULTAN
Price Rs 75/-

**کتب منگوانے کا پتہ**

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Ph 061-4018666
Mob0333-6106573

# چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ ''فائٹ پلس'' کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ قارئین اکثر اپنے خطوط اور ای میلو میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی جسمانی فائٹس کے نہ ہونے کی شکایت کرتے رہتے ہیں لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ وہ جسمانی فائٹس سے بچ کر مشن مکمل کر لیں کیونکہ وہ عملی طور پر اس سطح پر پہنچ چکے ہیں کہ اب وہ جسمانی فائٹس کو بچگانہ پن سمجھنے لگ گئے ہیں لیکن اس ناول میں انہیں مسلسل ایسی جسمانی فائٹس کرنے پر مجبور ہونا پڑا ہے کہ یہ فائٹس شاید طویل عرصے تک ان کو یاد رہے گی۔

عمران کی سپر ایجنٹ اور ناقابل شکست فائٹر سے ہونے والی طویل اور خوفناک فائٹ۔ خاور اور سپر یہودی ایجنٹ گرے کے درمیان ہونے والی خوفناک جسمانی فائٹ۔ صدیقی اور چار لڑکیوں کے درمیان ہونے والی انتہائی خوفناک فائٹ اور اسی طرح اس ناول میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو قدم قدم پر اور مسلسل خوفناک جسمانی فائٹس پر مجبور ہونا پڑا اور یہ فائٹس عام انداز کی بھی فائٹس نہ تھیں بلکہ ان میں سے ہر فائٹ اپنی اپنی جگہ موت اور زندگی کے درمیان فائٹ تھی۔

مجھے یقین ہے کہ جسمانی فائٹس نہ ہونے کا شکوہ کرنے والے قارئین کی تمام تشنگی اس ناول کو پڑھنے کے بعد دور ہو جائے گی۔ اس ناول میں بھی کئی خوفناک یہودی تنظیمیں عمران اور اس کے ساتھیوں کے مقابل آتی رہیں اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف قدم قدم پر موت کے ایسے جال بچھائے گئے جن سے صحیح سلامت نکل جانا تقریباً ناممکن تھا لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں نے اپنی ہمت، جدوجہد اور عزم و حوصلے سے موت کے ہر جال کا تار و پود بکھیر کر رکھ دیا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول قارئین کو اپنے منفرد انداز کی وجہ سے بے حد پسند آئے گا۔ اپنی آراء سے مجھے بذریعہ خطوط یا ای میلز ضرور مطلع کیجئے گا تاکہ آپ کے خطوط اور ای میلز کی رہنمائی میں آپ کے لئے بہتر سے بہتر لکھا جا سکے۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

E.Mail.Address

mazharkaleem.ma@gmail.com

خاور اپنے فلیٹ کے کمرے میں بڑی بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔ ہسپتال میں عمران سے ملنے کے بعد وہ ڈاکٹر صدیقی سے ملا اور انہیں ڈسچارج کرنے کے لئے کہا تو ڈاکٹر صدیقی نے اسے چند مخصوص ہدایات دینے کے بعد ڈسچارج کر دیا اور خاور ٹیکسی لے کر واپس اپنے فلیٹ پر آ گیا۔ لیکن فلیٹ پہنچ کر اس کی بے چینی مزید بڑھ گئی۔ وہ مسلسل یہی سوچ رہا تھا کہ اس کی وجہ سے یہ تمام حالات پیدا ہوئے ہیں۔ اسے اب اندازہ ہو گیا تھا کہ فرخندہ نے اس کی ملاقات جس ڈاکٹر اسٹیک سے کرائی تھی اسی ڈاکٹر اسٹیک نے اس کے ذہن میں گڑبڑ کی تھی اور شاید دانش منزل کے بارے میں تفصیلات اسی نے خاور کے ذہن سے ہی حاصل کی تھیں جس کی وجہ سے دانش منزل سے فائل اڑائی گئی اور اس وجہ سے وہ اپنے آپ کو مجرم محسوس کر رہا تھا۔ پھر اچانک اسے خیال آیا کہ وہ

صدیقی سے معلوم کرے کہ اس نے ہسپتال سے جانے کے بعد کیا کیا ہے۔ کیا وہ فائل واپس حاصل کرنے میں کامیاب بھی ہوا ہے یا نہیں۔ اس نے کرسی پر بیٹھ کر سامنے میز پر موجود فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی لیکن کسی نے فون نہیں اٹھایا تو خاور سمجھ گیا کہ صدیقی کا فلیٹ بند ہے۔ اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس بار دوسری گھنٹی پر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''یس۔ میں احسن بول رہا ہوں'' ...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے فورسٹارز کے ہیڈکوارٹر کے ملازم احسن کی آواز سنائی دی۔

''احسن۔ میں خاور بول رہا ہوں۔ صدیقی صاحب تو نہیں آئے یہاں'' ...... خاور نے کہا۔

''وہ آئے تھے اور انہوں نے چوہان اور نعمانی صاحب کو بھی یہاں کال کر لیا تھا اور ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ تینوں کار میں بیٹھ کر گئے ہیں'' ...... احسن نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اچھا ٹھیک ہے۔ شکریہ'' ...... خاور نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''مجھے خود ہی کچھ کرنا ہوگا'' ...... خاور نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آنکھیں بند کر کے کرسی کی پشت سے کمر لگا دی۔ وہ تصور ہی تصور میں فرخندہ کے ساتھ اپنے آپ کو



ایک کار میں بیٹھے دیکھ رہا تھا۔ اسے صرف یہ یاد تھا کہ فرخندہ اس کے فلیٹ پر آئی تھی اور فرخندہ نے اسے بتایا کہ اس نے اس آدمی کو دیکھا ہے جس سے اس نے وہ مشین پسٹل حاصل کیا تھا اور جس کے ذریعے اس نے خاور پر حملہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ یہ سن کر خاور فوراً ہی اس کے ساتھ اس آدمی کے پاس جانے کے لئے تیار ہو گیا اور پھر وہ دونوں فرخندہ کی کار میں بیٹھ کر ایک رہائشی کالونی کی کوٹھی پہنچے۔ وہاں ایک بوڑھا آدمی موجود تھا۔ اس کے بعد اسے صرف اتنا یاد تھا کہ اس بوڑھے کا چہرہ اس کی نظروں کے سامنے جیسے فکس سا ہو کر رہ گیا تھا۔ مزید اسے کچھ یاد نہ تھا کہ اس کے بعد کیا ہوا۔ اس کے بعد جب اس کے ذہن نے کام شروع کیا تو وہ ہسپتال میں موجود تھا اور ڈاکٹر صدیقی اس کے سامنے کھڑے تھے اور پھر ڈاکٹر صدیقی نے اسے بتایا کہ کس طرح اسے ایک ویران جگہ پر بے ہوش پڑے پایا گیا اور کس طرح وہ یہاں پہنچا تھا اور آج دو روز بعد اسے ہوش آیا ہے۔ اس نے سوچا کہ وہ فرخندہ کو فون کر کے اس سے معلومات حاصل کرے کہ وہ اسے کس بوڑھے آدمی کے پاس لے گئی تھی اور اس کے ساتھ وہاں کیا ہوا تھا لیکن پھر اسے خیال آیا کہ ہسپتال میں اس نے فرخندہ سے پوچھا تھا تو فرخندہ نے اسے بتایا کہ اس بوڑھے کا نام ڈاکٹر اسٹیک ہے اور خاور نے خود اس سے ملنے پر اصرار کیا تھا اور فرخندہ اسے ڈاکٹر اسٹیک کے پاس چھوڑ کر واپس چلی گئی تھی جبکہ خاور کو ہرگز یہ یاد نہ

تھا کہ وہ ڈاکٹر اسٹیک سے ملنے گیا تھا یا اس نے اس سے ملاقات پر اصرار کیا تھا۔ اس کی یادداشت میں صرف اتنا موجود تھا کہ فرخندہ نے اسے مشین پسٹل کے بارے میں بتایا تھا اور وہ اس کے ساتھ اس آدمی سے ملنے گیا تھا جس نے اسے یہ مشین پسٹل دیا تھا اور وہاں اس کی ملاقات ایک بوڑھے سے ہوئی تھی۔ خاور کچھ دیر بیٹھا سوچتا رہا پھر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ارباب بول رہا ہوں'' ...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ارباب کی آواز سنائی دی۔

''خاور بول رہا ہوں ارباب صاحب۔ فرخندہ موجود ہے یہاں'' ...... خاور نے پوچھا۔

''وہ تو اپنے فلیٹ پر گئی ہوئی ہے۔ کبھی کبھار ہی آتی ہے ہمارے ہاں'' ...... ارباب نے جواب دیا۔

''وہاں کا فون نمبر بتا دیں۔ میں نے اس سے ایک ضروری بات کرنی ہے'' ...... خاور نے کہا تو ارباب نے نمبر بتا دیا۔

''شکریہ'' ...... خاور نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر ارباب کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس'' ...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی اور خاور فوراً پہچان گیا کہ بولنے والی فرخندہ ہے۔

''خاور بول رہا ہوں'' ...... خاور نے کہا۔



''اوہ تم۔ تم نے مجھے فون کیا ہے۔ ویری گڈ۔ چلو پتھر میں جونک تو لگی'' ...... دوسری طرف سے فرخندہ کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

''فرخندہ تم جس کالونی میں مجھے لے گئی تھیں اس بوڑھے سے ملوانے وہ کون سی کالونی ہے اور کوٹھی کا نمبر کیا ہے'' ...... خاور نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''روز کالونی۔ کوٹھی نمبر ایک سو ایک لیکن وہ کوٹھی تو اب خالی ہو چکی ہے۔ میں ہسپتال سے سیدھی وہاں گئی تھی لیکن وہاں گیٹ پر تالا لگا ہوا تھا اور کرائے کے لئے خالی ہے کا بورڈ بھی موجود تھا''۔ فرخندہ نے جواب دیا۔

''کیا تمہارے ذہن میں کوئی ایسی کالونی ہے جہاں انتہائی گھنے ببول کے درختوں کی ایک قطار ہے'' ...... ایک خیال کے تحت خاور نے چونک کر پوچھا۔

''ببول کے درخت۔ یہ ببول کیا ہوتا ہے'' ...... فرخندہ نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''انہیں کیکر کے درخت بھی کہتے ہیں۔ اس میں بڑے بڑے کانٹے ہوتے ہیں۔ نوکیلے کانٹے'' ...... خاور نے کہا۔

''سوری خاور۔ میں نے تو ایسے درخت دیکھے ہی نہیں۔ نجانے تم کن درختوں کے بارے میں کہہ رہے ہو۔ کانٹے دار صحرائی پودے تو ہوتے ہیں جنہیں کیکٹس کہا جاتا ہے اور آج کل تو کیکٹس

کے پودے ہر کوٹھی میں موجود ہوتے ہیں کیونکہ یہ دیکھنے میں بے حد خوبصورت ہوتے ہیں لیکن کیکٹس کے درخت تو نہیں ہوتے"۔ فرخندہ نے جواب دیتے ہوئے کہا تو خاور نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"اوکے شکریہ"...... خاور نے منہ بناتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے ذہن میں ایک دھندلا سا خیال تھا کہ وہ کسی ایسی جگہ لے جایا گیا تھا جہاں ببول کے درختوں کی پوری قطار تھی۔ یہ درخت طویل عرصہ پہلے تو ہر جگہ نظر آتا تھا لیکن اب یہ درخت بڑے بڑے شہروں میں تو قصہ پارینہ بن چکا تھا اور ظاہر ہے پاکیشیا کا دارالحکومت ایک جدید بلکہ جدید ترین شہر بن چکا ہے اس لئے اس کے ذہن میں ایسی کوئی جگہ نہ آ رہی تھی جہاں ببول کے درخت ہو سکتے ہوں۔ وہ بیٹھا سوچتا رہا لیکن باوجود سوچنے کے جب اسے کوئی ایسا مقام یاد نہ آیا تو اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور اٹھ کر اس نے فریج سے جوس کا ایک ٹن نکالا اور اسے کھول کر منہ سے لگا لیا۔ ابھی اس نے جوس ختم ہی کیا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ خاور بول رہا ہوں"...... خاور نے کہا۔

"فرخندہ بول رہی ہوں خاور۔ میں نے معلوم کر لیا کہ وہ درخت کیا نام بتایا تھا تم نے بابول۔ ہاں۔ ببول۔ وہ کہاں موجود ہیں"......فرخندہ کی مسرت بھری آواز سنائی دی تو خاور چونک پڑا۔



"کہاں ہیں یہ درخت"...... خاور نے بے چین سے لہجے میں پوچھا۔

"میں تمہارے فلیٹ پر آ رہی ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"یہ بھی ببول کے کانٹے سے کم ثابت نہیں ہو رہی۔ خواہ مخواہ گلے پڑ رہی ہے۔ نانسنس"...... خاور نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد کال بیل کی آواز سنائی دی تو وہ اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اسے یقین تھا کہ دروازے پر فرخندہ ہی ہو گی اس لئے اس نے پوچھے بغیر دروازہ کھول دیا۔ باہر واقعی فرخندہ موجود تھی۔ اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات واضح طور پر نمایاں تھے۔

"آؤ"...... خاور نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا تو فرخندہ اندر داخل ہو گئی۔ خاور نے اس کے عقب میں دروازہ بند کیا اور پھر وہ اسے ساتھ لئے سٹنگ روم میں آ گیا۔ اس نے فریج سے جوس کا ایک ٹن نکال کر اس کے سامنے رکھا اور خود دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔

"شکریہ۔ فرخندہ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ٹن اٹھا کر اس میں موجود سٹرا کو منہ سے لگا لیا۔

"تم نے خواہ مخواہ یہاں آنے کی زحمت کی۔ فون پر ہی بتا دیتیں"...... خاور نے کہا تو فرخندہ چونک پڑی۔

"کیا مطلب۔ کیا تمہیں میرے آنے پر خوشی نہیں ہوئی"۔

فرخندہ نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ خاور کو اس کی آمد پر خوشی نہیں ہوئی۔

’’میں خوشی ناخوشی کی بات نہیں کر رہا۔ صرف مقام ہی بتانا تھا اور وہ فون پر بھی بتایا جا سکتا تھا‘‘...... خاور نے کہا تو فرخندہ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اس کے چہرے پر موجود مسرت کے تاثرات غائب ہو گئے تھے۔

’’سوری خاور۔ میں دراصل ضرورت سے زیادہ خوش فہم ٹائپ کی لڑکی ہوں اور خواہ مخواہ خیالوں میں محل بنا لیتی ہوں لیکن تم نے واقعی مجھے آئینہ دکھا دیا ہے۔ میں تو سمجھی تھی کہ تم میرے آنے پر مسرت سے میرے سامنے بچھ جاؤ گے۔ میرا شکریہ ادا کرتے کرتے تمہاری زبان تھک جائے گی لیکن تم نے تو ایک فقرہ کہہ کر میری خوش فہمی کے غبارے سے ہوا ہی نکال دی ہے‘‘...... فرخندہ نے کہا تو خاور بے اختیار ہنس پڑا۔

’’میرا خیال تھا کہ تم میچور ہو چکی ہو گی لیکن تمہارا ذہن تو ابھی بچوں جیسا ہے۔ بہرحال بتاؤ کہ وہ ببول کے درخت کہاں موجود ہیں‘‘...... خاور نے کہا۔

’’ایک شرط پر بتا سکتی ہو کہ تم اگر وہاں جاؤ تو مجھے ساتھ لے کر جاؤ‘‘...... فرخندہ نے کہا۔

’’یہ ضروری تو نہیں کہ میں وہاں جاؤں‘‘...... خاور نے کہا۔

’’چلو یہ وعدہ کر لو کہ جب وہاں جاؤ گے تو مجھے ساتھ لے جاؤ



گے‘‘...... فرخندہ نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ وعدہ کہ میں تمہیں بتا کر جاؤں گا‘‘...... خاور نے کہا۔

’’یہ درخت شہر کے مضافات میں واقع سب سے پرانی کالونی میں اب بھی موجود ہیں اور اس کالونی کا نام مہر آباد ہے‘‘۔ فرخندہ نے کہا۔

’’تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے‘‘...... خاور نے چونک کر پوچھا کیونکہ شعوری طور پر وہ آج تک اس جگہ نہیں گیا تھا۔ البتہ مہر آباد کا نام اس نے ضرور سنا ہوا تھا۔

’’تمہارے فون کے بعد میں نے ارباب بھائی کو فون کیا اور ان سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے یہ بتا دیا‘‘...... فرخندہ نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ تمہارا شکریہ‘‘...... خاور نے کہا۔

’’تو اب تم وہاں کب جاؤ گے‘‘...... فرخندہ نے بڑے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

’’میں نے تو ایسے ہی پوچھا تھا۔ ضروری تو نہیں کہ میں وہاں جاؤں‘‘...... خاور نے پہلو بچاتے ہوئے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ لیکن تم نے وعدہ کیا ہے کہ جب تم وہاں جاؤ گے تو مجھے ساتھ لے جاؤ گے‘‘...... فرخندہ نے کہا۔

’’ہاں۔ میں نے جو وعدہ کیا ہے وہ پورا کروں گا کہ تمہیں بتا کر

وہاں جاؤں گا''...... خاور نے کہا۔
''اوکے۔ اب مجھے اجازت''...... فرخندہ نے اٹھتے ہوئے کہا تو خاور بھی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور پھر جب وہ دروازے سے باہر چلی گئی تو خاور نے اس انداز میں طویل سانس لیا جیسے اس کے سر سے کوئی بھاری بوجھ اتر گیا ہو۔ دروازہ بند کر کے وہ واپس سٹنگ روم میں آیا اور اس نے وہاں موجود الماری کھول کر اس کے سب سے نچلے خانے میں موجود ایک دراز کو کھول کر اس میں سے ایک تہہ شدہ نقشہ نکالا اور اسے کھول کر اس نے میز پر بچھا دیا۔ یہ دارالحکومت کا تفصیلی نقشہ تھا۔ خاور مہر آباد کو چیک کرنا چاہتا تھا۔ اسے اب یقین ہو گیا تھا کہ اسے مہر آباد لے جایا گیا تھا کیونکہ اس کے ذہن میں ببول کے درختوں کا ایک دھندلا سا خاکہ موجود تھا۔ ببول کے درخت ان دنوں شہر میں کہیں نظر نہ آتے تھے اس لئے شاید یہ ببول کے درختوں کی طویل قطار دیکھ کر خاور کے ذہن میں حیرت کے تاثرات ابھرے تھے جو نقش ہو کر رہ گئے۔ باقی سب کچھ اندھیرے میں کھو چکا تھا لیکن ببول کے درختوں کا دھندلا خاکہ ابھی تک اس کے ذہن پر نقش تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ جن لوگوں نے اس کے ساتھ کوئی کارروائی کی ہے وہ بہرحال مہر آباد میں رہتے تھے اور اب وہ خود ان کا کھوج لگانا چاہتا تھا۔ نقشہ دیکھ کر اس نے نہ صرف مہر آباد کو چیک کیا بلکہ اس کے راستوں کو بھی اچھی طرح چیک کر لیا۔ نقشے کے مطابق مہر آباد خاصی وسیع کالونی



تھی اور اب اس کے لئے مسئلہ یہ تھا کہ اسے یہ کیسے معلوم ہو سکتا تھا کہ مہر آباد میں اسے کس کوٹھی میں لے جایا گیا تھا۔
خاور نے ایک بار پھر کرسی کی عقبی سیٹ سے پشت لگائی اور آنکھیں بند کر لیں۔ اس نے اپنے ذہن کو آزاد چھوڑ دیا تھا۔ یہ اس کا ذاتی تجربہ تھا کہ جب ذہن کو آزاد چھوڑ دیا جائے تو ذہن خود بخود اس مسئلے کا حل نکال لیتا تھا جو درپیش ہوتا تھا اور اب بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ آنکھیں بند کرنے کے تھوڑی دیر بعد ہی اس کے ذہن کے پردے ایک سرخ رنگ کے بڑے سے جہازی سائز کے پھاٹک کی تصویر ابھری جو آہستہ آہستہ کھل رہا تھا۔ اس پھاٹک کے اوپر والے حصوں پر پرندوں کے ماڈل سے بنے ہوئے تھے جب پھاٹک بند ہوتا تھا تو یوں لگتا تھا جیسے کئی قسم کے پرندے پھاٹک کے اوپر آ کر بیٹھ گئے ہوں۔ اس کے ساتھ ہی اس نے آنکھیں کھول دیں اور پھر نقشہ بند کر کے اس نے الماری میں رکھا اور الماری سے ہی اس نے ایک مشین پسٹل نکال کر جیب میں ڈالا اور الماری بند کر کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے اچانک خیال آ گیا تھا کہ جب وہ مہر آباد ان ببول کے درختوں کو دوبارہ دیکھے گا تو یقیناً اسے سب کچھ یاد آ جائے گا اس لئے اس نے فوری طور پر وہاں جانے کا فیصلہ کر لیا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے مہر آباد کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔
چونکہ مہر آباد ایک مضافاتی علاقہ تھا اس لئے شہر کو کراس کرنے

اور اس مضافاتی علاقے تک پہنچنے میں اسے ڈیڑھ گھنٹہ لگ گیا اور پھر جب وہ مہر آباد میں داخل ہو کر ادھر ادھر کار گھمانے لگا تو سب سے آخری لائن میں اسے ببول کے درختوں کی طویل قطار نظر آ گئی۔ وہ اس قطار کے نیچے سے سڑک پر کار چلاتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا کہ اچانک وہ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ اس نے سرخ رنگ کا جہازی سائز پھاٹک دیکھ لیا تھا۔ پھاٹک بند تھا اور اس کے اوپر والے کنارے پر بنے ہوئے پرندے واقعی یوں دکھائی دے رہے تھے جیسے پھاٹک پر آ کر بیٹھ گئے ہوں۔ یہ ایک پرانی طرز کی خاصی بڑی اور وسیع حویلی نما کوٹھی تھی۔ خاور اسے غور سے دیکھتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ حویلی کی چاردیواری کسی قلعے کی طرح خاصی اونچی بھی تھی اور اس پر خاردار تاروں کا باقاعدہ جال بھی تھا جہاں پر تقریباً ہر دس فٹ کے بعد ایک بلب بھی موجود تھا اور ان بلبوں کو دیکھ کر خاور فوراً سمجھ گیا کہ ان خاردار تاروں میں باقاعدہ الیکٹرک کرنٹ بھی موجود ہو گا۔

گو دن کے وقت بلب آف تھے لیکن ان بلبوں کی موجودگی بتا رہی تھی کہ ان تاروں میں الیکٹرک وائر بھی شامل ہو گی۔ خاور نے کار کافی آگے لے جا کر پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ پیدل چلتا ہوا اس حویلی نما کوٹھی کے عقب میں آ گیا۔ یہاں بھی دیواریں اتنی ہی اونچی تھیں اور ان پر خاردار تاریں اور الیکٹرک تار بھی موجود تھی۔ ایک لحاظ سے اس کوٹھی کے اندر جانے کا سوائے



پھاٹک کے اور کوئی راستہ نہ تھا اور ظاہر ہے وہ پھاٹک پر چڑھ کر اندر نہ کود سکتا تھا اور اگر وہ کال بیل بجا کر باقاعدہ پھاٹک کھلواتا تو پھر اس کا اندر جانا ہی بے کار تھا۔ وہ کافی دیر سوچتا رہا اور پھر اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آ گیا کہ اتنی بڑی حویلی نما کوٹھی کا گٹر بھی خاصا چوڑا ہو گا اور گٹر لائن کے ذریعے آسانی سے اس حویلی میں داخل ہوا جا سکتا ہے۔ اس نے اب گٹر لائن چیک کرنا شروع کر دی اور پھر کوٹھی کے عقبی طرف کوٹھی سے کچھ فاصلے پر اسے گٹر کا دہانہ نظر آ گیا۔ خاور نے آگے بڑھ کر ڈھکن ہٹایا اور اندر جھانک کر اس نے گٹر لائن کو چیک کیا اور پھر وہ واپس اپنی کار کی طرف بڑھ گیا کیونکہ اسے خیال آیا تھا کہ نجانے کوٹھی میں کتنے افراد ہوں اس لئے اسے کار کی فرنٹ سیٹ کے نیچے بنے ہوئے باکس میں سے گیس پسٹل اٹھا لینا چاہئے۔ اس کا خیال تھا کہ گیس پسٹل سے اسے کافی آسانی ہو جائے گی۔

چنانچہ کار کے قریب پہنچ کر اس نے فرنٹ سیٹ کو اٹھایا اور نیچے موجود باکس میں سے گیس پسٹل اٹھا کر اس نے سیٹ کو دوبارہ ایڈجسٹ کیا اور پھر ہٹ کر کار کا دروازہ بند کرنے لگا تو اچانک اس کے سر کے عقبی طرف کسی نے زور دار ضرب لگائی اور خاور منہ کے بل دوبارہ سیٹ پر جا گرا۔ اس کے ساتھ ہی وہ جھٹکے سے اٹھا لیکن ساتھ ہی ایک اور زور دار ضرب لگی اور خاور کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سر پر قیامت ٹوٹ پڑی ہو اور اس کا ذہن یکلخت

اندھیرے میں ڈوبتا چلا گیا۔ پھر جس طرح گھپ اندھیرے میں بجلی چمکتی ہے اسی طرح اس کے تاریک ذہن میں بجلی کی چمک سی ابھری اور پھر آہستہ آہستہ اس کے ذہن میں روشنی پھیلتی چلی گئی۔ اس نے ہوش میں آتے ہی بے اختیار ادھر ادھر دیکھا تو اس نے اپنے آپ کو ایک خاصے بڑے کمرے میں کرسی پر بیٹھے ہوئے پایا۔ اس کا جسم رسی کی مدد سے کرسی سے بندھا ہوا تھا۔ اس کی کرسی کے سامنے دو خالی کرسیاں موجود تھیں جبکہ اس کمرے میں دروازے کے قریب مشین گنوں سے مسلح دو غیر ملکی کھڑے تھے۔ دونوں ہی گریٹ لینڈ نژاد تھے۔ اسے ہوش میں آتا دیکھ کر ایک غیر ملکی جلدی سے دروازہ کھول کر باہر نکل گیا جبکہ دوسرا وہیں کھڑا اسے دیکھتا رہا جبکہ خاور بیٹھا سوچ رہا تھا کہ وہ کن لوگوں کے درمیان پہنچ گیا ہے اور پھر جیسے ہی دروازہ کھلا تو دو گریٹ لینڈ نژاد آدمی اندر داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے وہ آدمی تھا جو خاور کو ہوش میں آتے دیکھ کر کمرے سے باہر چلا گیا تھا۔ یہ دونوں خاور کی کرسی کے سامنے کچھ فاصلے پر پڑی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''تمہارا نام خاور ہے اور تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے''...... ایک آدمی انتہائی سخت اور سرد لہجے میں خاور سے مخاطب ہو کر کہا۔

''میرا نام واقعی خاور ہے لیکن میرا تعلق فور سٹارز سے ہے''۔ خاور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔



''ٹھیک ہے۔ ہمیں تمہارے بارے میں سب کچھ معلوم ہے لیکن تم یہ بتاؤ کہ تم یہاں تک پہنچے کیسے۔ تمہیں اس کوٹھی کے بارے میں کس نے بتایا ہے''...... اس آدمی نے کہا۔

''پہلے تم بتاؤ کہ تم کون ہو اور تم نے مجھے اس انداز میں کیوں باندھ کر بٹھایا ہے''...... خاور نے کہا۔

''اگر میں تمہیں اپنا تعارف کرا دوں تو تم خوف کی وجہ سے سچ نہیں بولو گے''...... اس آدمی نے منہ بناتے ہوئے کہا تو خاور بے اختیار ہنس پڑا۔

''تم الٹی بات کر رہے ہو۔ کہا تو یہی جاتا ہے کہ خوف کی وجہ سے خودبخود منہ سے سچ نکل جاتا ہے لیکن تم بے فکر رہو اگر تم سچ بولو گے تو میں بھی سچ بولوں گا''...... خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔

''تم ضرورت سے کچھ زیادہ ہی بہادر بننے کی کوشش کر رہے ہو۔ میرا نام گرے ہے اور یہ میرا نائب مارک ہے۔ تمہارے ذہن سے ڈاکٹر اسٹیک نے سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر کا ایڈریس معلوم کیا اور پھر ہم نے اس عمارت پر ریڈ کر کے اپنی مطلوبہ فائل وہاں سے حاصل کر لی۔ اس کے بعد ہم نے وہ فائل کارسانہ کلب کے جنرل منیجر کے حوالے کر دی لیکن پھر ہمیں معلوم ہوا کہ کارسانہ کلب کے جنرل منیجر کو ہلاک کر کے فائل واپس حاصل کر لی گئی ہے۔ ہمیں کچھ مشینری کی آمد کا انتظار ہے۔ جیسے ہی وہ مشینری ہمارے پاس پہنچے گی تو ہم نہ صرف اس عمارت پر دوبارہ ریڈ کر کے نہ صرف

فائل حاصل کر لیں گے بلکہ اس بار اس پوری عمارت کو بھی مکمل طور
تباہ کر دیں گے''...... گرے نے کہا۔

''تمہارا تعلق کس تنظیم سے ہے''...... خاور نے پوچھا۔

''اب چونکہ تم نے زندہ یہاں سے واپس نہیں جانا اس لئے
تمہیں بتا دینے میں کوئی حرج نہیں ہے کہ ہمارا تعلق ایک بین
الاقوامی تنظیم کراس ونگز سے ہے''...... گرے نے جواب دیتے
ہوئے کہا تو خاور نے گرے کی یہ بات سنتے ہی اپنی انگلیوں کی
حرکت تیز کر دی۔ وہ مسلسل انگلیوں کی مدد سے رسی کی گانٹھ تلاش
کرنے میں مصروف تھا لیکن ابھی تک اسے کامیابی نہ ہوئی تھی۔

''تو پھر یہ بھی بتا دو کہ اس فائل میں ایسی کیا بات ہے کہ تم اس
کے حصول کے لئے اتنی محنت کر رہے ہو''...... خاور نے بات کو طول
دے کر مزید وقت حاصل کرنے کے لئے کہا۔

''کراس ونگز یہودیوں کی خفیہ بین الاقوامی تنظیم ہے اور اس
تنظیم کے تحت ایک خفیہ لیبارٹری میں ایک ایسا آلہ تیار ہو رہا ہے
جس کی مدد سے یہودی پوری دنیا پر آسانی سے قبضہ کر لیں گے اور
اس آلہ کا پہلا استعمال پاکیشیا کے خلاف ہی ہو گا کیونکہ پاکیشیا
یہودیوں کا دشمن نمبر ایک ہے۔ اس آلے پر کام رک گیا ہے۔ کوئی
سائنسی الجھن سامنے آ گئی ہے جس پر اس الجھن کو دور کرنے کے
لئے جب معلومات حاصل کی گئیں تو معلوم ہوا کہ تمہارے ملک کے
ایک سائنس دان نے شوگرانی سائنس دانوں کے ساتھ مل کر ایسے



ہی آلے پر کام کیا تھا اور وہ سائنسی الجھن بھی دور کر لی گئی تھی۔ جو
یہودی سائنس دانوں کو درپیش ہے لیکن وہ پاکیشیائی سائنس دان
طبعی موت مر گیا اور تب سے اس فارمولے کی فائل پاکیشیا سیکرٹ
سروس کے ہیڈکوارٹر میں موجود ہے جس کا کوڈ نام ای جے ہے اور
ہم نے اب ہر صورت میں وہ فائل حاصل کر کے اس لیبارٹری میں
پہنچانی ہے تا کہ یہودی سائنس دان اس اہم ایجاد کو اپنی مرضی کے
مطابق مکمل کر سکیں''...... گرے نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''باس۔ آپ کیوں اسے یہ ساری تفصیل بتا رہے ہیں۔ ایسا نہ
ہو کہ یہ زندہ بچ جائے اور ہمارے لئے مسائل پیدا ہو جائیں''۔
ساتھ بیٹھے ہوئے مارک نے پہلی بار بولتے ہوئے کہا۔

''احمق مت بنو مارک۔ اب یہ کیسے یہاں سے بچ کر جا سکتا
ہے اور مجھے معلوم ہے کہ تربیت یافتہ ایجنٹوں سے اگر سچی باتیں کی
جائیں تو وہ بھی جواب میں سچ بول دیتے ہیں''...... گرے نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جس لیبارٹری کا تم ذکر کر رہے ہو یہ کہاں ہے''...... خاور نے
پوچھا۔

''ہمیں نہیں معلوم۔ سپر چیف کو معلوم ہو گا اور اب بہت باتیں
ہو چکی ہیں۔ اب تم بتاؤ کہ تم یہاں کیسے پہنچے۔ کس نے تمہیں یہاں
کا ایڈریس بتایا ہے''...... گرے نے سخت لہجے میں کہا۔

''میں سب کچھ سچ سچ بتا دوں گا لیکن ابھی میرے چند سوال

باقی ہیں۔ ان کا جواب دے دو پھر جو چاہے کرتے رہنا۔ کم از کم مرنے سے پہلے میں ذہنی طور پر مطمئن تو ہو جاؤں گا''...... خاور نے کہا۔ اس کی پشت پر موجود ہاتھوں کی انگلیاں مسلسل سانپوں کے پھنوں کی طرح حرکت کر رہی تھیں لیکن اسے اپنے مقصد میں کامیابی نہ ہو رہی تھی اس لئے اب اس نے بازوؤں کو آہستہ آہستہ اوپر نیچے حرکت دینا شروع کر دی تھی تا کہ اس طرح گانٹھ تک اس کی انگلیاں پہنچ سکیں۔ اسے معلوم تھا کہ اس کمرے میں مخالفوں کی تعداد چار ہے اور باہر نجانے اور کتنے افراد موجود ہوں گے اور یہ سب انتہائی تربیت یافتہ ایجنٹ تھے اور ان کے پاس یقیناً اسلحہ بھی ہو گا جبکہ اسے یقین تھا کہ تلاشی کے دوران اس کی جیبوں سے مشین پسٹل اور گیس پسٹل دونوں نکال لئے گئے ہوں گے لیکن ان سب باتوں کے باوجود وہ انتہائی مطمئن انداز میں بیٹھا ہوا تھا کیونکہ ان کی ٹریننگ ہی اس انداز میں کی گئی تھی کہ وہ نازک سے نازک حالات میں بھی پریشان نہ ہوتے تھے۔ ان کا یقین کامل تھا کہ موت اور زندگی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ اس بات پر مکمل یقین رکھتے تھے کہ بظاہر سامنے موت کھڑی نظر آنے کے باوجود ضروری نہیں کہ وہ موت کا شکار ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ زندگی کے آخری لمحے تک جدوجہد کرنا ان کی فطرت کا حصہ بن چکی تھی اس لئے خاور انتہائی اطمینان بھرے انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔

''جو سوالات ہیں ایک ہی بار کر لو''...... گرے نے گہری سانس



لیتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر ابھرنے والے تاثرات بتا رہے تھے کہ اسے خاور کے اس طرح اطمینان بھرے انداز میں بات کرنے پر دل ہی دل میں بے حد حیرت ہو رہی ہے۔

''تمہیں سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر کے بارے میں کس نے بتایا تھا اور تم کیسے اندر آ گئے اور وہاں تمہاری کس سے ملاقات ہوئی''...... خاور نے کہا۔

''ہمیں سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر کے بارے میں علم تم سے ہوا تھا''...... گرے نے مسکراتے ہوئے کہا تو خاور بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ کرب کے تاثرات بھی ابھر آئے تھے۔

''مجھ سے یہ کیسے ممکن ہے''...... خاور نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو گرے ہنس پڑا۔

''تمہاری حیرت اپنی جگہ بجا ہے کیونکہ تمہیں معلوم ہی نہیں کہ تمہارے ساتھ کیا ہو چکا ہے۔ چلو۔ میں تمہیں بتا دیتا ہوں تا کہ مرنے سے پہلے تمہارے ذہن کو مکمل اطمینان ہو جائے۔ فرخندہ گریٹ لینڈ کی ایک ایجنسی سالوس کے ذریعے اس مشن میں شامل کی گئی اور تمہارے ذہن سے سب کچھ معلوم کرنے کے لئے گریٹ لینڈ کے معروف ڈاکٹر اسٹیک کو یہاں بھجوایا گیا۔ فرخندہ تمہیں ساتھ لے کر ڈاکٹر اسٹیک کے پاس پہنچی اور پھر اسے واپس بھجوا دیا گیا اور ڈاکٹر اسٹیک نے تمہارے لاشعور کو کنٹرول میں لے کر جو

معلومات تمہیں حاصل تھیں خود حاصل کر لیں اور تمہیں اس کا علم
تک نہ ہو سکا۔ چونکہ ہم نہیں چاہتے تھے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس
الرٹ ہو اس لئے تمہیں زندہ واپس بھجوا دیا گیا اور تم ہسپتال پہنچ
گئے۔ تم سے اس عمارت جس کا نام دانش منزل تھا، کا محل وقوع
معلوم کر لیا گیا تھا۔ لہٰذا ہم نے انتہائی جدید ترین مشینری کی مدد
سے وہاں کے حفاظتی انتظامات کو زیرو کیا اور وہاں سے مطلوبہ فائل
حاصل کر لی۔ ریڈ کے وقت وہ عمارت دانش منزل مکمل طور پر خالی
تھی۔ وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ فائل حاصل کر کے گریٹ لینڈ
بھجوانے کے لئے کارسانہ کلب پہنچا دی گئی لیکن کارسانہ کلب کے
جنرل میجر اور اس کی پرسنل سیکرٹری لوسیا کو ہلاک کر کے فائل وہاں
سے حاصل کر لی گئی اور یقیناً یہ فائل واپس دانش منزل پہنچا دی گئی
ہو گی''...... گرے نے لطف لے لے کر تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور
خاور کے ذہن میں یہ سن کر دھماکے سے ہونے لگے کہ دانش منزل
کا ایڈریس اس سے معلوم کیا گیا تھا اور اس کو اس بات کا سرے
سے علم تک نہ تھا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اب ہر صورت میں
ان سب کا خاتمہ ضروری ہو گیا ہے اور عین اسی لمحے قدرت نے
بھی اس کی مدد کی اور گانٹھ کی مخصوص رسی اس کے ہاتھ میں آ گئی۔
رسی اس کے جسم کے گرد بھی بندھی ہوئی تھی اور اسے معلوم تھا کہ
گانٹھ کھلنے سے صرف رسی ڈھیلی ہو گی۔ اسے کھولنے اور اس کی
گرفت سے مکمل طور پر آزاد ہونے کے لئے کافی وقت چاہئے تھا



جو بظاہر اس کے پاس نہ تھا لیکن بہرحال اس نے کوشش تو کرنی ہی
تھی۔ اب اس کا نتیجہ جو بھی نکلتا اس کی خاور کو پرواہ نہ تھی۔

''اب تم بتاؤ کہ تم یہاں کیسے پہنچے''...... گرے نے اسے خاموش
دیکھ کر پوچھا۔

''میرے ذہن میں ببول کے درختوں کی ایک طویل قطار موجود
تھی۔ یہ ایسے درخت ہیں جو پرانے دور میں تو عام پائے جاتے
تھے لیکن اب اس جدید دور میں یہ خال خال ہی نظر آتے ہیں اور
خاص طور پر کسی رہائشی کالونی میں ان کی موجودگی انتہائی حیرت انگیز
ہے اس لئے یہ میرے ذہن میں رہ گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک
سرخ رنگ کا بڑا سا پھاٹک بھی میرے ذہن میں موجود تھا۔ ان
درختوں کے بارے میں، میں نے معلومات حاصل کیں تو مجھے بتایا
گیا کہ ان درختوں کی قطار مضافاتی کالونی مہر آباد میں موجود ہے۔
چنانچہ میں یہاں آ گیا۔ یہاں واقعی ببول کے درخت بھی موجود
تھے اور پھر مجھے حویلی نما کوٹھی کا بڑا سا سرخ پھاٹک بھی نظر آ گیا۔
میں کار روک کر نیچے اترا اور پھر میں نے اس کا عقبی طرف سے
جائزہ لیا۔ تم لوگوں نے شاید یہاں نگرانی کرنے کے آلات نصب
کئے ہوئے تھے اس لئے تم نے مجھے چیک کر کے بے ہوش کر دیا
اور میں اب اس حالت میں موجود ہوں''...... خاور نے سب کچھ سچ
سچ بتاتے ہوئے کہا۔

''تم ہمیں کیوں چیک کرنا چاہتے تھے۔ کیا تمہیں تمہارے چیف

نے حکم دیا تھا''...... گرے نے کہا۔

''نہیں۔ میں اپنے طور پر ان لوگوں کو ٹریس کرنا چاہتا تھا جنہوں نے مجھے ہسپتال پہنچایا تھا۔ مجھے تو اس فائل کی دانش منزل سے چوری اور پھر اس کی واپسی کا علم تک نہیں تھا۔ میں تو یہ سب کچھ پہلی بات تم سے سن رہا ہوں''...... خاور نے کہا۔

''تو کیا تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام نہیں کرتے''۔ گرے نے پوچھا۔

''کرتا ہوں لیکن اس وقت جب چیف ہمیں حکم دیتا ہے ورنہ ہم فورسٹارز کے لئے کام کرتے رہتے ہیں۔ یہ بھی سرکاری تنظیم ہے لیکن اس کا دائرہ کار مقامی مجرموں تک ہی محدود ہے''...... خاور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ آزاد ہو چکے تھے اور اب وہ باتیں کرتے ہوئے وہ بازوؤں کو غیر محسوس طور پر اس انداز میں حرکت دے رہا تھا کہ رسیاں ڈھیلی پڑتی جا رہی تھیں لیکن ظاہر ہے وہ زیادہ کھل کر یہ کام نہیں کر سکتا تھا۔

''اوکے۔ اب بہت باتیں ہو گئی ہیں اس لئے اب تمہیں مرنا ہو گا کیونکہ تمہارے علاوہ اور کسی کو یہاں کا علم نہیں ہے''...... گرے نے جیب سے مشین پسٹل نکالتے ہوئے کہا۔

''کیا تم مجھے گولی مارنے سے پہلے ایک اور کام کر سکتے ہو۔ صرف ایک بوتل پانی پلوا دو''...... خاور نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔



''تمہیں اس سے کیا فرق پڑے گا۔ تم نے تو بہرحال مر ہی جانا ہے''...... گرے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ہم مسلمان ہیں۔ ہم تو بکری کو ذبح کرنے سے پہلے اسے بھی پانی پلاتے ہیں اور تمہیں اس میں کیا رسک نظر آ رہا ہے''...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوکے''...... گرے نے کہا اور پھر اس نے گردن گھما کر عقب میں موجود افراد میں سے ایک کو اشارے سے قریب بلایا۔

''یس باس''...... اس آدمی نے تیزی سے قریب آتے ہوئے کہا۔

''ساتھ والے کمرے کی الماری سے پانی کی بوتل لے آؤ اور اسے پانی پلا دو''...... گرے نے کہا۔

''یس باس''...... اس آدمی نے کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

''شکریہ مسٹر گرے۔ ایک آخری بات بھی بتا دو کہ تمہارے ساتھ کتنے آدمی یہاں موجود ہیں''...... خاور نے کہا۔

''میرے علاوہ پانچ آدمی''...... گرے نے جواب دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ آدمی کمرے میں داخل ہوا جسے گرے نے پانی لینے کے لئے بھیجا تھا۔ اس کے ہاتھ میں پانی کی بوتل تھی جبکہ مشین گن اس کے کاندھے سے لٹکی ہوئی تھی۔ وہ تیزی سے قدم اٹھاتا ہوا خاور کے پاس پہنچا اور اس نے بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور بوتل خاور کے منہ

سے لگا دی لیکن خاور نے منہ کو اس انداز میں جھٹکا دیا کہ بوتل کا رخ خودبخود نیچے ہوگیا اور اس آدمی کی توجہ ایک لمحے کے لئے خاور سے ہٹی تو خاور یکلخت اچھلا اور دوسرے لمحے وہ آدمی ناک پر خاور کے سر کی زوردار ٹکر کھا کر ایک قدم پیچھے ہٹا۔ چونکہ نیچے دیکھنے کی وجہ سے اس کے سر کا رخ نیچے کی طرف ہوگیا تھا اس لئے خاور کے سر کی زوردار ٹکر اس کی ناک پر پڑی تھی۔

"کیا ہوا۔ کیا ہوا"...... گرے نے یکلخت چونک کر کہا۔ اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہوا ہی تھا کہ خاور نے بجلی کی سی تیزی سے دونوں بازو رسیوں سے نکالے اور پھر اس سے پہلے کہ وہ آدمی سنبھلتا خاور نے کرسی سمیت اٹھتے ہوئے اسے بجلی کی سی تیزی سے پکڑا اور دوسرے لمحے وہ آدمی اڑتا ہوا اپنے عقب میں موجود گرے اور مارک سے جا ٹکرایا اور پھر وہ تینوں ہی الٹ کر نیچے گرے تو دروازے کے قریب کھڑا آدمی دوڑتا ہوا گرے کی طرف بڑھا۔ وہ شاید ان کی مدد کرنا چاہتا تھا اور خاور نے یہ سارا کھیل صرف وقت لینے کی خاطر کھیلا تھا۔ اس کے بازو بجلی کی سی تیزی سے حرکت کر رہے تھے اور چند لمحوں بعد ہی وہ رسیوں اور کرسی سے آزادی حاصل کر چکا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے یکلخت دائیں طرف چھلانگ لگا دی اور صرف ایک لمحے کے فرق سے گرے کے مشین پسٹل کی گولیاں عین اس جگہ پڑیں جہاں ایک لمحہ پہلے خاور موجود تھا۔

خاور کے چھلانگ لگاتے ہی گرے جو اب اٹھ کر کھڑا ہو چکا



تھا، نے اپنے مشین پسٹل کا رخ بدلا لیکن خاور تو بجلی بنا ہوا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ گرے کے صرف ہاتھ گھمانے پر ہی وہ گولیوں کا شکار ہو جائے گا اس لئے دائیں طرف چھلانگ لگاتے ہی اس کے دونوں پیر جیسے ہی فرش پر لگے اس کا جسم بجلی سے بھی زیادہ تیزی سے دوبارہ اپنی جگہ آ گیا۔ اس طرح گرے کی طرف سے چلائی گئی گولیاں اس بار بھی ایک لمحے کے وقفے کی وجہ سے خاور کو چھو نہ سکیں لیکن اس سے پہلے کہ گرے دوبارہ ہاتھ سیدھا کرتا خاور کے بازو گھومے اور گرے کے حلق سے یکلخت چیخ نکلی اور وہ اچھل کر پہلو کے بل نیچے جا گرا۔ خاور نے وہ کرسی جس پر وہ بیٹھا ہوا تھا ہاتھ کے ایک ہی جھٹکے سے گرے پر اچھال دی تھی اور یہ کرسی کی ضرب ہی تھی جس نے گرے کو پہلو کے بل گرنے پر مجبور کر دیا تھا لیکن اسی لمحے مشین گن کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی خاور چیختا ہوا گھوم کر نیچے فرش پر جا گرا۔ یہ فائرنگ اس آدمی کی طرف سے کی گئی تھی جو دروازے کے قریب کھڑا تھا اور خاور چونکہ گرے کی طرف متوجہ تھا اس لئے وہ اسے چیک نہ کر سکا تھا۔ خاور کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے اس کے جسم میں بیک وقت کئی آتشی سلاخیں اترتی چلی گئی ہوں اور پھر فوراً ہی اس کے ذہن پر سیاہ چادر سی پھیلتی چلی گئی۔ البتہ تاریک پڑتے ہوئے اس کے ذہن میں آخری آوازیں مسلسل فائرنگ اور انسانی چیخوں کی پڑی تھیں۔ شاید چیخیں اس کے منہ سے نکل رہی تھیں اور پھر جیسے ہر چیز تاریکی کا حصہ بن کر ختم ہوگئی۔

فرخندہ اپنے فلیٹ پر پہنچی تو اس کے ذہن میں کھلبلی سی مچی ہوئی تھی۔ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ خاور لازماً مہر آباد جائے گا لیکن پھر اسے خیال آ جاتا کہ خاور نے وعدہ کیا ہے کہ اگر وہ جائے گا تو اسے بتا کر جائے گا۔ اچانک اسے خیال آیا کہ وہ چیک کرے اگر تو خاور فلیٹ پر موجود ہے تو ٹھیک ہے پھر وہ واقعی فوری طور پر وہاں جانے کا ارادہ نہیں رکھتا اور پھر وہ لازماً اسے بتا کر ہی جائے گا لیکن اگر وہ فلیٹ پر نہیں ہے تو پھر وہ لامحالہ وہیں مہر آباد میں ہی ہو گا۔ اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے لیکن جب دوسری طرف مسلسل گھنٹی بجتی رہی اور کسی نے رسیور نہ اٹھایا تو فرخندہ کے ذہن میں جیسے بگولے سے ناچ اٹھے۔

''خاور نے وعدہ پورا نہیں کیا۔ اسے اس کے لئے بھگتنا ہو



گا''...... فرخندہ نے غصیلے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''میں کیوں اس کے لئے پریشان ہو رہی ہوں''...... اچانک اس نے ایک بار پھر بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن اس کے ساتھ اس کے ذہن میں ایک خیال برق کے کوندے کی طرح لپکا۔ اسے یاد آ گیا کہ ڈاکٹر اسٹیک نے اسے ایک بار مہر آباد کی ایک حویلی نما کوٹھی کے پھاٹک کی خوبصورت بناوٹ کے بارے میں بات کی تھی۔ ڈاکٹر اسٹیک نے کہا تھا کہ وہ یہاں مہر آباد کی ایک کوٹھی جس کا پھاٹک سرخ رنگ کا ہے، کی بناوٹ سے بے حد متاثر ہوا ہے۔ اس پر ایسا ڈیزائن بنایا گیا ہے کہ یوں لگتا ہے کہ جیسے پھاٹک پر مختلف رنگوں اور قسموں کے بہت سے پرندے بیٹھے ہوں اور یہ منظر دیکھنے میں انتہائی خوبصورت لگتا ہے۔ یہ خیال آتے ہی فرخندہ چونک پڑی۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ پرندوں والے سرخ پھاٹک والی کوٹھی سالوس کے آدمیوں کی رہائش گاہ ہو گی اس لئے ڈاکٹر اسٹیک کو وہاں ٹھہرایا گیا ہو گا اور خاور بھی اس لئے اس کے بارے میں پوچھ رہا ہو گا اور اس کے ساتھ ہی اسے خیال آیا کہ خاور لازماً اسی کوٹھی میں گیا ہو گا اور وہ چونکہ ایک بار ڈاکٹر اسٹیک کے ساتھ وہاں جا چکی تھی اس لئے اسے معلوم تھا کہ وہاں اندر داخل ہونا بھی ناممکن ہے۔ وہاں کے حفاظتی انتظامات انتہائی سخت ہیں اس لئے خاور کو لامحالہ پکڑ کر موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔ یہ خیال آتے ہی فرخندہ نے بجلی کی سی تیزی سے ایک الماری کے سب

سے نچلے خانے سے مشین پسٹل اٹھایا اور اس کا میگزین چیک کر کے اس نے مشین پسٹل کو اپنی جیکٹ کی جیب میں رکھا اور پھر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے مہر آباد کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

''خاور کو وہاں نہیں جانا چاہئے تھا۔ ایسا نہ ہو کہ اسے کوئی نقصان پہنچ جائے''...... فرخندہ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ خود ہی اپنی اس کیفیت پر ہنس پڑی۔

''یہ مجھے کیا ہوتا جا رہا ہے۔ خاور کیوں میرے حواس پر چھا گیا ہے''...... فرخندہ نے ایک بار پھر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ طویل عرصہ گریٹ لینڈ میں گزار چکی تھی۔ سینکڑوں نہیں تو درجنوں مردوں سے اس کے تعلقات رہے تھے۔ یہ ٹھیک ہے کہ مشرقی لڑکی ہونے کی وجہ سے بہرحال یہ تعلقات ایک حد تک ہی رہے تھے لیکن جو کیفیت اس کی خاور کے ساتھ ہے ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا اور اس بات پر اسے بار بار حیرت، ہوئی تھی کیونکہ یہ بات بھی وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ خاور کی نظروں میں اس کے لئے پسندیدگی کی کوئی رمق تک نہ تھی۔ اس کے باوجود اس کا دل نجانے خاور کے خیال سے ہی تیز دھڑکنے لگ جاتا تھا۔ یہی باتیں سوچتی ہوئی وہ مہر آباد پہنچ گئی اور پھر وہ جیسے ہی ایک سڑک سے گھوم کر اس حصے میں پہنچی جہاں خاور کے بتائے ہوئے ببول کے درخت موجود تھے تو ایک پارکنگ میں کھڑی خاور کی کار اسے نظر آ گئی۔ اس نے اپنی کار اس



کے قریب لے جا کر روکی اور پھر وہ تیزی سے نیچے اتر آئی۔ اس کے ساتھ ہی وہ بے اختیار اچھل پڑی کیونکہ خاور کی کار کا ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ آدھا کھلا ہوا تھا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھی اور اس نے خاور کی کار کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔

''ضرور کوئی ایمرجنسی ہوئی ہے ورنہ خاور اس قدر لاپرواہ نہیں ہو سکتا کہ کار کا دروازہ ہی نہ بند کرے''...... فرخندہ نے ادھر ادھر دیکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ گھوم کر اس حویلی نما کوٹھی کی طرف دیکھنے لگی جس کا مخصوص ساخت کا پھاٹک یہاں سے بخوبی نظر آ رہا تھا۔

''مجھے اندر جانا ہو گا۔ خاور یقیناً خطرے میں ہے۔ میرا دل کہہ رہا ہے کہ وہ خطرے میں ہے اور وہ یقیناً خطرے میں ہے کیونکہ میرا دل کہہ رہا ہے''...... فرخندہ نے ایک بار پھر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ اس حویلی نما کوٹھی کے عقبی سمت کی طرف بڑھ گئی۔ عقبی طرف پہنچ کر اس کی نظریں ایک طرف موجود گٹر کے دہانے پر پڑیں تو وہ بے اختیار اچھل پڑی کیونکہ گٹر کے دہانے کا ڈھکن اپنی جگہ سے ہٹ کر ایک طرف ساتھ ہی پڑا ہوا تھا۔

''اوہ۔ اوہ۔ تو خاور اس گٹر لائن سے اندر داخل ہوا ہے۔ ویری گڈ۔ یہ تو بہت ذہین آدمی ہے۔ ویری گڈ''...... فرخندہ نے اس انداز میں کہا جیسے خاور کی عقل مندی پر اسے ذہنی طور پر بے حد مسرت ہوئی ہو۔ وہ آگے بڑھی اور اس نے ڈھکن کو گھسیٹ کر

مزید ایک طرف کیا اور پھر نیچے جھانکنے لگی۔ گٹر کی دیوار کے ساتھ لوہے کی سیڑھی موجود تھی۔ اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ اسی راستے سے اندر جائے گی۔ یہ فیصلہ کرتے ہی وہ گٹر میں اتر گئی اور پھر وہ گٹر کی دیوار کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتی چلی گئی۔ گٹر میں زہریلی گیس کا اتنا دباؤ نہ تھا جتنا بند گٹر میں ہونا چاہئے اور فرخندہ اس کی وجہ سمجھتی تھی کہ گٹر کے دہانے کا ڈھکن چونکہ کافی دیر سے ہٹا ہوا تھا اس لئے گٹر میں زہریلی گیس کا اتنا دباؤ نہ تھا۔ وہ آگے بڑھتی ہوئی ایک اور دہانے پر پہنچ گئی لیکن اس کا ڈھکن بند تھا۔ ایک لمحے کے لئے اس نے سوچا کہ اگر خاور ادھر سے گزرا تھا تو پھر یہ ڈھکن بھی ہٹا ہونا چاہئے تھا لیکن پھر اسے خیال آ گیا کہ چونکہ دہانہ کوٹھی کے اندر ہے اس لئے کسی شک سے بچنے کے لئے خاور نے اسے دوبارہ بند کر دیا ہو گا۔ وہ سیڑھی چڑھتی ہوئی اوپر پہنچی اور پھر دونوں ہاتھوں سے کئی جھٹکے دینے کے بعد وہ اس ڈھکن کو ہٹانے میں کامیاب ہو گئی۔ ڈھکن کو ایک طرف کر کے وہ مزید اوپر آئی اور سر باہر نکال کر دیکھنے لگی۔ یہ کوٹھی کا عقبی حصہ تھا اور یہاں ایک خاصا وسیع باغ تھا۔ البتہ وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ وہ اوپر چڑھ کر گٹر کے دہانے سے باہر آ گئی۔ سائیڈ سے چوڑی گلی فرنٹ کی طرف جا رہی تھی لیکن فرخندہ چونکہ تربیت یافتہ تھی اس لئے اسے معلوم تھا کہ سامنے کے رخ پر مسلح افراد موجود ہوں گے۔ کوٹھی میں خاموشی طاری تھی اس لئے وہ سب سے پہلے خاور کی پوزیشن چیک



کرنا چاہتی تھی۔ چنانچہ اس نے فوری طور پر فرنٹ سائیڈ سے اندر جانے کی بجائے پائپ کے ذریعے چھت پر جا کر سیڑھیوں سے فرنٹ کی طرف جانے کا فیصلہ کیا۔ پائپوں پر چڑھنا اسے بخوبی آتا تھا اس لئے یہ اس کے لئے کوئی مسئلہ نہ تھا۔ وہ آگے بڑھی اور پھر چھت سے نیچے آنے والے پانی کے موٹے پائپ کے پاس پہنچ کر اس نے ایک لمحے کے لئے سر اٹھا کر اوپر کی طرف دیکھا اور پھر وہ کسی بندر کی طرح تیزی سے اوپر چڑھتی چلی گئی۔ اس کا انداز ماہرانہ تھا اور پھر تھوڑی سی جدوجہد کے بعد وہ اس دو منزلہ کوٹھی کی چھت پر پہنچ چکی تھی۔ چھت پر پہنچ کر وہ تیزی سے سیڑھیوں کی طرف بڑھی اور پھر احتیاط سے سیڑھیاں اترتی ہوئی دوسری منزل پر پہنچ گئی لیکن یہ منزل مکمل طور پر بند تھی۔ یہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا لیکن نیچے جانے سے پہلے وہ یہاں کا مکمل جائزہ لینا چاہتی تھی تاکہ عقب سے اس پر حملہ نہ کیا جا سکے۔

فرخندہ ایک گیلری کو چیک کر رہی تھی کہ اس کے کانوں میں خاور کی ہلکی سی آواز پڑی تو وہ چونک کر آگے بڑھی۔ اس گیلری نما راہداری میں چار بڑے بڑے روشن دان تھے جو روشن تھے۔ ایک روشن دان قدرے کھلا ہوا تھا اور آواز اسی روشن دان سے آ رہی تھی۔ وہ تیزی سے آگے بڑھی اور اس نے کھلے ہوئے روشن دان کی سائیڈ سے نیچے جھانکا تو وہ بے اختیار اچھل پڑی کیونکہ نیچے بڑے ہال نما کمرے میں اس نے خاور کو کرسی پر رسیوں سے

بندھے بیٹھے ہوئے دیکھا جبکہ کمرے میں خاور کے علاوہ چار افراد
موجود تھے جن میں سے دو اس کے سامنے کرسیوں پر بیٹھے ہوئے
تھے۔ ایک مسلح آدمی دروازے کے قریب کھڑا تھا جبکہ ایک آدمی
جس کے کاندھے سے مشین گن لٹک رہی تھی ہاتھ میں پانی کی بوتل
پکڑے خاور کی طرف بڑھ رہا تھا۔ پھر اس آدمی نے بوتل کا ڈھکن
ہٹا کر بوتل خاور کے منہ سے لگائی ہی تھی کہ وہ یکلخت لڑکھڑا کر
ایک قدم پیچھے ہٹا اور اس کے ساتھ ہی فرخندہ نے خاور کو تیزی
سے رسیاں کھولتے دیکھا۔

''یہ کیا حماقت ہے چار مسلح افراد کے سامنے خاور کیا کرے
گا''...... فرخندہ نے بے اختیار ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ البتہ اس
کی نظریں مسلسل خاور اور ان لوگوں پر جمی ہوئی تھیں اور پھر وہاں
انتہائی خوفناک جدوجہد شروع ہو گئی۔ فرخندہ نے تیزی سے جیکٹ
کی جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔ اسی لمحے نیچے فائرنگ شروع ہو
گئی اور فرخندہ نے تیزی سے مشین پسٹل کا رخ نیچے کیا۔ اسی لمحے
اس نے خاور کو ہٹ ہو کر نیچے گرتے ہوئے دیکھا۔ اس پر مشین
گن سے فائرنگ کی گئی تھی اور یہ دیکھتے ہی فرخندہ کا دماغ جیسے
پھٹ سا گیا۔ اس نے ٹریگر دبا دیا اور پھر نیچے موجود مسلح افراد پر
جیسے قیامت ٹوٹ پڑی۔ اوپر سے ہونے والی اچانک فائرنگ سے
وہ بچ نہ سکے اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ چاروں گولیاں کھا کر نیچے گر
گئے۔ فرخندہ اس وقت تک گولیاں چلاتی رہی جب تک وہ چاروں



ساکت نہ ہو گئے۔ ان کے ساکت ہوتے ہی اس نے ٹریگر سے
انگلی ہٹائی ہی تھی کہ کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور اس
کے ساتھ ہی مشین گنوں سے مسلح دو آدمی اندر داخل ہوئے تو
فرخندہ نے ایک بار پھر ٹریگر دبا دیا اور وہ دونوں بھی سنبھلنے سے پہلے
چیختے ہوئے نیچے گرے اور ساکت ہو گئے۔

خاور بھی بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔ فرخندہ نے بعد میں آنے
والے ان دونوں آدمیوں کے ساکت ہوتے ہی ٹریگر سے انگلی ہٹائی
اور پھر اٹھ کر واپس سیڑھیوں کی طرف دوڑ پڑی۔ خاور کو ساکت
پڑے دیکھ کر اس کے دماغ میں بگولے سے ناچنے لگ گئے تھے۔
اب اسے کسی کی پرواہ نہ تھی۔ وہ آندھی اور طوفان کی طرح دوڑتی
ہوئی سیڑھیاں اتر کر بیرونی برآمدے میں پہنچی اور پھر چند لمحوں بعد
وہ اس کمرے میں داخل ہو رہی تھی جہاں خاور کے ساتھ چھ غیر ملکی
پڑے ہوئے تھے۔ وہ دوڑتی ہوئی خاور کے پاس گئی اور اس پر
جھک گئی۔

''اوہ۔ اوہ۔ یہ تو زندہ ہے۔ اسے زندہ رہنا چاہئے''...... فرخندہ
نے جھک کر خاور کے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ خاور کے بازو
اور پہلوؤں میں گولیاں لگی تھیں جن سے خون تیزی سے نکل رہا
تھا۔

''یہ۔ یہ تو آخری سانسوں پر ہے۔ آخری سانسوں پر''۔ فرخندہ
نے بوکھلائے ہوئے انداز میں چیختے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر وہ دوڑتی

ہوئی اس کمرے سے باہر آ گئی۔ چند لمحوں میں ہی اس نے دیوانگی کے سے انداز میں پوری عمارت گھوم لی اور پھر ایک کمرے کی الماری سے اسے ایک بڑا سا میڈیکل باکس مل گیا۔ اس نے میڈیکل باکس اٹھایا اور بجلی کی سی تیزی سے دوڑتی ہوئی وہ واپس اس کمرے میں آئی۔ اس نے میڈیکل باکس کو زمین پر رکھ کر اسے کھولا اور پھر تیزی سے اس میں سے سامان نکالنے لگی۔ اس نے ایسے مواقع پر طبی امداد دینے کی مکمل ٹریننگ لی ہوئی تھی اس لئے اس کے ہاتھ بے حد ماہرانہ انداز میں چل رہے تھے۔

فرخندہ نے سب سے پہلے تو فوری طور پر طاقت کا انجکشن خاور کے بازو میں لگایا اور پھر اس نے اس کے زخموں کی جن سے خون نکل رہا تھا بینڈیج کر دی تاکہ مزید خون نہ نکلے اور پھر یکے بعد دیگرے اس نے تین مختلف انجکشنز خاور کو لگائے اور پھر اس کے سینے پر ہاتھ رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد اس کے ستے ہوئے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ خاور کی ڈوبتی ہوئی دل کی دھڑکن اب خاصی حد تک بحال ہو چکی تھی۔ وہ تیزی سے مڑی اور پھر دوڑتی ہوئی وہ حویلی کا پھاٹک کھول کر باہر نکلی اور بغیر ادھر ادھر دیکھے وہ ایک بار پھر دوڑتی ہوئی پارکنگ میں موجود اپنی کار کی طرف بڑھ گئی۔ کار میں بیٹھ کر اس نے کار سٹارٹ کی اور چند لمحوں بعد وہ کار کو کھلے پھاٹک سے اندر لے آئی اور برآمدے کے قریب روک کر وہ کار سے نیچے اتری اور اس نے کار کا عقبی



دروازہ کھولا اور ایک بار پھر دوڑتی ہوئی اس کمرے کی طرف بڑھ گئی جہاں خاور موجود تھا۔

فرخندہ نے ایک بار پھر جھک کر خاور کی نبض چیک کی اور پھر اطمینان ہو جانے پر اس نے اسے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اٹھایا اور خود نیچے جھک کر اس نے خاور کو کاندھے پر ڈالا اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ گو خاور کا وزن اس کے تصور سے کہیں زیادہ تھا لیکن اس وقت چونکہ خاور کی جان بچانے کا مسئلہ تھا اس لئے اسے اس کی پرواہ نہ رہی تھی۔ وہ ہر قیمت پر خاور کو ہسپتال پہنچانا چاہتی تھی تاکہ اس کی جان بچ جائے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ چار گولیاں خاور کے جسم میں موجود ہیں اور جو کچھ اس نے کیا تھا وہ عارضی تھا۔ خاور کی حالت کسی وقت بھی بگڑ سکتی تھی۔

فرخندہ جھکے جھکے انداز میں چلتی ہوئی خاور کو اٹھائے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی اور پھر برآمدے کی سیڑھیاں اتر کر اس نے بڑے محتاط انداز میں خاور کو کار کے عقبی دروازے سے دونوں سیٹوں کے درمیان لٹا دیا۔ گو اس میں اسے خاصی جدوجہد کرنا پڑی لیکن بہرحال وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی۔ جب اس کی تسلی ہو گئی کہ خاور کو اس نے درست انداز میں سیٹوں کے درمیان ایڈجسٹ کر دیا ہے تو اس نے ایک بار پھر خاور کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اس کی دھڑکنوں کو چیک کیا اور پھر دروازہ بند کر کے وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئی۔

چندلمحوں بعد اس کی کار کھلے پھاٹک کو کراس کر کے باہر آ گئی تو اس نے کار ایک سائیڈ پر کر کے روکی اور نیچے اتر کر دوڑتی ہوئی پھاٹک کراس کر کے اس نے پھاٹک کو اندر سے بند کیا اور پھر چھوٹے پھاٹک سے باہر آ کر اس نے اسے باہر سے بند کر دیا۔ گو اسے بظاہر اس کی ضرورت نہ تھی لیکن اس کے ذہن میں خیال آ گیا تھا کہ خاور کی کار یہاں موجود ہے اور اگر پولیس نے اندر موجود لاشیں چیک کر لیں تو لامحالہ وہ خاور کی کار کو بھی چیک کرے گی اور اس طرح خاور کے لئے کوئی مسئلہ پیدا ہو سکتا تھا۔ چندلمحوں بعد وہ خاصی تیز رفتاری سے کار دوڑاتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔

صدیقی چونکہ اسے خاور سے ملانے کے لئے ایک بڑے ہسپتال میں لے گیا تھا اور صدیقی کے بقول یہ سپیشل ہسپتال تھا اس لئے فرخندہ نے اسی ہسپتال میں خاور کو لے جانے کا فیصلہ کیا تھا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے کی ہموار لیکن تیز ڈرائیونگ کے بعد وہ ہسپتال پہنچ گئی۔ ڈاکٹر صدیقی کو جب خاور کی اس حالت کا پتہ چلا تو وہ دوڑتا ہوا باہر آیا اور تھوڑی دیر بعد خاور کو کار سے نکال کر سٹریچر پر ڈال کر آپریشن روم میں پہنچا دیا گیا جبکہ اس دوران فرخندہ نے ڈاکٹر صدیقی کو خاور کو دی جانے والی فرسٹ ایڈ کے بارے میں بتا دیا اور ڈاکٹر صدیقی نے اسے دعا کرنے کے لئے کہا اور خود وہ آپریشن روم میں چلا گیا۔ فرخندہ باہر برآمدے میں موجود بنچ پر بیٹھ گئی۔ اس



کا چہرہ ستا ہوا تھا۔ اسے اب یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا دل ڈوب رہا ہو۔ اس نے بے اختیار دونوں ہاتھ دعا کے لئے اٹھا دیئے اور چندلمحوں بعد اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی سی لگ گئی۔

''حوصلہ کیجئے انشاء اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا''...... وہاں سے گزرتی ہوئی ایک نرس نے فرخندہ کو روتے دیکھ کر اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تو فرخندہ نے بے اختیار بلک بلک کر رونا شروع ہو گئی۔

''ارے۔ ارے۔ یہ کیا ہوا۔ آپ تو بڑی ہمت والی ہیں کہ آپ مریض کو اس حالت میں بھی یہاں تک لے آئی ہیں اور اب جبکہ وہ ماہر ڈاکٹروں تک پہنچ گیا ہے تو آپ رو رہی ہیں''...... نرس نے اسے گلے لگا کر اس کی پشت پر تھپکیاں دیتے ہوئے کہا۔

''نن۔ نجانے کیوں میرا دل ڈوبا جا رہا ہے''...... فرخندہ نے علیحدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''اللہ پر بھروسہ رکھیں۔ وہ بے حد رحیم و کریم ہے۔ مریض آپ کا کیا لگتا ہے''...... نرس نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

''بظاہر تو کچھ نہیں لگتا لیکن درحقیقت سب کچھ لگتا ہے''۔ فرخندہ نے جواب دیا تو نرس مسکرا دی اور اسے تھپکی دیتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ فرخندہ نے اپنے آپ کو سنبھالا اور پھر تیزی سے اس طرف کو بڑھ گئی جدھر اس نے پبلک فون بوتھ دیکھا تھا۔ اس نے سوچا تھا

کہ وہ صدیقی کو اطلاع دے دے۔ فون بوتھ کے قریب ایک کاؤنٹر تھا۔ اس نے کاؤنٹر سے کارڈ خریدا اور پھر فون بوتھ میں داخل ہو کر اس نے مخصوص جگہ پر کارڈ ڈالا اور فون آن ہونے پر اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ صدیقی بول رہا ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی صدیقی کی آواز سنائی دی۔

''صدیقی صاحب۔ میں فرخندہ بول رہی ہوں۔ اس ہسپتال سے جہاں آپ خاور سے مجھے ملوانے لے آئے تھے۔ خاور کو چار گولیاں لگی ہیں اور میں اسے ہسپتال لے آئی ہوں۔ وہ اس وقت آپریشن روم میں ہے اور میرا دل نجانے کیوں ڈوب رہا ہے۔ پلیز آپ جلدی آ جائیں''...... فرخندہ نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ صدیقی کچھ کہتا اس نے رسیور رکھا اور کارڈ نکال کر وہ فون بوتھ سے باہر آ گئی۔ اس نے اس لئے صدیقی کی بات سنے بغیر رسیور رکھ دیا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ صدیقی اس سے تفصیل پوچھے گا اور اس سے بولا نہیں جا رہا تھا۔ ویسے بھی وہ آپریشن تھیٹر کے سامنے سے ہٹنا نہیں چاہتی تھی کہ نجانے کس وقت کیا ہو جائے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بار پھر آپریشن تھیٹر کے سامنے برآمدے میں بنچ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد تیز تیز قدموں کی آوازیں سن کر وہ بے اختیار چونکی اور پھر صدیقی اور اس کے ساتھ دو اور افراد کو آتے دیکھ کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔



''کیا ہوا ہے فرخندہ۔ کیا ہوا ہے''...... صدیقی نے انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا تو فرخندہ نے ان دونوں افراد کو دیکھا جو اس کے لئے اجنبی تھے۔

''یہ میرے ساتھی ہیں نعمانی اور چوہان''...... صدیقی نے اس کی نظروں کا مطلب سمجھتے ہوئے کہا تو فرخندہ نے خاور کے فون سے لے کر اس کے فلیٹ پر جانے اور پھر واپس اپنے فلیٹ پر آ کر دوبارہ خاور کو فون کرنے سے لے کر مہر آباد جانے اور پھر وہاں پیش آنے والے تمام حالات سے لے کر خاور کو یہاں تک لے آنے کی پوری تفصیل بتا دی۔ وہ جب بولنے پر آئی تو اس طرح مسلسل بولتی چلی گئی جیسے اس کے دل کے اندر کا غبار باہر نکل رہا ہو۔

''تم نے کمال کر دیا فرخندہ۔ ویل ڈن۔ تم تو ہماری محسن ہو ورنہ خاور کے ساتھ نجانے کیا ہو جاتا''...... صدیقی نے کہا تو فرخندہ کا ستا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

''کیا خاور کی حالت زیادہ خراب ہے کہ تم اس کے لئے روتی رہی ہو''...... نعمانی نے کہا تو صدیقی اور چوہان کے ساتھ ساتھ فرخندہ بھی چونک پڑی۔

''یہاں پہنچ کر اچانک میرا دل ڈوبنے لگا اور مجھے رونا آ گیا''۔ فرخندہ نے نظریں جھکاتے ہوئے کہا۔

''اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کرے گا''...... صدیقی نے کہا اور پھر وہ

سب ہی اسی برآمدے میں بے چینی سے ٹہلنے لگے۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد آپریشن روم کا دروازہ کھلا اور ڈاکٹر صدیقی باہر آ گیا۔

''کیا ہوا ڈاکٹر صاحب''...... صدیقی سمیت سب نے بے چین سے لہجے میں کہا جبکہ فرخندہ کا چہرہ پتھریلا سا ہو گیا تھا۔

''اللہ تعالیٰ نے اپنا خاص کرم کر دیا ہے۔ ویسے اس خاتون کی ہمت کی وجہ سے بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوئی ہے۔ اگر یہ خاور کو بڑے ماہرانہ انداز میں فوری طبی امداد نہ دیتی اور پھر اسے یہاں نہ لے آتی تو نجانے کیا ہو جاتا''...... ڈاکٹر صدیقی نے فرخندہ کی تعریف کرتے ہوئے کہا تو فرخندہ نے بے اختیار دونوں ہاتھ منہ پر رکھ لئے اور ایک بار پھر اس نے بچوں کی طرح بلک بلک کر رونا شروع کر دیا۔

''ارے۔ ارے۔ حوصلہ کرو۔ اب تو خاور ٹھیک ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کرم ہو گیا ہے''...... صدیقی نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

''یہ۔ یہ خوشی کے آنسو ہیں''...... فرخندہ نے رک رک کر کہا تو ڈاکٹر صدیقی سمیت سب بے اختیار ہنس پڑے۔



عمران ہسپتال کے سپیشل روم میں بیڈ پر آنکھیں بند کئے لیٹا ہوا تھا۔ ڈاکٹر صدیقی نے اسے بتا دیا تھا کہ آج شام کو اسے ہسپتال سے ڈسچارج کر دیا جائے گا اس لئے وہ آنکھیں بند کئے ای جے فائل والے کیس پر غور کر رہا تھا۔ بلیک زیرو نے اسے بتا دیا تھا کہ جن لوگوں نے دانش منزل پر ریڈ کیا تھا ان کے بارے میں کچھ پتہ نہیں چل سکا۔ پوری سیکرٹ سروس انہیں تلاش کر رہی تھی لیکن ان کا کہیں اتا پتہ نہیں مل رہا تھا اور وہ اسی بارے میں سوچ رہا تھا کہ اسے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی تو اس نے آنکھیں کھول دیں اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا کیونکہ کمرے میں صدیقی اور فرخندہ داخل ہو رہے تھے۔ فرخندہ کی آنکھیں سوجی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں جیسے وہ کافی دیر تک روتی رہی ہو۔

''کیا ہوا ہے۔ کوئی بری خبر''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''اوہ نہیں عمران صاحب۔ اللہ تعالیٰ کا بے حد کرم ہو گیا ہے''۔ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ صدیقی اور فرخندہ اندر آ کر کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''تو پھر فرخندہ کیوں رو رہی ہے''...... عمران نے پوچھا تو صدیقی مسکرا دیا۔

''یہ خوشی کی شدت سے رو رہی ہے''...... صدیقی نے کہا تو فرخندہ نے بے اختیار نظریں جھکا لیں۔

''اچھا۔ پھر تو مبارک ہو فرخندہ''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ میرا مذاق نہ اڑائیں پلیز۔ بس میں مجبور ہو گئی تھی''۔ فرخندہ نے آہستہ سے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''عمران صاحب۔ خاور یہاں انتہائی نازک حالت میں پہنچایا گیا تھا۔ اسے چار گولیاں لگی تھیں۔ ڈاکٹر صدیقی نے اس کا آپریشن کیا اور اب اس کی حالت خطرے سے باہر ہے''...... صدیقی نے کہا تو عمران کا چہرہ یکلخت سُت سا گیا۔

''فرخندہ اسے یہاں لے آئی تھی اور میں اس لئے اسے آپ کے پاس لے آیا ہوں کہ آپ شاید اس بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہیں''...... صدیقی نے کہا۔

''کیا ہوا تھا فرخندہ۔ پوری تفصیل بتاؤ''...... عمران نے کہا تو فرخندہ نے ایک بار پھر پوری تفصیل بتانا شروع کر دی اور عمران



خاموش بیٹھا سنتا رہا۔

''گڈ شو فرخندہ۔ تم نے واقعی ہمت اور حوصلے سے کام لیا ہے ورنہ خاور کا اس بار اس طرح بچ نکلنا ناممکن ہو جاتا۔ گڈ شو۔ کیا ان غیر ملکیوں کی لاشیں اب بھی وہیں ہیں''...... عمران نے فرخندہ کو شاباش دیتے ہوئے کہا تو فرخندہ کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

''نعمانی اور چوہان کو میں نے وہاں بھجوا دیا ہے۔ نعمانی تو خاور کی کار وہاں سے لے کر آ جائے گا جبکہ چوہان وہیں رہے گا تاکہ اگر ان کے مزید ساتھی وہاں آئیں تو انہیں کور کیا جا سکے''۔ صدیقی نے کہا۔

''کتنے افراد کو تم نے ہلاک کیا ہے''...... عمران نے فرخندہ سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''چھ آدمی تھے اور چھ کے چھ غیر ملکی تھے۔ پہلے چار افراد کمرے کے اندر تھے۔ پھر شاید فائرنگ کی آوازیں سن کر باہر موجود دو آدمی بھی اندر آ گئے تھے۔ اس وقت تو مجھے ہوش ہی نہ تھا۔ بس اتنا معلوم تھا کہ خاور فائرنگ سے نیچے گر گیا ہے''...... فرخندہ نے جواب دیا۔

''خاور کو تم ڈاکٹر اسٹیک کے پاس لے گئی تھیں''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں''...... فرخندہ نے جواب دیا۔

''کس نے تمہیں اس کا حکم دیا تھا''...... عمران نے پوچھا۔

"سالوس کے چیف ماسٹر بلانک نے"...... فرخندہ نے جواب دیا۔

"کیا تم اس ماسٹر بلانک سے کبھی ملی ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں دو بار"...... فرخندہ نے جواب دیا اور پھر خود ہی اس نے تفصیل بتا دی۔

"تم اب اکیلی فلیٹ پر مت رہو بلکہ اپنی بہن کے گھر چلی جاؤ ورنہ وہ لوگ تمہیں بھی ہلاک کر دیں گے۔ اب بھی نجانے کیوں انہوں نے تمہیں زندہ چھوڑ دیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"میں یہیں ہسپتال میں رہوں گی۔ اس وقت تک جب تک خاور ٹھیک نہیں ہو جاتا"...... فرخندہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہاں تمہاری ضرورت نہیں ہے اور تمہاری وجہ سے وہ لوگ یہاں بھی پہنچ سکتے ہیں اس لئے جیسا میں کہہ رہا ہوں ویسے کرو"...... عمران کا لہجہ قدرے سخت ہو گیا تھا۔

"عمران صاحب ٹھیک کہہ رہے ہیں فرخندہ۔ اس میں تمہارا ہی فائدہ ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"نہیں۔ میں یہیں خاور کے پاس رہوں گی"...... فرخندہ نے ضد کرتے ہوئے کہا۔

"فرخندہ۔ تم نے خاور کی جان بچا کر اپنے جرم کا کفارہ ادا کر دیا ہے ورنہ جس طرح تم نے غیر ملکی تنظیموں کے ہاتھوں میں کھیل کر پاکیشیا کے مفادات کو نقصان پہنچایا ہے تمہیں گولی بھی ماری جا



سکتی تھی اس لئے جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ میں نہیں چاہتا کہ ہمارے ہاتھوں بچ جانے کے باوجود تم ان تنظیموں کے ہاتھوں ہلاک ہو جاؤ"...... عمران نے اس بار انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"م۔ میں نے جرم کیا ہے۔ یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ میں نے کبھی کوئی جرم نہیں کیا۔ کیا خاور سے ملنا جرم ہے یا خاور کو ڈاکٹر اسٹیک سے ملوانا جرم ہے"...... فرخندہ نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تمہاری وجہ سے خاور اور پھر فورسٹارز کے دوسرے ممبران کے حلیئے، نام اور ایڈریس غیر ملکی تنظیم تک پہنچے اور پھر تم خاور کو ڈاکٹر اسٹیک کے پاس لے گئیں جس نے خاور کے لاشعور سے سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کے بارے میں تفصیلات معلوم کر لیں اور پھر خاور کے ذہن سے ڈاکٹر اسٹیک نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر کا ایڈریس معلوم کر لیا اور وہاں ریڈ کر کے پاکیشیا کے مفادات کو نقصان پہنچایا گیا۔ ابھی سیکرٹ سروس کے چیف کو ان باتوں کی اطلاع نہیں ہوئی ورنہ تم اب تک قبر میں اتر چکی ہوتیں۔ پاکیشیا اور اس کے سترہ کروڑ عوام کے مفادات کے خلاف اگر میں بھی کوئی کام کروں گا تو چیف مجھے بھی گولی مروا سکتا ہے۔ وہ ان معاملات میں انتہائی سخت ہے اور اب جب اس تک یہ اطلاعات پہنچیں گی تو ساتھ ہی یہ اطلاع بھی اسے مل جائے گی کہ تم نے خاور کی جان بچانے میں مدد کی ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ وہ

تمہیں صرف وارننگ دے گا لیکن اب تمہارا یہاں خاور کے پاس رہنا ٹھیک نہیں ہے اور نہ ہی تم نے اکیلی فلیٹ میں رہنا ہے۔ تم نے دشمن ملک کی تنظیم کے چھ افراد ہلاک کر دیئے ہیں اس لئے وہ لازماً اب تمہارے پیچھے آئیں گے اور تمہاری وجہ سے وہ یہاں بھی پہنچ سکتے ہیں۔ اس طرح خاور کی جان کو بھی خطرہ لاحق ہو سکتا ہے''...... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ مجھے تو کبھی اس بات کا خیال ہی نہیں آیا۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ اب مجھے کیا کرنا چاہئے۔ کیا میں گریٹ لینڈ جا کر اس پوری تنظیم کا خاتمہ کر دوں''...... فرخندہ نے چونک کر تیز لہجے میں کہا۔

''تمہیں اس کا موقع ملے گا لیکن ابھی نہیں۔ فی الحال تم خاموش رہو''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب جیسے آپ کہیں گے میں کروں گی۔ آپ نے یہ سب کچھ بتا کر میری آنکھیں کھول دی ہیں۔ آئی ایم سوری''۔ فرخندہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''صدیقی۔ تم جا کر اسے گیٹ پر چھوڑ آؤ اور واپس آتے ہوئے معلوم کر کے آؤ کہ کیا خاور ہوش میں ہے یا نہیں''...... عمران نے کہا تو صدیقی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

''اگر ان میں سے ایک بھی بچ جاتا تو اس سے بہت کام کی معلومات مل سکتی تھیں''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ تھوڑی



دیر بعد صدیقی واپس آ گیا۔

''خاور کو ہوش آ گیا ہے عمران صاحب اور میری ڈاکٹر صدیقی سے بات ہوئی ہے۔ انہوں نے اس سے مختصر بات چیت کرنے کی اجازت دے دی ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آؤ اس سے بات کرنا ضروری ہو گیا ہے''۔ عمران نے بیڈ سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔ اس کے جسم پر ہسپتال کا لباس تھا۔ چپل پہن کر وہ صدیقی کے ساتھ سپیشل سرجیکل وارڈ کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کمرے میں داخل ہوئے تو بیڈ پر خاور آنکھیں بند کئے لیٹا ہوا تھا جبکہ دو نرسیں اور ایک ڈاکٹر اس کے بیڈ کے ساتھ کھڑے تھے۔ اسے گلوکوز لگا ہوا تھا۔ سینے تک کمبل تھا۔

''نئی زندگی مبارک ہو''...... عمران نے قریب جا کر مسکراتے ہوئے کہا۔

''شکریہ عمران صاحب''...... خاور نے آنکھیں کھول کر مسکراتے ہوئے کہا۔

''صاحب۔ زیادہ دیر تک باتیں نہ کریں''...... ڈاکٹر نے کہا اور پھر وہ نرسوں کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ نرسیں بھی اس کے پیچھے باہر نکل گئیں۔

''ہمیں فرخندہ نے تفصیل تو بتا دی ہے۔ تم نے اپنی طرف سے واقعی بے پناہ جرأت سے جدوجہد کی ہے لیکن ان کی تعداد بھی زیادہ

تھی اور وہ مسلح بھی تھے''...... عمران نے خاور کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

''جدوجہد تو کرنی ہی تھی عمران صاحب ورنہ وہ مجھے ویسے ہی چوہے کی طرح مار ڈالتے''...... خاور نے آہستہ سے جواب دیا۔

''تمہاری ان سے کوئی بات چیت بھی ہوئی تھی یا نہیں۔ اگر ہوئی تھی تو کیا''...... عمران نے کہا تو خاور نے شروع سے آخر تک کے تمام حالات اور گرے سے ہونے والی تمام بات چیت آہستہ آہستہ اور رک رک کر بتا دی۔

''کراس ونگز۔ تمہارا مطلب ہے کہ ان کا تعلق سالوس سے نہیں بلکہ کراس ونگز سے تھا''...... عمران نے کہا۔

''ہاں اور انہوں نے دانش منزل پر بھی ریڈ کیا تھا۔ ان کے بقول عمارت خالی تھی۔ وہاں کوئی آدمی نہیں تھا''...... خاور نے کہا۔

''یہ سب چیف کی باقاعدہ پلاننگ کے تحت ہوا۔ چیف معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہ لوگ دراصل کیا چاہتے ہیں اور یہاں ان کے کن سے تعلقات ہیں اور پھر چیف نے خود ہی اپنے دوسرے سیکشن کے ذریعے کارسانہ کلب پر ریڈ کرا کر وہاں سے فائل واپس منگوا لی لیکن کارسانہ کلب میں ریڈ کے دوران جنرل منیجر اور اس کی پرسنل سیکرٹری دونوں ہلاک ہو گئے اور یہ لوگ غائب ہو گئے۔ سیکرٹ سروس ابھی تک ان کو تلاش کر رہی ہے لیکن شاید انہوں نے میک اپ کر لئے اور پھر وہ مہر آباد جیسے مضافاتی علاقے میں چھپے ہوئے



تھے اس لئے ٹریس نہ ہو سکے اور تم نے نہ صرف انہیں ٹریس کر لیا بلکہ ان کا خاتمہ بھی کر دیا۔ وری گڈ''...... عمران نے کہا تو خاور کا زرد پڑا ہوا چہرہ یکلخت مسرت سے چمک اٹھا۔

''عمران صاحب۔ میں تو ہٹ ہو گیا تھا۔ یہ تو فرخندہ نے کام دکھایا ہے کہ وہاں بروقت پہنچ بھی گئی اور مجھے وہاں سے یہاں بھی لے آئی۔ اصل کارنامہ تو اس نے سرانجام دیا ہے''...... خاور نے کہا۔

''تمہیں کس نے بتایا ہے کہ وہ تمہیں یہاں لے آئی تھی''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ میں اور فرخندہ آپ کے پاس آنے سے پہلے یہاں آئے تھے''...... صدیقی نے جواب دیا اور اسی لمحے ڈاکٹر صدیقی اندر داخل ہوئے۔

''بس عمران صاحب۔ اتنا کافی ہے ورنہ اگر ان کی حالت بگڑ گئی تو سنبھلنا مشکل ہو جائے گا''...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

''ٹھیک ہے شکریہ۔ او کے خاور اب ہم چلتے ہیں تم آرام کرو''۔ عمران نے خاور کے کاندھے پر تھپکی دے کر اٹھتے ہوئے کہا تو خاور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ڈاکٹر صاحب۔ آپ مجھے ڈسچارج کر دیں۔ اب معاملات خاصے سنجیدہ ہو گئے ہیں''...... عمران نے ڈاکٹر صدیقی سے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ آپ اپنے روم میں جائیں میں

ڈسچارج سلپ بھجوا دیتا ہوں''...... ڈاکٹر صدیقی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو عمران صدیقی سمیت اپنے کمرے میں واپس آ گیا۔

''عمران صاحب۔ ان لاشوں کا کیا کرنا ہے''...... صدیقی نے پوچھا۔

''تم بھی وہاں جاؤ اور پھر چوہان کے ساتھ مل کر اس عمارت کی تفصیلی تلاشی لو۔ ان لوگوں کا سامان بھی چیک کرو۔ پھر فارغ ہونے کے بعد پولیس کو فون کر کے اطلاع دے دینا''...... عمران نے کہا تو صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''آپ کو میں آپ کے فلیٹ پر ڈراپ کر کے آگے چلا جاؤں گا''...... صدیقی نے کہا۔

''نہیں۔ مجھے ابھی کافی دیر لگے گی۔ تم جاؤ میں ٹیکسی میں چلا جاؤں گا''...... عمران نے کہا تو صدیقی سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران کو ہسپتال سے باقاعدہ ڈسچارج کر دیا گیا اور عمران اپنا لباس پہن کر ہسپتال سے باہر آیا اور اس نے ٹیکسی ہائر کی اور پھر وہ دانش منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔ دانش منزل سے کافی فاصلے پر اس نے ٹیکسی رکوائی اور نیچے اتر کر کرایہ دینے کے بعد وہ ایک گلی کی طرف بڑھ گیا۔ جب ٹیکسی آگے بڑھ گئی تو عمران کچھ دیر بعد واپس سڑک پر آ کر دانش منزل کی طرف جانے والی سڑک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ آپریشن



روم میں داخل ہوا۔

''صحت یابی مبارک ہو عمران صاحب''...... سلام دعا کے بعد بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''شکریہ۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔ ویسے ان دنوں سیکرٹ سروس کا ہسپتال آنے جانے کا دورانیہ بڑھ گیا ہے''...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''آپ کا اشارہ خاور کے دوسری بار وہاں پہنچ جانے کی طرف ہے۔ مجھے ڈاکٹر صدیقی نے رپورٹ دی تھی لیکن چونکہ آپ خود وہاں موجود تھے اس لئے میں نے مزید بات نہیں کی تھی۔ کیا ہوا تھا خاور کو''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

''اوہ۔ تو خاور اکیلا ہی ان لوگوں سے ٹکرا گیا تھا۔ اسے چاہئے تھا کہ وہ صدیقی کو ضرور اطلاع دیتا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اسے خود معلوم نہیں تھا کہ وہ کہاں جا رہا ہے۔ اس کے مطابق اس کے ذہن میں صرف بول کے درخت تھے اور ایک سرخ رنگ کا بڑا سا پھاٹک''...... عمران نے جواب دیا۔

''پھر وہ کہاں پہنچا اور کس طرح ہسپتال پہنچ گیا۔ تفصیل تو بتائیں''۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اسے فرخندہ کی کارروائی سمیت تمام تفصیل بتا دی۔

''پھر تو فرخندہ، خاور کے لئے فرشتہ ثابت ہوئی ہے۔ اگر وہ

بروقت نہ پہنچتی تو خاور کا بچنا مشکل تھا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میں نے جو محسوس کیا ہے اس کے مطابق فرخندہ، خاور کے لئے خاصی جذباتی ہے۔ ویسے جس طرح صالحہ اور صفدر میں صرف ص مشترک ہے اسی طرح فرخندہ اور خاور میں صرف خ مشترک ہے''...... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''مجھے لگتا ہے کہ آپ نہ تو خود شادی کرنا چاہیں گے اور نہ کسی ممبر کی شادی ہونے دیں گے لیکن قدرت شاید خود ہی حرکت میں آ گئی ہے اس لئے ایک ایک کر کے جوڑے بنتے جا رہے ہیں۔ لوسیا جو بگ ڈیم میں سامنے آئی تھی وہ بعد میں جولیا سے ملتی رہی اور پھر اس نے کیپٹن شکیل سے ملاقاتیں شروع کر دیں''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''وہ تو سین شین والا معاملہ ہے جیسے عین غین ہوتی ہے''۔ عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''اب اس فرخندہ نے خاور کو گھیر لیا ہے۔ لگتا ہے ایک ایک کر کے سب کے ہی جوڑے اللہ تعالیٰ نے بنا دیئے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تم بھی اب دانش منزل سے نکل کر کسی فلیٹ میں شفٹ ہو جاؤ۔ شاید کوئی پری آ جائے''...... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ عمران نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔



''اسکاٹ بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) فرام پاکیشیا''۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ جس انداز میں آپ اپنی ڈگریاں دوہراتے ہیں لگتا ہے کہ اس پوری دنیا میں صرف آپ نے ہی یہ ڈگریاں حاصل کی ہوئی ہیں''...... اسکاٹ نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اوہ وہ بھی اتفاقاً''...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیا تو دوسری طرف سے اسکاٹ کافی دیر تک ہنستا رہا۔

''ہمارے ہاں فون کال کے ریٹس دنیا بھر میں سب سے زیادہ ہیں اس لئے تمہاری ہنسی سننے کے لئے بھی مجھے اپنی کار فروخت کرنا پڑے گی''...... عمران نے کہا تو اسکاٹ ایک بار پھر ہنس پڑا۔

''عمرن صاحب۔ کراس ونگز کے بارے میں آپ نے جو معلومات حاصل کرنے کے لئے کہا تھا وہ تو میں نے حاصل کر لی ہیں لیکن مجھے اس وقت اندازہ نہ تھا کہ یہ ایسی معلومات ہیں جن کے حصول کے لئے مجھے عام حالات سے چار گنا معاوضہ ادا کرنا پڑے گا''...... اسکاٹ نے کہا۔

''مطلب ہے کہ تم میری کار لازماً بکوانا چاہتے ہو''...... عمران نے کہا۔

''یہ بات نہیں ہے عمران صاحب۔ میں آپ سے زائد

معاوضے کا کوئی مطالبہ نہیں کروں گا۔ یہ غلطی میری ہے کہ میں اس بارے میں پہلے سے محتاط نہیں رہا اس لئے آپ وہی طے شدہ معاوضہ ہی دیں گے۔ میں تو صرف آپ کو اس کی اہمیت کے بارے میں بتا رہا تھا''...... اسکاٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہیں میرے بارے میں اچھی طرح علم ہے کہ مجھے معلومات تفصیلی اور حتمی چاہئے ہوتی ہیں۔ معاوضے کی میں نے کبھی پرواہ نہیں کی اس لئے بے فکر رہو۔ تمہیں تمہاری توقع سے بھی زیادہ معاوضہ ملے گا''...... عمران نے کہا۔

''آپ واقعی قدر شناس ہیں عمران صاحب۔ بہرحال آپ نے کہا تھا کہ کراس ونگز آپ کے ملک سے ایک فائل ای جے حاصل کرنا چاہتی ہے جس کا تمام تر تعلق پاکیشیائی اور شوگرانی سائنس دانوں سے ہے اس لئے میں یہ معلوم کروں کہ ان کا اس فائل کے حصول سے کیا مقصد ہے''...... اسکاٹ نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ہاں تو پھر کیا معلوم ہوا''...... عمران نے پوچھا۔

''عمران صاحب۔ کراس ونگز کے قیام کا مقصد ایسے سائنسی آلات تیار کرنا ہے جن کی مدد سے مسلم ممالک کو فتح کر کے وہاں یہودی سلطنت قائم کرنا ہے اور اس تنظیم کے تحت کانڈا کے مغرب میں ایک شہر کاسکا میں ایک لیبارٹری قائم کی گئی ہے جہاں گزشتہ



آٹھ سالوں سے ایسے ہی آلات پر ریسرچ کی جا رہی ہے اور ان آلات میں سب سے اہم آلہ جو یہودی سائنس دانوں نے تیار کیا ہے اس کا نام ای جے ہے لیکن اس آلے کی تکمیل میں کوئی ایسی سائنسی رکاوٹ سامنے آ گئی ہے جسے وہ لوگ ازخود حل نہیں کر پا رہے۔ اسی سائنسی الجھن کو دور کرنے کے لئے جب انہوں نے معلومات حاصل کیں تو انہیں پتہ چلا کہ ایک پاکیشیائی سائنس دان نے شوگرانی سائنس دانوں کے ساتھ مل کر ای جے پر کام کیا ہے لیکن یہ سائنس دان طبعی موت مر چکا ہے اس لئے اس ریسرچ پر کام بند کر دیا گیا اور اس کی فائل پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر میں موجود ہے۔ اب وہ یہ فائل ہر صورت میں حاصل کرنا چاہتے ہیں تاکہ اپنے ای جے کو وسیع رینج میں مکمل کر کے دنیا کے تمام مسلم ممالک کا خاتمہ کر سکیں اور یہ بھی اس تنظیم کے بورڈ آف گورنرز نے طے کر رکھا ہے کہ اس آلے کا پہلا ہدف پاکیشیا ہو گا کیونکہ دنیا کی نظروں میں پاکیشیا تمام مسلم ممالک کا فوجی اور دفاعی اعتبار سے ماڈل ملک ہے۔ یہ تنظیم خفیہ ہے اس لئے خود سامنے آنے کی بجائے انہوں نے گریٹ لینڈ میں واقع یہودیوں کی ایک اور انتہائی خفیہ تنظیم سالوس کو آگے کر دیا لیکن سالوس کی کارکردگی بے حد سست تھی اس لئے کراس ونگز نے خود کام کرنے کا فیصلہ کیا اور اپنے ایکشن سیکشن کو پاکیشیا بھجوا دیا جس کا چیف ایجنٹ گرے ہے جو انتہائی تیز طرار اور شاطر ایجنٹ سمجھا جاتا ہے اور یہ بھی معلوم

ہوا ہے کہ گرے نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر سے پاکیشیائی ای جے فائل حاصل بھی کر لی ہے لیکن یہ فائل ابھی تک کراس ونگز کے ہیڈکوارٹر نہیں پہنچی''...... سکاٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تم نے بتایا تھا کہ کراس ونگز کا سپر چیف لارڈ ولیم ہے اور وہ گریٹ لینڈ میں رہتا ہے۔ کیا کراس ونگز کا ہیڈکوارٹر بھی گریٹ لینڈ میں ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ کراس ونگز کا ہیڈکوارٹر کانڈا کے مغرب میں مشہور و معروف شہر جارج ٹاؤن میں ہے۔ یہ وہ شہر ہے جہاں ہالی وڈ کی بیشتر جنگی فلمیں شوٹ کی گئی ہیں کیونکہ جارج ٹاؤن مکمل طور پر پہاڑی علاقہ ہے اور یہاں شہر سے باہر کا ماحول ایسا ہے کہ وہاں پہنچتے ہی انسان اپنے آپ کو قدیم دور میں محسوس کرتا ہے''۔ اسکاٹ نے جواب دیا۔

''ہیڈکوارٹر کے بارے میں کوئی خاص ٹپ''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں عمران صاحب۔ کوئی ٹپ معلوم نہیں ہو سکی''...... اسکاٹ نے جواب دیا۔

''جارج ٹاؤن اور کاسکا میں کتنا فاصلہ ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''کاسکا ایک ٹاؤن ہے۔ بڑا شہر نہیں ہے۔ وہاں معدنیات صاف کرنے کے کارخانے ہیں اور بس۔ دونوں کے درمیان تقریباً چار سو کلومیٹر کا فاصلہ ہے لیکن یہ سارا علاقہ بنجر پہاڑی ہے''۔



اسکاٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گریٹ لینڈ میں لارڈ ولیم کہاں رہتا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''جارج ٹاؤن میں اس کا عالی شان اور قدیم دور کا بنا ہوا محل ہے جس کا نام ولیم مینشن ہے لیکن معلوم ہوا ہے کہ وہ وہاں کم ہی رہتا ہے۔ زیادہ عرصہ کہاں رہتا ہے اس کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکا''...... اسکاٹ نے جواب دیا۔

''تم نے اسے کبھی دیکھا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ وہ پبلک کے سامنے نہیں آئے۔ اس کا نام سامنے آتا ہے''...... اسکاٹ نے جواب دیا۔

''اس کا فون نمبر معلوم ہے تمہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''معلوم تو نہیں لیکن انکوائری سے معلوم کیا جا سکتا ہے''۔ اسکاٹ نے جواب دیا۔

''گرے وغیرہ کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں تم نے کہ وہ کیا کر رہے ہیں''...... عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

''صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ وہ پاکیشیا میں ہے اور اس نے فائل بھی وہاں سے حاصل کر لی ہے''...... اسکاٹ نے جواب دیا۔

''اوکے۔ بے حد شکریہ۔ اب تم اپنا اکاؤنٹ نمبر اور بینک کا نام وغیرہ تفصیل سے بتا دو تاکہ تمہاری توقع سے زیادہ معاوضہ بھجوایا جا سکے''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے تفصیل بتا دی گئی۔

"اوکے۔ گڈ بائی"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ بلیک زیرو پہلے ہی لاؤڈر پر بینک اور اکاؤنٹ کے بارے میں تفصیلات سن کر نوٹ کر چکا تھا۔

"اسے ایک لاکھ ڈالر بھجوا دینا۔ اس قدر اہم معلومات ہمیں اور کہیں سے نہیں مل سکتی تھیں"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر فون کا رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کئے اور گریٹ لینڈ میں اپنے فارن ایجنٹ کو اکاؤنٹ اور بینک کی تفصیل نوٹ کرا کر اسے اس اکاؤنٹ میں ایک لاکھ ڈالر جمع کرانے کا حکم دے کر اس نے رسیور رکھ دیا جبکہ عمران ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"اب آپ کیا سوچ رہے ہیں"...... بلیک زیرو نے رسیور رکھ کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہمیں ہیڈکوارٹر کی بجائے کاسکا کی لیبارٹری کو تباہ کرنا ہو گا"۔ عمران نے کہا۔

"لیکن ہیڈکوارٹر قائم رہا تو وہ دوسری لیبارٹری بنا لیں گے یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دوسری کوئی لیبارٹری بھی کام کر رہی ہو"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ یہ لوگ صرف ایک ہی آلے پر کام کر رہے ہوں۔ نجانے مسلم دشمنی میں ان لوگوں نے کہاں کہاں جال پھیلا رکھے ہوں۔ گرے اور اس کا سیکشن تو فرخندہ کے



ہاتھوں ہلاک ہو چکا ہے۔ اب اگر ہیڈکوارٹر اور اس کے ساتھ ہی کاسکا کی لیبارٹری بھی تباہ کر دی جائے تو اس تنظیم سے ہمیشہ کے لئے جان چھوٹ سکتی ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ اس سالوس کا بھی خاتمہ ہونا چاہئے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے بیک وقت تین مشنز مکمل کئے جائیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ مین مشن پر کام کریں جبکہ سالوس کے خلاف فور سٹارز کی ڈیوٹی لگا دیں۔ تیسرا مشن میرے حوالے کر دیں۔ اس طرح تینوں مشنز مکمل ہو سکتے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ اس طرح کام نہیں ہو سکتا۔ ہمیں پہلے ایک مشن پر کام کرنا ہو گا۔ اس کے بعد دوسرے اور پھر تیسرے مشن پر کام ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ ٹیم کو دو تین حصوں میں تقسیم کر کے بھی تمام مشنز پر بیک وقت کام کیا جا سکتا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ اس طرح طاقت بٹ جاتی ہے۔ ہمیں سب سے پہلے اس لیبارٹری کو تباہ کرنا ہو گا کیونکہ ضروری نہیں کہ وہ لوگ صرف پاکیشیائی فائل کے انتظار میں ہاتھ پر ہاتھ رکھے فارغ بیٹھے ہوں گے۔ دنیا میں قابل سائنس دانوں کی کمی نہیں ہے۔ کسی بھی وقت ان کا آلہ مکمل ہو سکتا ہے اور یہ درست ہے کہ یہودی سب سے

پہلے پاکیشیا کو ہی نشانہ بنائیں گے“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ کی بات واقعی درست ہے۔ ہیڈکوارٹر اور سالوس کی طرف سے ہمیں فوری خطرہ نہیں ہے اس لئے ہمیں تمام تر توجہ اس لیبارٹری کی طرف ہی رکھنی چاہئے“...... بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”اس مشن پر اصل کام فورسٹارز نے کیا ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ اس مشن پر انہیں لے جایا جائے“...... عمران نے کہا۔

”اصل کام تو خاور نے کیا ہے اور خاور ہسپتال میں ہے“۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ تمہاری یہ بات بھی درست ہے“...... عمران نے کہا اور پھر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”جولیا بول رہی ہوں“...... رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

”ایکسٹو“...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

”یس باس“...... جولیا کا لہجہ یکلخت انتہائی مؤدبانہ ہو گیا۔

”کانڈا کے مغربی علاقے میں یہودیوں کی ایک خفیہ تنظیم کراس ونگز نے ایک خفیہ لیبارٹری قائم کی ہوئی ہے جس میں ایسا سائنسی آلہ تیار کیا جا رہا ہے جس کی مدد سے وہ پوری دنیا کے مسلم ممالک اور خصوصاً پاکیشیا کو آسانی سے تباہ و برباد کر سکتے ہیں۔ یہ آلہ کسی



بھی وقت مکمل ہو سکتا ہے اس لئے میں نے پاکیشیا اور اس کے سترہ کروڑ عوام کی زندگیوں کے تحفظ کے لئے اس لیبارٹری کو تباہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس مشن پر تمہارے ساتھ صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر اور صدیقی جائیں گے۔ عمران تمہیں لیڈ کرے گا۔ خاور ہسپتال میں ہے اور چوہان اور نعمانی کو اس لئے یہاں چھوڑا جا رہا ہے کہ یہ تنظیم پاکیشیا میں دوبارہ کارروائی کر سکتی ہے“...... عمران نے کہا۔

”یہ وہی تنظیم ہے باس جس نے دانش منزل سے فائل حاصل کی تھی“...... جولیا نے پوچھا۔

”ہاں۔ اسی پلاننگ کی وجہ سے تو سارا معاملہ کھل کر سامنے آیا ہے۔ اس تنظیم کا ایکشن سیکشن جس کا انچارج گرے نام کا انتہائی خطرناک ایجنٹ تھا اپنے ساتھیوں سمیت یہاں موجود تھا جس کی تلاش تم اور تمہارے ساتھی کر رہے تھے لیکن پھر خاور ان تک پہنچ گیا اور اس کے پیچھے فرخندہ بھی وہاں پہنچی اور فرخندہ کی فائرنگ سے گرے اور اس کے باقی ساتھی سب ہلاک ہو گئے“...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔

”ممبران کے کاغذات تیار کراؤ۔ میں کاسکا کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کر لوں“...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بھی اثبات میں سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

لارڈ ولیم اپنے مخصوص آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے فائل سے نظریں ہٹائیں اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس'' ...... لارڈ ولیم نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''ہیڈکوارٹر سے ہمفرے بول رہا ہوں سپر چیف'' ...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

''یس۔ کوئی خاص رپورٹ'' ...... لارڈ ولیم نے پوچھا۔

''سپر چیف۔ گرے کو اس کے پانچوں ساتھیوں سمیت پاکیشیا میں ہلاک کر دیا گیا ہے'' ...... دوسری طرف سے کہا گیا تو لارڈ ولیم بے اختیار پتھر کی طرح ساکت ہو گیا۔ اس کا ذہن جیسے یکلخت منجمد سا ہو گیا تھا۔ یہ خبر ہی ایسی تھی کہ جس نے اس کے اعصاب کو منجمد کر دیا تھا۔

''ہیلو سپر چیف'' ...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دوسری طرف سے کہا گیا تو لارڈ ولیم بے اختیار اچھل پڑا۔

''یہ۔ یہ۔ کیا یہ خبر درست ہے'' ...... لارڈ ولیم نے بڑی مشکل سے اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

''یس سپر چیف۔ آپ کے حکم پر میں نے سپر ایکس زیرو مشین گرے کو بھجوانی تھی۔ مشین کا انتظام کرنے کے بعد میں نے گرے سے فون پر رابطہ کیا لیکن جب فون اٹنڈ نہ کیا گیا تو میں نے سپیشل فون پر رابطہ کیا لیکن سپیشل فون بھی اٹنڈ نہ کیا گیا تو میں بے حد حیران ہوا۔ پھر میں نے پاکیشیائی دارالحکومت میں موجود کارلس کو کال کر کے حکم دیا کہ وہ گرے اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں معلومات حاصل کرے اور مجھے بتائے کہ گرے فون کیوں اٹنڈ نہیں کر رہا۔ پھر کارلس کا فون آیا کہ گرے اور اس کے پانچوں ساتھیوں کو ان کی رہائش گاہ پر گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے اور لاشیں پولیس کے ہیڈ آفس میں موجود ہیں۔ اس نے خود وہاں جا کر تصدیق کی ہے۔ گرے اور اس کے پانچوں ساتھی سیکنڈ میک اپ میں تھے جنہیں کارلس پہچانتا ہے۔ اس پر میں نے کارلس سے اس بارے میں مزید انکوائری کرنے کا کہا تا کہ معلوم ہو سکے کہ اصل واقعات کیسے پیش آئے ہیں پھر آپ کو تفصیلی رپورٹ دی جا سکے۔ کارلس نے انکوائری کے بعد جو رپورٹ دی ہے اس کے مطابق پولیس کو صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ کوٹھی کا پھاٹک کھول

کر ایک لڑکی پیدل باہر گئی اور قریب ہی پارکنگ سے کار لے کر
واپس کوٹھی میں چلی گئی اور پھر تھوڑی دیر بعد کار واپس چلی گئی اور
پھاٹک بھی اس لڑکی نے ہی بند کیا۔ اس لڑکی کا جو حلیہ معلوم ہوا
ہے اس نے مجھے حیران کر دیا ہے کیونکہ یہ حلیہ سو فیصد اس پاکیشیائی
لڑکی فرخندہ کا ہے جس کو سالوس نے اس مشن میں استعمال کیا تھا''۔
ہمفرے نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''فرخندہ۔ لیکن اس کا کراس ونگز سے کیا تعلق۔ اس کا تعلق تو
سالوس سے تھا''...... سپر چیف نے کہا۔ وہ اب اپنے آپ کو مکمل
طور پر سنبھال چکا تھا۔

''اگر آپ اجازت دیں تو اس لڑکی کو پکڑ کر اس سے معلومات
حاصل کی جائیں''...... ہمفرے نے کہا۔

''ہاں۔ یہ بے حد اہم ہے۔ کراس ونگز کے ایکشن سیکشن کی اس
طرح موت نے مجھے ہلا دیا ہے۔ اگر تم اس لڑکی کا ذکر نہ کرتے تو
میں یہی سمجھتا کہ یہ کارروائی پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ہو سکتی
ہے''...... لارڈ ولیم نے کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے ایک آدمی علی
عمران کے بارے میں گریٹ لینڈ سے ایک اہم اطلاع ملی ہے۔
اس نے ایک معلومات فروخت کرنے والی ایجنسی کے سربراہ اسکاٹ
سے سالوس اور ہمارے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں''۔
ہمفرے نے کہا تو لارڈ ولیم ایک بار پھر اچھل پڑا۔



''کیسی معلومات اور تمہیں یہ اطلاع کیسے ملی ہے''...... لارڈ ولیم
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس معلومات فروخت کرنے والی ایجنسی میں ہمارا ایک آدمی
کام کرتا ہے۔ اس نے نہ صرف رپورٹ دی ہے بلکہ اس نے
اسکاٹ اور عمران کے درمیان ہونے والی گفتگو کا ٹیپ بھی بھجوا دیا
ہے اور ٹیپ سے معلوم ہوا ہے کہ اسکاٹ نے نہ صرف ہمارے
ہیڈکوارٹر کے مقام کے بارے میں اطلاع دی ہے بلکہ ہماری
لیبارٹری کے بارے میں بھی بتایا ہے کہ یہ لیبارٹری کاسکا میں ہے۔
اس کے ساتھ ساتھ اس نے عمران کو یہ بھی بتایا کہ آپ کا محل کہاں
ہے اور اس کا فون نمبر کیا ہے''...... ہمفرے نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

''ویری بیڈ۔ یہ معلومات اس اسکاٹ کو کوئی اندر کا آدمی ہی
دے سکتا ہے''...... لارڈ ولیم نے کہا۔

''یس سپر چیف۔ میرا بھی یہی خیال ہے اور میں اس آدمی کو
ڈھونڈ نکالوں گا''...... ہمفرے نے جواب دیا۔

''اب یہ لوگ کاسکا لیبارٹری پر چڑھ دوڑیں گے اور گرے اور
اس کا سیکشن ختم ہو گیا ہے۔ اب کیا کیا جائے''...... لارڈ ولیم نے
انتہائی متفکرانہ لہجے میں کہا۔

''سپر چیف۔ سالوس کے پاس ایک سپر ایکشن گروپ ہے۔
پوری دنیا کے بہترین یہودی ایجنٹوں کو اس گروپ میں اکٹھا کیا گیا

ہے۔ اگر آپ اس گروپ کو کاسکا لیبارٹری کی حفاظت کا ٹارگٹ دے دیں تو یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو یقیناً لاشوں میں تبدیل کر دیں گے"...... ہمفرے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ ان لوگوں کے مقابلے کے لئے نظریاتی اور کٹڑ تربیت یافتہ لوگ ہی ہونے چاہئیں تاکہ وہ یہودی کاز کے لئے کٹ مریں لیکن دشمن کو آگے نہ بڑھنے دیں۔ کراؤ بات میری ماسٹر بلانک سے"...... لارڈ ولیم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"ویری بیڈ۔ گرے اور اس کا پورا سیکشن ختم ہو گیا۔ یہ تو میرے تصور میں بھی نہ تھا کہ گرے اور اس کے ساتھی اس طرح احمق پاکیشیائیوں سے مار کھا جائیں گے"...... لارڈ ولیم نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی تو لارڈ ولیم نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... لارڈ ولیم نے کہا۔

"ہمفرے بول رہا ہوں سپر چیف"...... دوسری طرف سے ہیڈکوارٹر انچارج ہمفرے کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ کوئی نئی بات"...... لارڈ ہمفرے نے کہا۔

"ماسٹر بلانک لائن پر ہے جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کراؤ بات"...... لارڈ ولیم نے کہا۔



"ہیلو سپر چیف۔ میں ماسٹر بلانک بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک بچکانہ سی آواز سنائی دی۔

"ماسٹر بلانک ہمارا ایکشن سیکشن گرے سمیت احمق پاکیشیائیوں کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا ہے اور اس کے ساتھ ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے انتہائی خطرناک ایجنٹ نے یہ بھی معلوم کر لیا ہے کہ ہماری لیبارٹری کاسکا میں ہے اور اب وہ کاسکا میں اس لیبارٹری کو تباہ کرنے پر تل جائیں گے اور یہ لیبارٹری اگر تباہ ہو گئی تو پوری دنیا کے یہودیوں کی کمر ٹوٹ جائے گی۔ گزشتہ آٹھ سالوں سے اس لیبارٹری میں جس آلے پر کام ہو رہا ہے اس پر پوری دنیا کے یہودیوں کی نہ صرف کثیر رقم لگی ہوئی ہے بلکہ اس لیبارٹری کی تباہی سے یہودیوں کا یہ خواب کہ وہ پوری دنیا پر حکومت کریں گے ٹوٹ کر رہ جائے گا۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ سالوس کے پاس ایک سپر ایکشن گروپ ہے جو پوری دنیا کے بہترین یہودی ایجنٹوں پر مشتمل ہے۔ کیا واقعی ایسا ہے"...... لارڈ ولیم نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"یس سپر چیف۔ لیکن ہم نے اس سیکشن کو نہ صرف انتہائی خفیہ رکھا ہوا ہے بلکہ ہم اسے صرف یہودی کاز کے لئے انتہائی اہم ترین موقع پر ہی استعمال کرتے ہیں"...... ماسٹر بلانک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس سے زیادہ اہم موقع اور کیا ہو سکتا ہے کہ لیبارٹری داؤ پر

لگ چکی ہے''...... لارڈ ولیم نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یس سپر چیف۔ آپ کی بات درست ہے۔ آپ حکم فرمائیں''...... ماسٹر بلانک نے کہا۔

''اس سپر ایکشن گروپ کا چیف کون ہے اور اس گروپ میں کتنے ممبرز ہیں''...... لارڈ ولیم نے پوچھا۔

''چیف کا نام ڈان ہے اور اس گروپ میں ڈان سمیت آٹھ ممبران ہیں جن میں چار لڑکیاں ہیں''...... ماسٹر بلانک نے جواب دیا۔

''میں ان دنوں مینشن میں ہوں۔ تم ڈان کو میرے پاس بھجوا دو تاکہ میں اسے مشن کے بارے میں تفصیل بتا سکوں''...... لارڈ ولیم نے کہا۔

''یس سپر چیف۔ میں ڈان کو کال کرتا ہوں۔ پھر آپ کو اطلاع دے دوں گا''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو لارڈ نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی دوبارہ بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ لارڈ ولیم بول رہا ہوں''...... لارڈ ولیم نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''ماسٹر بلانک بول رہا ہوں سپر چیف۔ ڈان گریٹ لینڈ سے باہر ہے۔ میں نے اسے کال کر لیا ہے۔ وہ کل یہاں پہنچے گا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائے گا''...... ماسٹر بلانک نے کہا۔



''تمہارے پاس سپر ایکشن گروپ کی فائل تو ہو گی''...... لارڈ ولیم نے کہا۔

''یس سپر چیف''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''وہ فائل میرے پاس بھجوا دو تاکہ میں اسے دیکھ کر اندازہ لگا سکوں کہ سالوس سپر ایکشن گروپ واقعی اس قابل ہے یا نہیں کہ کراس ونگز کے لئے کام کر سکے ورنہ میں کسی دوسری ایجنسی سے بات کروں''...... لارڈ ولیم نے کہا۔

''میں فائل بھجوا دیتا ہوں سپر چیف''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو لارڈ ولیم نے رسیور رکھ دیا۔

لمبے قد اور ورزشی جسم کا مالک ڈان نہ صرف خاصا وجیہہ تھا بلکہ اس کے مخصوص خدوخال، سنہرے بالوں اور سبز آنکھوں کی وجہ سے وہ قدیم یونانی دیو مالائی کردار دکھائی دیتا تھا۔ وہ اس وقت آئر لینڈ کے ایک ہوٹل کے کمرے میں موجود تھا۔ وہ ایک مشن کے سلسلے میں یہاں آیا تھا اور اس کا مشن مکمل ہو چکا تھا۔ اس کی ساتھی لڑکی اور دوست ڈورا دوسرے مشن کی تکمیل کے لئے گئی ہوئی تھی اور اس کی واپسی پر وہ مکمل طور پر فارغ ہو جاتے اس لئے وہ آج رات کسی اچھے سے فنکشن میں گزارنا چاہتا تھا۔ وہ بیٹھا اسی فنکشن کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"لیس"...... ڈان نے کہا۔

"گریٹ لینڈ سے آپ کے لئے کال ہے"...... دوسری طرف



سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات"...... ڈان نے چونک کر کہا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد ایک بچگانہ سی آواز سنائی دی تو وہ سمجھ گیا کہ یہ سالوس کا چیف ماسٹر بلانک بول رہا ہے۔

"لیس ماسٹر۔ میں ڈان بول رہا ہوں"...... ڈان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"سپیشل فون آن کرو"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈان کے چہرے پر یکلخت انتہائی سنجیدگی ابھر آئی کیونکہ سپیشل فون کا مطلب تھا کہ ماسٹر بلانک کوئی ایسی بات کرنا چاہتا ہے جو انتہائی خفیہ ہے۔ سپیشل فون پر ہونے والی بات چیت نہ کسی بھی طرح سنی جا سکتی تھی اور نہ اسے ٹیپ کیا جا سکتا تھا اس لئے سپیشل فون انتہائی خفیہ اور اہم بات چیت کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ رسیور رکھ کر وہ تیزی سے اٹھا اور ایک الماری کی طرف بڑھ گیا جس کے نچلے خانے میں اس کا بیگ موجود تھا۔ اس نے بیگ کے خفیہ خانے سے ایک چھوٹے سائز کا ریموٹ کنٹرول نما فون نکالا اور پھر وہ واپس مڑا ہی تھا کہ دروازہ کھلا اور خوبصورت ڈورا مسکراتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔

"دروازہ لاک کر دو ڈورا اور سپیشل ساؤنڈ پروف بٹن بھی آن کر دو"...... ڈان نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو ڈورا بے اختیار چونک پڑی۔ پھر جب اس نے ڈان کے ہاتھ میں

سپیشل فون دیکھا تو اس نے اس انداز میں سر ہلایا جیسے وہ بات کی تہہ تک پہنچ گئی ہو۔ اس نے مڑ کر نہ صرف دروازہ لاک کر دیا بلکہ سوئچ بورڈ کے نیچے موجود ایک سرخ رنگ کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ اب اس کمرے سے کوئی آواز کسی صورت باہر نہ جا سکتی تھی اور باہر سے کسی بھی سائنسی ڈیوائس کے ذریعے بھی کمرے کے اندر ہونے والی گفتگو نہ سنی جا سکتی تھی۔ ڈان نے کرسی پر بیٹھ کر فون کا ایک بٹن پریس کیا اور پھر فون کو میز پر رکھ دیا۔ ڈورا بھی خاموشی سے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

''کیا رہا''...... ڈان نے ڈورا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''آل از اوکے''...... ڈورا نے جواب دیا تو ڈان نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے فون میں سے ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی تو ڈان نے ہاتھ بڑھا کر یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

''ہیلو ماسٹر بلانک سپیکنگ''...... فون سے ماسٹر بلانک کی آواز سنائی دی۔

''یس چیف۔ میں ڈان بول رہا ہوں۔ میرے ساتھ ڈورا بھی موجود ہے''...... ڈان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس کے خاص ایجنٹ علی عمران کے بارے میں کچھ جانتے ہو''...... ماسٹر بلانک نے کہا تو ڈان کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔



''بہت اچھی طرح جانتا ہوں اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ سالوس ان دنوں پاکیشیا میں کارروائی کر رہی ہے۔ کیا کوئی مسئلہ ہو گیا ہے''...... ڈان نے کہا۔

''سالوس کو یہ کام کراس ونگز نے دیا تھا لیکن ابھی ہم ابتدائی مرحلے میں تھے کہ کراس ونگز کے سپر چیف لارڈ ولیم نے یہ کہہ کر معاملات کو اپنے ہاتھ میں لے لیا کہ ہماری رفتار سست ہے جبکہ انہیں مطلوبہ فائل فوری چاہئے۔ چنانچہ ہم نے اپنی کارروائی بند کر دی۔ لارڈ ولیم نے کراس ونگز کے ایکشن سیکشن کو گرے کی سرکردگی میں مشن کی تکمیل کے لئے پاکیشیا بھجوا دیا۔ پھر اطلاع ملی کہ گرے نے کامیابی حاصل کر لی ہے لیکن اس کے بعد حالات یکسر بدل گئے۔ جو فائل گرے نے حاصل کی تھی وہ واپس اپنے ٹھکانے پر پہنچ گئی اور گرے کو اس کے پورے سیکشن سمیت ایک کوٹھی میں گولیوں سے اڑا دیا گیا''...... ماسٹر بلانک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گرے ہلاک ہو گیا ہے۔ ویری بیڈ۔ وہ میرا بہترین دوست تھا اور وہ تو بے حد تیز طرار اور ذہین آدمی تھا۔ حیرت ہے کہ وہ اپنے آدمیوں سمیت آسانی سے مار کھا گیا''...... ڈان نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے گرے کی موت پر یقین نہ آ رہا ہو۔

''بہرحال اس سیکشن کے خاتمے کے بعد یہ اطلاع ملی ہے کہ علی عمران نے گریٹ لینڈ کی ایک معلومات فروخت کرنے والی ایجنسی سے یہ معلوم کر لیا ہے کہ کراس ونگز کی اہم ترین لیبارٹری کاسکا میں

ہے۔ گو یہ لیبارٹری بے حد خفیہ ہے لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں سب جانتے ہیں کہ وہ لوگ بھوت ہیں جس کے پیچھے پڑ جائیں اسے پاتال میں بھی نہیں چھوڑتے اور کوئی عام ایجنسی ان کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتی اس لئے سپر چیف نے ایک بار پھر سالوس کی خدمات حاصل کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور کہا ہے کہ سالوس کا سپر ایکشن گروپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کاسکا میں خاتمہ کر دے۔ کیا تم اس کام کے لئے تیار ہو''...... ماسٹر بلانک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''چیف۔ ہمارے تیار نہ ہونے کی کوئی وجہ ہی نہیں ہے۔ میری تو طویل عرصے سے خواہش تھی کہ مسلمانوں کے اس گروپ کا خاتمہ کیا جا سکے۔ اس گروپ نے نہ صرف گریٹ لینڈ اور اسرائیل کو بے حد نقصان پہنچایا ہے بلکہ پوری دنیا کے یہودیوں کی بے شمار تنظیموں کا خاتمہ بھی کر دیا ہے۔ میں تو صرف سالوس کے خفیہ پن کی وجہ سے خاموش تھا ورنہ میں اب تک ان کے مقابلے پر آ چکا ہوتا اور اب جس لیبارٹری کے بارے میں آپ ذکر کر رہے ہیں وہ یقیناً پوری دنیا کے یہودیوں کی انتہائی اہم لیبارٹری ہو گی اس لئے اس کی حفاظت ہمارا اولین فریضہ ہے اور چیف پاکیشیا سیکرٹ سروس جنوں اور بھوتوں پر مشتمل نہیں ہے۔ عام انسانوں پر مشتمل ہے۔ صرف ان کے ساتھ مقابلے کے لئے ان سے زیادہ ذہانت کی ضرورت ہے اور پھر آپ جانتے ہیں کہ میں نے کاسکا میں ایک طویل عرصہ گزارا ہے اس لئے کاسکا کا نہ صرف چپہ چپہ میرا دیکھا بھالا ہے بلکہ کاسکا کی بے شمار تنظیمیں اور گروپ بھی مجھے جانتے ہیں اس لئے آپ بے فکر رہیں۔ آپ کی اس کال نے میری دیرینہ خواہش پوری کر دی ہے۔ آپ حکم دیں ہم نے کب روانہ ہونا ہے''۔ ڈان نے بڑے جذباتی سے لہجے میں کہا تو ساتھ بیٹھی ہوئی ڈورا اسے حیرت سے دیکھنے لگی کیونکہ وہ اس وقت جس انداز کی جذباتی باتیں کر رہا تھا ایسی باتوں کا وہ عادی نہ تھا۔ وہ انتہائی حقیقت پسند اور سنجیدہ فطرت کا مالک تھا لیکن آج وہی ڈان بچوں جیسی جذباتی باتیں کر رہا تھا اس لئے اسے حیرت ہو رہی تھی۔

''اوکے۔ تم اب واپس آ جاؤ۔ تم نے لارڈ ولیم سے ملاقات کرنی ہے تاکہ ان کی تسلی کرا سکو۔ وہ بے حد مضطرب ہیں''۔ ماسٹر بلانک نے کہا۔

''ایسا ہونا بھی چاہئے چیف۔ گرے اور اس کے پورے سیکشن کی موت نے انہیں ہلا کر رکھ دیا ہو گا۔ بہرحال میں انہیں مطمئن کر دوں گا اور کل کی فلائٹ پر ہماری سیٹیں کنفرم ہو چکی ہیں''...... ڈان نے کہا۔

''اوکے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور ساتھ ہی سیٹی کی ہلکی سی آواز سنائی دی تو ڈان نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور اس نے یکے بعد دیگرے سپیشل فون کے دو بٹن پریس کر دیئے اور پھر فون اٹھا کر وہ کرسی

سے اٹھا اور الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر الماری کے نچلے خانے میں موجود ایک بیگ کے خفیہ خانے میں فون کو رکھا اور پھر الماری بند کر کے وہ سائیڈ ریک کی طرف بڑھ گیا جہاں شراب کی چند بوتلیں اور ان کے ساتھ گلاس رکھے ہوئے تھے۔ اس نے شراب کی ایک بوتل اور دو گلاس اٹھائے اور انہیں لا کر میز پر رکھ دیا۔ ڈورا ابھی تک حیرت اور بے چینی سے اسے دیکھ رہی تھی جیسے کوئی انہونی ہو رہی ہو اور تھا بھی ایسے ہی۔ ڈان نے کبھی خود اٹھ کر شراب نہ اٹھائی تھی۔ وہ ہمیشہ یہ کام ڈورا سے لیتا تھا کیونکہ ڈورا گو اس کی بیوی نہ تھی لیکن وہ رہتے بالکل اسی طرح تھے جیسے میاں بیوی ہوں اور چونکہ یہ یورپ کی معاشرت میں کوئی برائی نہ سمجھی جاتی تھی اس لئے کسی کو اس پر اعتراض نہ ہوتا تھا۔

"کیا تم پریشان ہو ڈان"...... ڈورا سے چپ نہ رہا گیا تو وہ بول پڑی۔

"پریشان کیوں۔ یہ بات تم نے کیوں کی ہے"...... ڈان نے چونک کر اور قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارا اس طرح شراب اٹھا کر یہاں لانا اور پھر خود ہی گلاسوں میں شراب ڈال کر ایک گلاس مجھے دینا اور اپنا گلاس بغیر سانس لئے حلق سے اتار لینا یہ سب کچھ بتا رہا ہے کہ تم پریشان ہو"...... ڈورا نے منہ بناتے ہوئے کہا تو ڈان بے اختیار ہنس پڑا۔

"اگر تم اسے میری پریشانی سمجھ رہی ہو تو تمہاری مرضی۔ ویسے



میں اسے جذباتی پن سمجھتا ہوں۔ بڑے طویل عرصے بعد میری دلی خواہش پوری ہو رہی ہے"...... ڈان نے کہا۔

"یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ٹکراؤ کی خواہش یا کوئی اور خواہش ہے"...... ڈورا نے کہا۔

"ہاں یہی۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا تو بس نام ہی ہے۔ اصل اور بنیادی شخص علی عمران ہے۔ تم اسے معصوم بھیڑیا کہہ سکتی ہو"۔ ڈان نے کہا۔

"تم اسے اتنی تفصیل سے کیسے جانتے ہو۔ کیا تمہارا اس سے ٹکراؤ ہو چکا ہے"...... ڈورا نے کہا۔

"ہاں۔ ایک بار بڑا بھرپور ٹکراؤ ہو چکا ہے لیکن اس وقت ہم دونوں ایک ہی تنظیم میں تھے۔ میرا مطلب ہے کہ ان دنوں میں کانڈا کی ایک سرکاری تنظیم ریڈ وولف کا چیف ایجنٹ تھا اور ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم جو کہ پوری دنیا پر قبضہ کرنا چاہتی تھی اس کے مقابلے کے لئے اقوام متحدہ کے تحت ایک تنظیم بنائی گئی تھی جس میں کانڈا کی طرف سے میں شامل ہوا تھا جبکہ پاکیشیا کی طرف سے عمران اور جانتی ہو کہ انجام کیا ہوا"...... ڈان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا تھا"...... ڈورا نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سارا کام میں نے کیا لیکن اس عمران نے مجھے احمق بنا کر

تمام کریڈٹ خود لے لیا اور میں اس کا منہ دیکھتا رہ گیا۔ اس نے سارا کام ہی اس انداز میں کیا تھا کہ میں کسی کو کچھ کہہ ہی نہ سکا تھا۔ سب کچھ اس کی پلاننگ کے عین مطابق ہوا اور نتیجہ یہ کہ وہ ہیرو بن گیا اور میں زیرو اور جب میں نے اس سے دبے لفظوں میں احتجاج کیا تو پتہ ہے اس نے کیا جواب دیا''...... ڈان نے کہا۔

''کیا کہا''...... ڈورا نے اسی طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس نے مجھے کہا کہ سیکرٹ ایجنٹی کے ساتھ ساتھ کچھ فنکاری بھی سیکھ لو''...... ڈان نے کہا تو ڈورا بے اختیار ہنس پڑی۔

''بات تو اس نے ٹھیک کہی تھی''...... ڈورا نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اسی وقت میں نے دل ہی دل میں قسم کھائی تھی کہ اس سے بھرپور انتقام لوں گا اور اب بڑے طویل عرصے بعد مجھے اس کا موقع مل رہا ہے''...... ڈان نے کہا۔

''تم نے اسے معصوم بھیڑیا کہا ہے۔ اس کا کیا مطلب ہوا''۔ ڈورا نے کہا تو ڈان بے اختیار ہنس پڑا۔

''مجھے یقین ہے کہ جب تم اس سے ملو گی تو اس کی وجہ سے مجھ سے لڑنا شروع کر دو گی۔ وہ بظاہر بے حد معصوم اور شوخ گفتگو کرنے والا نوجوان ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے اسے دنیا کی ہوا بھی نہیں لگی۔ وہ احمقانہ انداز میں کام کرتا ہے لیکن جب اس کے کام کے نتائج سامنے آتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ باقی سب احمق ہیں۔



صرف وہ عقل مند ہے''...... ڈان نے جواب دیا۔

''تم نے تو میرا اشتیاق بڑھا دیا ہے۔ اب تو میں اس سے ضرور ملوں گی''...... ڈورا نے کہا۔

''تم فکر مت کرو۔ بڑی بھرپور ملاقات ہو گی تمہاری اس سے''۔ ڈان نے کہا۔

''کیوں۔ کیا تم اسے ہلاک نہیں کرو گے''...... ڈورا نے کہا۔

''میری تو پوری کوشش ہو گی کہ اسے ایک لمحے کی بھی مہلت نہ دوں لیکن اب کیا کیا جائے کہ وہ اتنی آسانی سے ہلاک ہونے والوں میں سے نہیں ہے۔ بہرحال اب یہ بات طے شدہ سمجھو کہ چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہو اسے بہرحال ہلاک میرے ہاتھوں ہی ہونا ہے''...... ڈان نے کہا۔

''تمہیں معلوم ہے کہ کاسکا میں وہ لیبارٹری کہاں ہے جسے تباہ کرنے کا مشن لے کر عمران اور اس کے ساتھی آ رہے ہیں''۔ ڈورا نے اچانک کہا تو ڈان بے اختیار چونک پڑا۔

''نہیں۔ لیکن تم کیوں پوچھ رہی ہو''...... ڈان نے کہا۔

''کاسکا بہت بڑا علاقہ ہے اور ان لوگوں کا ٹارگٹ اگر لیبارٹری ہے تو وہ لوگ بہرحال وہیں پہنچیں گے اس لئے ہمیں اس لیبارٹری کے گرد ہی ان کا گھیراؤ کرنا ہو گا''...... ڈورا نے کہا۔

''اس لیبارٹری کے بارے میں کسی کو بھی نہیں معلوم تو انہیں کیسے معلوم ہو جائے گا''...... ڈان نے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ تم نے ضرورت سے زیادہ شراب پی لی ہے۔ لیبارٹری کسی خزانہ کا باکس تو نہیں کہ اسے کسی غار میں دفن کر کے اوپر سے بند کر دیا جائے اور کسی کو اس بارے میں علم نہ ہو سکے۔ لیبارٹری میں انسان رہتے ہوں گے۔ ان کی ضروریات ہوں گی۔ لوگ شہر آتے جاتے ہوں گے''...... ڈورا نے کہا تو ڈان نے ایک طویل سانس لیا۔

''تم واقعی بے حد ذہین ہو ڈورا۔ یہ بات ذہن میں رکھ کر یہ لوگ کاسکا پہنچنے سے پہلے اس لیبارٹری کا نہ صرف محل وقوع معلوم کر چکے ہوں گے بلکہ ہو سکتا ہے کہ اس کے حفاظتی نظام کے بارے میں بھی ان کے پاس پوری تفصیلات موجود ہوں''...... ڈان نے کہا۔

''یہ کیسے ممکن ہے۔ تم اب انتہا پسند ہو گئے ہو۔ کبھی ایک انتہاء پر پہنچ جاتے ہو اور کبھی دوسری انتہاء پر''...... ڈورا نے کہا۔

''یہ بات ابھی تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گی ڈورا۔ یہ لوگ اسی طرح کام کرتے ہیں اور دوسری اہم بات یہ کہ چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہو ان کی نظریں اپنے ٹارگٹ پر رہتی ہیں اور تیسری بات یہ کہ یہ لوگ بجلی کی سی رفتار سے کام کرتے ہیں اور ایک لمحہ ضائع کئے بغیر''...... ڈان نے کہا۔

''اگر تمہیں لیبارٹری کے بارے میں معلوم نہ ہو اور انہیں معلوم ہو گیا تو پھر کیا ہو گا''...... ڈورا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔



''میں لارڈ ولیم سے معلوم کر لوں گا اور میں وہاں ایسا جال پھیلاؤں گا کہ وہ پکے ہوئے پھلوں کی طرح ہمارے جال میں آ گریں گے''...... ڈان نے بااعتماد لہجے میں کہا۔

''میرا خیال ہے کہ تم لارڈ سے ملو جبکہ میں سیکشن کو لے کر کاسکا چلی جاتی ہوں۔ ہم وہاں نگرانی کریں گے۔ خاص طور پر کاسکا میں داخل ہونے والے راستوں کی۔ لامحالہ مشکوک لوگ سامنے آ جائیں گے''...... ڈورا نے کہا۔

''یہ لوگ میک اپ کے ماہر ہیں اور ضروری نہیں کہ وہ گروپ کی صورت میں آئیں اور پھر وہ عام مجرم نہیں ہیں کہ نگرانی کرتے ہوئے تم انہیں پکڑ لو''...... ڈان نے کہا۔

''تو پھر تم کیا کرو گے''...... ڈورا نے کہا۔

''میں لارڈ صاحب سے کہوں گا کہ وہ مجھے کلر ٹریسنگ مشین دے دیں۔ پھر وہ میری نظروں سے نہیں بچ سکیں گے''...... ڈان نے کہا۔

''کلر ٹریسنگ مشین۔ کیا مطلب''...... ڈورا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کراس ونگز انتہائی جدید ترین آلات استعمال کرتی ہے اور لارڈ صاحب دنیا بھر سے ایسے آلات منگواتے رہتے ہیں۔ مجھے ایک بار گرے نے بتایا تھا کہ اس نے ایک بار کلر ٹریسنگ مشین استعمال کر کے چند منٹوں میں ایک مجرم کو پکڑ لیا تھا۔ میرے پوچھنے

پر اس نے بتایا تھا کہ یہ مجرم ایشیائی تھا۔ ایشیائی افراد کی کھال کا رنگ ہم سے مختلف ہوتا ہے اس لئے چاہے وہ کوئی بھی میک اپ کر لیں اس مشین سے نکلنے والی اور نظر نہ آنے والی ریز فوراً ان کی کھال کے اصل رنگ کو ٹریس کر لیتی ہے اور پھر سکرین پر یہ لوگ اپنی اصل شکل میں ٹریس ہو جاتے ہیں اور یہ لوگ بھی ایشیائی ہیں اس لئے کلر ٹریسنگ مشین سے نہ صرف ٹریس ہو جائیں گے بلکہ یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ وہ کہاں موجود ہیں اور ان کی موجودہ تعداد کیا ہے''...... ڈان نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''پھر تو مسئلہ ہی کوئی نہیں ہے۔ یہ کام تو تتلیاں پکڑنے سے بھی زیادہ آسان ہو گا''...... ڈورا نے منہ بناتے ہوئے کہا تو ڈان بے اختیار ہنس پڑا۔

''اس کے باوجود دیکھنا کیا ہوتا ہے''...... ڈان نے کہا تو ڈورا نے اس طرح منہ بنا لیا جیسے اب وہ سمجھی ہو کہ ڈان اس کے ساتھ اب تک مذاق کر رہا تھا۔



عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو اپنی عادت کے مطابق احتراماً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''ارے کیا ہوا۔ کیا کرسی میں کیل ابھر آئے ہیں''...... عمران نے بے ساختہ لہجے میں کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''یہ کرسی بنی ہی کیلوں سے ہے''...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

''واہ۔ دانش منزل میں بیٹھ بیٹھ کر اب واقعی تم دانشور بنتے جا رہے ہو۔ اس کا مطلب ہے کہ نام کا واقعی اثر ہوتا ہے۔ شیکسپیئر نے خواہ مخواہ کہہ دیا تھا کہ نام کا کوئی اثر نہیں ہوتا کہ اگر گلاب کا نام گلاب نہ ہوتا تو کیا اس کی خوشبو ختم ہو جاتی۔ ویسے اگر دانش منزل کا نام حماقت منزل ہوتا تب''...... عمران نے کہا اور اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

''تب اس کرسی پر میری بجائے آپ بیٹھے ہوتے''...... بلیک زیرو نے جواب دیا تو عمران اپنی عادت کے برخلاف بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''بہت خوب۔ اب واقعی تمہیں دانشور تسلیم کرنا پڑے گا۔ کاغذات کا کیا ہوا۔ تیار ہو گئے ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ وہ میں نے سلیمان کو بھجوا دیئے تھے۔ آپ فلیٹ پر نہیں گئے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''نہیں۔ میں کوشش کر رہا ہوں کہ کاسکا کے کسی رہائشی کو تلاش کر کے اس سے تفصیلی بات ہو جائے لیکن ایسا کوئی آدمی نہیں مل سکا اس لئے اب کتابی باتوں پر ہی انحصار کرنا پڑے گا''...... عمران نے جواب دیا۔

''گرے اور اس کے ساتھیوں کی لاشوں کا کیا ہوا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''کیا ہونا تھا۔ میں نے ان کے کاغذات میں دیئے ہوئے ایڈریسوں پر رابطہ کیا تھا لیکن وہ ایڈریس جعلی تھے اس لئے گریٹ لینڈ کے سفارت خانے سے رابطہ کر کے ان کی لاشیں سفارت خانے کے حوالے کر دی گئیں۔ انہوں نے انہیں گریٹ لینڈ بھجوا دیا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تب تو کراس ونگز کو ان کی موت کا علم ہو گیا ہو گا اور ہو سکتا ہے کہ ان کی طرف سے کوئی خاص ردعمل ہو''...... بلیک زیرو نے



کہا۔

''ارے ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ مجھے ایک بار پھر اسکاٹ سے بات کرنی ہو گی۔ یقیناً ہمارے اقدام کی وجہ سے ہمارے خلاف کوئی ردعمل ہوا ہو گا''...... عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''اسکاٹ بول رہا ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی اسکاٹ کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ کا کوئی رابطہ نمبر میرے پاس نہیں تھا ورنہ میں آپ سے خود رابطہ کرتا کیونکہ ایک اہم اطلاع آپ کو دینی تھی''...... دوسری طرف سے اسکاٹ نے کہا تو عمران کے ساتھ ساتھ سامنے بیٹھا ہوا بلیک زیرو بھی بے اختیار چونک پڑا۔

''کون سی اطلاع''...... عمران نے پوچھا۔

''عمران صاحب۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ میری سروس میں ایک آدمی نے کراس ونگز کے ہیڈکوارٹر کو اطلاع دی ہے کہ میں نے آپ کو کراس ونگز کے سپر چیف لارڈ ولیم اور کاسکا لیبارٹری کے بارے میں معلومات دی ہیں۔ یہ آدمی کراس ونگز کی طرف سے باقاعدہ میری تنظیم میں شامل کیا گیا تھا۔ چونکہ میں نے چیکنگ کا

بڑا مؤثر اور خفیہ نظام بنایا ہوا ہے اس لئے مجھے فوراً اس بارے میں اطلاع مل گئی اور میں نے اس آدمی کا خاتمہ کرا دیا''...... اسکاٹ نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہارے خلاف تو کوئی کارروائی نہیں ہوئی''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں عمران صاحب۔ کراس ونگز تو کیا کوئی بھی ایجنسی میرے خلاف کسی کارروائی کی جرأت نہیں کر سکتی کیونکہ میں نے انتظامات ہی ایسے کئے ہوئے ہیں۔ ظاہر ہے میں نے تو ہر ایجنسی کے خلاف مواد فروخت کرنا ہوتا ہے''...... اسکاٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ مجھے تمہاری بات سن کر یہی فکر لاحق ہوئی تھی ورنہ جس طرح دوسروں کے بارے میں ہمیں اطلاعات ملتی رہتی ہیں اسی طرح دوسروں کو بھی حق ہے کہ وہ ہمارے بارے میں اطلاعات حاصل کر لیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''آپ واقعی بڑے حوصلہ مند ہیں عمران صاحب۔ بہرحال آپ نے واقعی میرے تصور سے زیادہ معاوضہ بھیج دیا تھا اس لئے میں آپ کے کہے بغیر آپ کو ایک انتہائی اہم ترین اطلاع دے رہا ہوں''...... اسکاٹ نے کہا۔

''اچھا۔ اتنی اہم اطلاع کہ تمہیں اس قدر طویل تمہید باندھنی پڑی ہے''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے اسکاٹ بے اختیار ہنس



پڑا۔

''آپ دوسروں کے ذہن کو بھی پڑھ لیتے ہیں۔ بہرحال میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کراس ونگز کے سپر چیف نے اپنے ایکشن گروپ کی ہلاکت کے بعد اب دوبارہ سالوس سے رجوع کیا ہے۔ سالوس کا ایک خفیہ ایکشن گروپ ہے جسے سپر ایکشن گروپ کہا جاتا ہے۔ اس گروپ میں پوری دنیا کے ٹاپ یہودی ایجنٹ جمع کئے گئے ہیں۔ یہ گروپ آٹھ افراد پر مشتمل ہے جن میں چار لڑکیاں ہیں۔ اس گروپ کا انچارج ڈان ہے جو کانڈا کا رہائشی ہے اور کانڈا کی سرکاری ایجنسی سے طویل عرصے تک منسلک رہا ہے۔ اس کی نائب ایک لڑکی ڈورا ہے۔ یہ دونوں میاں بیوی کی طرح رہتے ہیں لیکن انہوں نے شادی نہیں کی۔ ڈورا بے حد ذہین اور خطرناک لڑکی ہے۔ لڑکیوں کا گروپ براہ راست اس کے تحت ہے۔ کہا یہی جاتا ہے کہ وہ ڈان سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ یہ گروپ کاسکا میں آپ کے خلاف کام کرے گا''...... اسکاٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''کیا اس گروپ کو معلوم ہے کہ لیبارٹری کہاں ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''میرے خیال میں نہیں۔ البتہ کل ڈان کی ملاقات براہ راست لارڈ ولیم سے ہوئی ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ لارڈ ولیم نے اسے اس بارے میں بتا دیا ہو۔ البتہ ایک بات اور انتہائی اہم ہے کہ

ڈان نے لارڈ ولیم سے فرمائش کر کے ایک جدید مشین حاصل کی ہے جسے کلر ٹریسنگ مشین کہا جاتا ہے''...... اسکاٹ نے کہا۔

''کلر ٹریسنگ مشین۔ کیا مطلب۔ کیا اسے کسی رنگ ساز نے ایجاد کیا ہے''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے اسکاٹ بے اختیار ہنس پڑا۔

''اس کا سائنسی نام تو کچھ اور ہو گا۔ عام طور پر اسے اسی نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس مشین سے ایسی ریز نکلتی ہیں جو وسیع رینج میں پھیل جاتی ہیں۔ یہ ریز انسانی کھال کے اصل کلر کو ٹریس کر لیتی ہیں۔ مثلاً ایشیائی افراد کی کھال کا اصل رنگ کچھ اور ہو گا اور یورپی افراد کا کچھ اور۔ اس مشین کو اگر ایشیائی افراد کی کھال کو چیک کرنے کا ٹارگٹ دے دیا جائے تو ایشیائی آدمی چاہے کسی بھی میک میں ہو فوراً ٹریس کر لیا جائے گا اور نہ صرف ٹریس کر لیا جائے گا بلکہ اس کی اصل تصویر بھی مشین کی سکرین پر آ جائے گی اور جہاں وہ موجود ہو گا وہاں کا ایڈریس بھی۔ یہ انتہائی مہنگی ریز ہیں اس لئے انہیں خاص خاص مواقع پر ہی استعمال کیا جاتا ہے''...... اسکاٹ نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم جس طرح مشین کی تفصیل بتا رہے ہو اس سے تو لگتا ہے کہ یہ مشین تم نے خود ایجاد کی ہے''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے اسکاٹ ایک بار پھر ہنس پڑا۔

''آپ واقعی معاملات کی تہہ تک پہنچ جاتے ہیں۔ مجھے یہ سب



کچھ ڈورا نے بتایا ہے''...... اسکاٹ نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''ڈورا نے۔ کس ڈورا نے۔ کیا وہی جو ڈان کی نائب ہے''۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''جی ہاں۔ وہ میری منٹ نشے کی عادی ہے اور مہینے میں ایک بار خفیہ طور پر میرے پاس آ کر اس کا فل ڈوز انجکشن لگواتی ہے۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ میری منٹ نشہ دنیا کا طاقتور ترین، سب سے مہنگا اور سب سے خطرناک نشہ ہے اس لئے اسے رکھنا بھی انتہائی بڑا جرم ہے لیکن میں نے اس کے خصوصی انتظامات کئے ہوئے ہیں کیونکہ جو کچھ مجھے لاکھوں ڈالر خرچ کر کے معلوم نہیں ہو سکتا وہ اس کے ایک انجکشن سے ہی معلوم ہو جاتا ہے اور یہ ایسا نشہ ہے جس کے لئے آدمی اپنی جان بھی دے سکتا ہے۔ بہرحال ڈورا جب میرے پاس آئی تو اس نے بتایا کہ وہ اب کاسکا جا رہی ہے۔ وہاں سے نجانے کب واپسی ہو اس لئے میں اسے فل ڈوز انجکشن لگوا دوں۔ کاسکا کا نام سن کر میں چونک پڑا اور پھر میں نے اپنے مخصوص انداز میں اس سے معلومات حاصل کیں تو یہ سب معلومات ملی ہیں''...... اسکاٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''کیا کاسکا میں تمہارے پاس ہمارے لئے کوئی ٹپ ہے''۔ عمران نے کہا۔

''ہے تو سہی لیکن آپ اس مشین کا کیا کریں گے''...... اسکاٹ

نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

’’تم فکر مت کرو۔ اب جبکہ تم نے بتا دیا ہے تو اس کا توڑ کر لیا جائے گا۔ ہاں اگر تم نہ بتاتے تو یقیناً یہ مشین ہمارے لئے مسئلہ بن جاتی‘‘...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ کاسکا میں ایک کلب ہے۔ مشروم کلب۔ اس کے مالک اور جنرل مینجر کا نام براؤنر ہے۔ میں اسے فون کر دوں گا۔ وہ آپ سے ہر طرح کا تعاون کرے گا لیکن معاوضہ وہ اپنی مرضی کا لے گا۔ آپ اس پر بالکل اسی طرح اعتماد کر سکتے ہیں جس طرح مجھ پر کرتے ہیں‘‘...... اسکاٹ نے کہا۔

’’براؤنر یہودی تو نہیں ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’نہیں عمران صاحب۔ وہ یہودی نہیں ہے اور نہ ہی اس کا یہودیوں سے کوئی تعلق ہے۔ البتہ آپ مجھے اپنا نیا نام بتا دیں تاکہ میں اسے فون کر کے وہ نام بتا دوں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’مائیکل‘‘...... عمران نے کہا۔

’’آپ اسے مائیکل اسکاٹ نام بتائیں گے۔ اس طرح میرا حوالہ بھی ساتھ آنے سے وہ فوری سمجھ جائے گا‘‘...... اسکاٹ نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ بے حد شکریہ۔ تمہارے اکاؤنٹ کی تفصیل میرے پاس موجود ہے اس لئے دوبارہ بتانے کی ضرورت نہیں۔ گڈ بائی‘‘۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔



’’عجیب مشین ہے۔ یہ کلر ٹریسنگ مشین‘‘...... بلیک زیرو نے کہا۔

’’ہاں۔ ویسے بھی یہ کراس ونگز انتہائی جدید ترین آلات استعمال کرتی ہے۔ دانش منزل کے سپیشل نظام کو انہوں نے ایسی ہی مشین سے آف کر دیا تھا اور پھر کس طرح وہ سیدھے ای ای جے فائل تک پہنچ گئے تھے۔ اسکاٹ نے بڑی اہم ترین باتیں بتائیں ہیں۔ تم اسے ایک لاکھ ڈالر مزید بھجوا دو‘‘...... عمران نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ لیکن اس کا توڑ آپ کیا کریں گے‘‘ ...... بلیک زیرو نے کہا۔

’’بے فکر رہو۔ دور جدید میں ایسی کریمیں ایجاد ہو چکی ہیں جو کلر کو گورا کر دینے کی صلاحیت رکھتی ہیں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’کیا اس سے اصل کلر بھی تبدیل ہو جاتا ہے‘‘...... بلیک زیرو نے کہا۔

’’ہاں۔ بلکہ میں سوچ رہا ہوں کہ خواہ مخواہ تم سے ایک چھوٹے سے چیک کے لئے منتیں کرتا رہتا ہوں۔ اگر اس کام کو چھوڑ کر گوری کرنے والی کریم فروخت کرنا شروع کر دوں تو پاکیشیا کی کروڑوں خواتین میری مستقل گاہک بن سکتی ہیں‘‘...... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

کاسکا کی ایک رہائشی کالونی کی کوٹھی میں ڈان نے ہیڈکوارٹر بنایا تھا۔ یہاں نہ صرف کلر ٹریسنگ مشین نصب کی گئی تھی بلکہ ایسی مشین بھی نصب کی گئی تھی جو پورے کاسکا میں ہونے والی فون اور ٹرانسمیٹر کالوں کو چیک کرتی تھی۔ ڈان نے اس مشین میں کالز چیک کرنے کے لئے چار الفاظ فیڈ کئے تھے۔ علی عمران، پاکیشیا، پاکیشیا سیکرٹ سروس اور لیبارٹری۔ کسی بھی کال میں جیسے ہی ان میں سے کوئی لفظ استعمال ہوتا وہ کال مشین نہ صرف علیحدہ کر دیتی بلکہ اسے خودبخود ٹیپ بھی کر لیتی۔ اس مشین میں یہ سہولت بھی موجود تھی کہ کال جہاں بھی کی جاتی اور جہاں سنی جاتی دونوں جگہوں کی فوری مارکنگ بھی ہو سکتی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ ڈان نے اپنے گروپ کے تمام افراد کاسکا کے اہم اڈوں، ہوٹلوں اور کلبوں میں پھیلا دیئے تھے تاکہ کسی بھی مشکوک آدمی کو نہ صرف چیک کیا



جا سکے بلکہ اس کی نگرانی بھی کی جا سکے۔

ڈان نے اس کوٹھی کے ایک کمرے میں اپنا آفس بھی بنایا ہوا تھا۔ اس کوٹھی کی نگرانی بھی جدید ترین آلات سے کی جا رہی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کوٹھی میں کسی اجنبی کے داخلے کو چیک کرنے اور آٹومیٹک انداز میں بے ہوش کرنے کے بھی سائنسی انتظامات موجود تھے۔ ڈان اور اس کے پورے گروپ کے پاس مستقل ایک چھوٹا سا آلہ رہتا تھا جس کی وجہ سے وہ چیکنگ سے ماورا ہو جاتے تھے۔ ان کے علاوہ کوئی بھی بغیر چیکنگ کے اندر داخل نہ ہو سکتا تھا اس لئے ڈان پوری طرح مطمئن تھا کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو نہ صرف چیک کر لے گا بلکہ انہیں آسانی سے ہلاک بھی کر سکے گا۔

لارڈ ولیم سے اس کی بڑی طویل ملاقات ہوئی تھی اور لارڈ ولیم نے اس کی بے حد تعریف کی تھی کیونکہ اس نے سالوس کے چیف سے اس کی اور اس کے پورے گروپ کی فائل منگوا کر پڑھی تھی اس لئے وہ نہ صرف مطمئن تھے بلکہ انہوں نے ڈان سے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہلاک کر دینے میں کامیاب ہو گیا تو اسے پوری دنیا کے یہودیوں کا ہیرو قرار دے دیا جائے گا اور اسے اس قدر انعامات دیئے جائیں گے جن کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتا۔

کلر ٹریسنگ مشین بھی انہوں نے اسے دے دی تھی اور اس کے

ساتھ ساتھ انتہائی جدید اسلحہ بھی اسے دے دیا تھا۔ البتہ انہوں نے لیبارٹری کے بارے میں کچھ بتانے سے صاف انکار کر دیا تھا اور ڈان نے زیادہ اصرار بھی نہیں کیا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ کاسکا پہنچ کر وہ آسانی سے لیبارٹری کا سراغ لگا لے گا اور اس نے یہ کام ڈورا کے ذمے لگا دیا تھا۔

ابھی تک نہ کسی مشکوک آدمی یا گروپ کے بارے میں کوئی رپورٹ ملی تھی اور نہ ہی دونوں مشینوں کے آپریٹرز کی طرف سے کوئی اطلاع آئی تھی۔ انہوں نے دس افراد کو چیک کیا لیکن یہ پاکیشیائی نہیں تھے بلکہ ایشیا کے دیگر ممالک سے ان کا تعلق تھا اور وہ طویل عرصے سے اپنی اصل شکل وصورت میں یہاں کے مختلف کلبوں سے مختلف حیثیتوں سے اٹیچ تھے اس لئے ان دس افراد کے بارے میں اس نے مشین کو ایڈجسٹ کر دیا تھا کہ وہ انہیں چیک نہ کرے اور اس کا خیال یہی تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ابھی تک کاسکا میں داخل نہیں ہوئی۔

ویسے کاسکا میں داخلے کے تین معروف راستے تھے۔ ایک زمینی راستہ تھا جو کانڈا کے معروف شہر سے کاسکا پہنچتا تھا۔ یہ ہائی وے تھی جو اونچے اور بنجر پہاڑوں کے درمیان بل کھاتی گزرتی تھی۔ اس کے علاوہ ایک بحری راستہ تھا۔ کاسکا چونکہ بحیرہ الرسکا کے کنارے واقع تھا اس لئے بحیرہ الرسکا سے لانچیں، فیریاں اور چھوٹے جہاز کانڈا اور ایکریمیا کی بندرگاہ سے کاسکا کی مشہور



بندرگاہ پورٹ لینڈ پہنچتے تھے۔ تیسرا ہوائی راستہ تھا۔ کاسکا کا ایئر پورٹ خاصا بڑا تھا اور کانڈا اور ایکریمیا سے وہاں پروازیں آتی جاتی رہتی تھیں۔ کاسکا میں چونکہ معدنیات نکالنے اور صاف کرنے کے بہت سے کارخانے تھے اس لئے یہاں آنے والوں کی زیادہ تر تعداد کارخانے داروں کی تھی۔ گو سیاح بھی یہاں آتے تھے کیونکہ یہاں ایک معروف جھیل کارتیج تھی جو بے حد خوبصورت تھی اور سیاح اس جھیل کو دیکھنے یہاں آتے تھے۔ جھیل کے کنارے خوبصورت ہٹس بنے ہوئے تھے جہاں زندگی کی ہر سہولت میسر تھی اور زیادہ تر سیاح انہی ہٹس میں ہی رہتے تھے۔ انہیں گرین ہٹس کہا جاتا تھا اور ڈان نے ان تینوں راستوں پر ہی چیکنگ کا مکمل انتظام کر رکھا تھا۔

یہاں اس کے گروپ کے افراد میک اپ چیک کرنے والے مخصوص کیمروں کے ساتھ چیکنگ کرتے رہتے تھے لیکن اس کے باوجود ابھی تک کسی طرف سے اطلاع نہ ملنے کا مطلب یہی ہوسکتا تھا کہ یہ لوگ ابھی یہاں پہنچے ہی نہیں۔ کلر ٹریسنگ مشین میں جو ریز استعمال ہوتی تھیں وہ اس قدر مہنگی اور نایاب تھیں کہ چوبیس گھنٹوں میں صرف ایک گھنٹے کے لئے ہی اس مشین کو چلایا جاتا تھا۔ باقی وقت وہ بند رہتی تھی۔ البتہ فون اور ٹرانسمیٹر کالز چیک کرنے والی مشین مسلسل کام کر رہی تھی۔ ڈان بیٹھا اسی بارے میں سوچ رہا تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور ڈورا اندر داخل ہوئی۔

''کیا ہوا۔ تمہارا چہرہ بتا رہا ہے کہ تم کامیاب ہوئی ہو''۔ ڈان نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ مکمل کامیابی''...... ڈورا نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسی پر بیٹھ گئی۔

''تفصیل بتاؤ۔ یہ اہم کامیابی ہے''...... ڈان نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''لیبارٹری میں شراب کی سپلائی ہر ہفتے جاتی ہے۔ ایک کلب سے جیپ میں شراب کی پیٹیاں لیبارٹری میں لے جائی جاتی ہیں۔ میں نے اس ڈرائیور کا کھوج لگا لیا ہے جو یہ سپلائی لے جاتا ہے اور پھر دس ہزار ڈالر دے کر میں نے اس سے تفصیل حاصل کر لی ہے۔ یہ لیبارٹری جھیل کارنیج کے مغربی کنارے سے دو کلومیٹر کے فاصلے پر ایک پہاڑ کے نیچے بنائی گئی ہے اور ڈرائیور کے بقول وہ شراب کی پیٹیاں غار کے اندر رکھ کر واپس آ جاتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہی غار اس لیبارٹری کا دہانہ ہے۔ ڈرائیور سے معلومات حاصل کرنے کے بعد میں اسے ساتھ لے کر وہاں گئی اور میں نے وہاں کا راؤنڈ لگایا ہے۔ میں اس غار کو بھی دیکھ آئی ہوں۔ ویسے میں نے اپنے طور پر سوچا ہے کہ اس ہفتے جب سپلائی جائے گی تو میں وہاں پہنچ جاؤں گی تاکہ پوری طرح کنفرمیشن ہو سکے''...... ڈورا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تو تمہارا کیا خیال ہے۔ ڈرائیور نے جھوٹ بولا ہے''۔ ڈان



نے چونک کر پوچھا۔

''نہیں۔ میں اس غار کے اندر جا کر دیکھ چکی ہوں۔ غار میں پیٹیاں رکھنے کے نشانات موجود ہیں''...... ڈورا نے کہا۔

''تو پھر کنفرمیشن کی کیا ضرورت ہے اور ہم نے تو اس لیبارٹری کے اندر بھی نہیں جانا۔ صرف اس کی حفاظت کرنی ہے''...... ڈان نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی سامنے رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈان نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ ڈان بول رہا ہوں''...... ڈان نے کہا۔

''سپر چیف بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے سپر چیف کی آواز سنائی دی۔

''یس سر۔ حکم فرمائیں''...... ڈان نے قدرے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

''کیا رپورٹ ہے کاسکا کے بارے میں''...... سپر چیف نے کہا تو ڈان نے اسے تفصیل سے اپنے تمام اقدامات کے بارے میں بتا دیا۔

''میں نے تمہاری فائل میں ایک لڑکی ڈورا کی تصویر دیکھی تھی۔ کیا یہ ڈورا بھی کاسکا میں ہے''...... سپر چیف نے پوچھا۔

''یس سر۔ وہ میری نائب ہے''...... ڈان نے حیرت بھرے لہجے میں سامنے بیٹھی ہوئی ڈورا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اس سے معلوم کرو کہ یہ گریٹ بیر نامی علاقے میں کیوں

گھومتی رہی ہے جبکہ وہ علاقہ مکمل طور پر بنجر اور ویران ہے''۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

''سر۔ وہ لیبارٹری کو چیک کرنے گئی تھی اور اس نے لیبارٹری کو چیک کر لیا ہے''...... ڈان نے کہا۔ اس کا لہجہ اس بار خاصا سپاٹ تھا۔

''لیکن جب میں نے تمہیں بتایا تھا کہ یہ لیبارٹری خفیہ ہے تو پھر تم نے اسے وہاں کیوں بھیجا اور اس نے اس علاقے کو کیسے مارک کیا ہے''...... سپر چیف نے سخت لہجے میں کہا۔

''سپر چیف۔ جس لیبارٹری کو آپ اس قدر خفیہ بتا رہے ہیں اسے انتہائی آسانی سے ٹریس کر لیا گیا ہے۔ وہاں باقاعدہ ہر ہفتے شراب کی سپلائی جاتی ہے اور ڈورا نے اس کلب کو ٹریس کر لیا جہاں سے شراب سپلائی کی جاتی ہے اور اس طرح وہ لیبارٹری تک پہنچ گئی''...... ڈان نے کہا۔

''لیکن کیوں لیبارٹری کو ٹریس کرنے کی کوشش کی گئی''...... سپر چیف کا لہجہ پہلے سے زیادہ سخت ہو گیا۔

''سپر چیف۔ ہمارا مقابلہ دنیا کی شاطر ترین سیکرٹ سروس سے ہے۔ وہ کاسکا میں صرف سیر وتفریح کرنے نہیں آئیں گے۔ ان کا ٹارگٹ لیبارٹری ہے اور انہوں نے لامحالہ سب سے پہلے اس لیبارٹری کو ٹریس کرنا ہے۔ تب ہی وہ اسے تباہ کر سکیں گے اور انہوں نے بڑی آسانی سے لیبارٹری کو ٹریس کر کے اسے تباہ کر دینا تھا اور انہیں روکنے کے لئے ضروری تھا کہ ہمیں اس لیبارٹری کا محل



وقوع درست طور پر معلوم ہو تاکہ ہم آخری ڈیفنس لائن اس لیبارٹری کے گرد بنائیں۔ آپ نے چونکہ انکار کر دیا تھا اور ہم آپ پر کوئی دباؤ بھی نہیں ڈال سکتے تھے اس لئے ہم نے اپنے طور پر یہ سب کچھ کیا''...... ڈان نے اس بار تیز لہجے میں کہا تو سامنے بیٹھی ہوئی ڈورا اسے حیرت بھری نظروں سے دیکھنے لگی کیونکہ اسے بھی معلوم تھا کہ ڈان سپر چیف سے بات کر رہا ہے اور سپر چیف کی حیثیت سے وہ اچھی طرح واقف تھی اس لئے اسے ڈان کے اس انداز میں بات کرنے پر نہ صرف حیرت ہو رہی تھی بلکہ وہ دل میں دل میں خوفزدہ بھی تھی کہ سپر چیف کہیں ڈان کے خلاف کوئی سخت اقدام نہ کر دے۔

''گڈ ڈان۔ تمہاری اس صاف گوئی سے مجھے بے حد خوشی ہوئی ہے۔ ویسے جسے ہم لوگ ٹاپ سیکرٹ بنائے ہوئے تھے یہ ٹاپ سیکرٹ اتنی آسانی سے اوپن ہو جائے گا یہ میرے تصور میں بھی نہ تھا لیکن ایک بات کا خیال رکھنا کہ تم یا تمہارے سیکشن کا کوئی ممبر لیبارٹری کو اوپن کرنے کی کوشش نہ کرے۔ ویسے بھی لیبارٹری کو اب ایک ماہ کے لئے مکمل طور پر سیلڈ کر دیا گیا ہے کیونکہ جس سائنسی الجھن کی خاطر پاکیشیا سے ہمیں ای جے فائل چاہئے تھی اس سائنسی الجھن کا حل لیبارٹری کے سائنس دانوں نے خود ہی نکال لیا ہے اس لئے اب وہ دن رات اس آلے کی تکمیل میں مصروف ہیں اور لیبارٹری کے انچارج چیف سائنس دان ڈاکٹر

ریمنڈ کے مطابق ایک ماہ کے اندر اندر آلہ مکمل طور پر تیار ہو جائے گا اس لئے تمہیں بھی ایک ماہ تک یہاں لازماً رہنا ہو گا۔ اگر ایک ماہ کے اندر پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں پہنچ جائے تو تم نے ان کا خاتمہ کر دینا ہے اور اگر نہ آئے تو پھر بھی تم نے ایک ماہ تک ہر صورت میں محتاط رہنا ہے''...... سپر چیف نے کہا تو ڈورا نے اطمینان کا گہرا سانس لیا۔

''یس سپر چیف۔ ایسا ہی ہو گا۔ وہ جیسے ہی کاسکا میں داخل ہوئے نہ صرف چیک ہو جائیں گے بلکہ ہلاک بھی کر دیئے جائیں گے۔ آپ بالکل بے فکر رہیں۔ ہمیں سالوس کی عزت اور ساکھ کا بھی خیال رکھنا ہے''...... ڈان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

''میں تو خوفزدہ ہو گئی تھی کہ کہیں سپر چیف تمہارے خلاف کوئی ایکشن نہ لے لے۔ وہ یقیناً اس لہجے میں بات سننے کا عادی نہیں ہو گا لیکن شکر ہے اس نے اپنی مسرت کا اظہار کیا ہے''...... ڈورا نے کہا تو ڈان بے اختیار ہنس پڑا۔

''اگر میں سپر چیف سے اس لہجے میں بات نہ کرتا تو ہو سکتا تھا کہ وہ تمہاری موت کے احکامات دے دیتا۔ وہ ایسا ہی آدمی ہے''...... ڈان نے کہا تو ڈورا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اب تمہارا کیا پروگرام ہے۔ کیا ہم اسی طرح صرف انتظار ہی



کرتے رہیں گے''...... ڈورا نے کہا۔

''تو ہم اور کیا کر سکتے ہیں۔ البتہ اب ایک کام کرنا ہو گا۔ تم اپنے گروپ کو لے کر اس لیبارٹری کے گرد اس انداز میں گھیرا ڈال لو کہ بظاہر تمہارا گروپ سیاحوں کا ہو اور دیکھنے والے یہ سمجھیں کہ تم ایڈونچر پسند ٹورسٹ ہو جو بنجر پہاڑوں میں خیمے لگا کر ماحول سے لطف اندوز ہو رہی ہو لیکن تم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خیال رکھنا ہے اور مجھ سے مسلسل رابطہ بھی رکھنا ہے''...... ڈان نے کہا۔

''یہ ٹھیک رہے گا۔ ہم ٹورسٹس کے انداز میں وہاں رہیں گے لیکن تمہارا کیا خیال ہے کہ وہ تم لوگوں سے بچ کر ہم تک پہنچ جائیں گے''...... ڈورا نے کہا۔

''ہمیں ہر طرف سے چوکنا رہنا ہو گا۔ ان کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ بجلی کی سی تیزی سے کام کرتے ہیں اور ادھر ادھر جھپٹنے کی بجائے براہ راست اپنے ٹارگٹ پر حملہ کرتے ہیں اس لئے کسی بھی وقت کچھ بھی ہو سکتا ہے اور ابھی تمہارے سامنے سپر چیف نے بتایا ہے کہ اب مسئلہ صرف ایک ماہ کا ہے''...... ڈان نے کہا۔

''اوکے۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ میں انتظامات کر کے وہاں پہنچ جاتی ہوں''...... ڈورا نے کہا اور اٹھ کر مڑی اور کمرے سے باہر چلی گئی۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت ایکریمیا کے ساحلی شہر فورٹ سمتھ کے ایک ہوٹل کے کمرے میں موجود تھا۔ وہ پاکیشیا سے یہاں پہنچے تھے اور انہیں یہاں آئے ہوئے ابھی ایک گھنٹہ ہوا تھا۔ اس ایک گھنٹے میں ان سب نے اپنے کمروں میں جا کر غسل کیا، لباس تبدیل کئے اور پھر وہ سب عمران کے کمرے میں آ گئے تھے۔ عمران نے ان سب کے لئے کافی منگوائی تھی اور اس وقت وہ سب کافی پینے میں مصروف تھے۔

''عمران صاحب۔ کاسکا خاصا بڑا علاقہ ہے۔ وہاں لیبارٹری کو کیسے چیک کیا جائے گا''...... صفدر نے کہا۔

''اخبار میں اشتہار دیں گے۔ ریڈیو پر گمشدگی کا اعلان کرائیں گے اور بتانے والے کے لئے بھاری انعام کا اعلان کریں گے''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔



''لیکن عمران صاحب۔ بزرگ تو یہ کہتے ہیں کہ پردیس میں اس طرح بے دریغ رقم خرچ نہیں کرنی چاہئے۔ آپ کے پروگرام پر تو بڑی بھاری رقم خرچ ہو گی''...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو پھر کم خرچ کام کر لیں گے۔ کسی سے استخارہ کرا لیں گے یا کسی سے زائچہ بنوا لیں گے''...... عمران نے جواب دیا۔

''تم سنجیدگی سے بات نہیں کر سکتے''...... خاموش بیٹھی ہوئی جولیا نے پہلی بار بولتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں ہلکا سا غصہ تھا۔

''سنجیدگی کہاں ہے۔ یہاں کمرے میں تمہارے علاوہ اور کوئی صنف نازک نہیں ہے''...... عمران نے چونک کر اور قدرے متلاشی نظروں سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے کیونکہ وہ سمجھ گئے تھے کہ عمران نے سنجیدگی کو بطور مؤنث کسی خاتون کے نام کے طور پر استعمال کیا تھا۔

''مجھ سے تو تم بات نہیں کرتے۔ سنجیدگی سے کیسے بات کرو گے''...... جولیا نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''سنجیدگی اگر یہاں ہو گی تو کم از کم اس کا بھائی تو ساتھ نہیں ہو گا۔ تمہارا بھائی تو پہلے ہی خونخوار نظروں سے مجھے دیکھ رہا ہے''۔ عمران نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی کن انکھیوں سے تنویر کی طرف دیکھنے لگا تو سوائے تنویر کے سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

''میری طرف سے اجازت ہے جو چاہے باتیں کرو''...... تنویر نے خلاف معمول بغیر کسی غصے کے کہا تو جولیا سمیت سب بے اختیار چونک پڑے۔

''یہ تم کہہ رہے ہو تنویر''...... صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

''ہاں۔ مجھے معلوم ہے کہ یہ صرف باتیں ہی کر سکتا ہے۔ کرتا رہے۔ اس سے میری صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

''صحت جسمانی یا ذہنی''...... عمران نے کہا۔

''دونوں''...... تنویر بھی شاید موڈ میں تھا۔

''ذہنی صحت تو تب ہی ہو سکتی ہے جب ذہن موجود ہو''۔ عمران بھلا کب آسانی سے باز آنے والوں میں سے تھا۔

''عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ آپ کے پاس کوئی پلاننگ نہیں ہے۔ اگر ایسی بات ہے تو پلیز آپ اس سلسلے میں کھل کر بات کریں۔ یہ انتہائی اہم مشن ہے''...... تنویر کے بولنے سے پہلے کیپٹن شکیل نے کہا۔

''عمران صاحب۔ کیا آپ کے پاس کاسکا میں کوئی ایسی ٹپ نہیں ہے جو لیبارٹری کے بارے میں معلومات مہیا کر سکے''۔ صدیقی نے کہا۔

''ٹپ تو ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ سالوس اس بار ہمارے خلاف انتہائی جدید ترین آلات استعمال کر رہی ہے اور ایسی صورت میں



یہاں سے اس ٹپ کو فون کرنے سے معاملہ بگڑ بھی سکتا ہے''۔ اس بار عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ کھل کر بتاؤ''...... جولیا نے کہا تو عمران نے اسکاٹ سے ہونے والی گفتگو کی تفصیل بتا دی۔

''کلر ٹریسنگ مشین۔ یہ تو واقعی جدید آئیڈیا ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے سرداور سے تفصیلی بات چیت کے بعد اس کا بندوبست کر لیا ہے اور سوائے جولیا کے باقی ہم سب نے جو میک اپ کیا ہے اس میں ایسے کیمیکلز موجود ہیں جن کی وجہ سے یہ مشین اصل کھال اور اس کے کلر تک نہیں پہنچ سکتی''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ ہم نے صرف جسم کے کھلے حصوں پر میک اپ کیا ہے جبکہ یہ ریز تو سارے جسم کو چیک کر سکتی ہیں''۔ صدیقی نے کہا۔

''نہیں۔ یہ ریز صرف انسان کے کھلے حصوں کو ہی چیک کر سکتی ہیں اور لباس سے یہ ریز کراس نہیں ہو سکتی''...... عمران نے جواب دیا۔

''تو پھر اب یہاں رکنے کا کیا جواز ہے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''جو لوگ کلر ٹریسنگ مشین استعمال کر سکتے ہیں وہ لوگ فون کالز بھی چیک کر سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''لیکن کاسکا میں بیک وقت بے شمار فون کالز ہوتی رہتی ہوں گی۔ انہیں کیسے چیک کیا جا سکتا ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''ایک مشن میں ہمارا ایسی مشین سے پہلے بھی واسطہ پڑ چکا ہے۔ اس میں ایشیائی زبان یا چند مخصوص الفاظ فیڈ کر دیئے جاتے ہیں اور جب یہ ایشیائی زبان یا یہ مخصوص الفاظ استعمال کئے جائیں مثلاً اصل نام تو اس کال کو مشین علیحدہ نہ صرف ٹیپ کر لیتی ہے بلکہ اس کی مدد سے کال کرنے والی جگہ اور جہاں کال رسیو کی جا رہی ہو وہ جگہ بھی مارک ہو جاتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''یہ تو آپ کا خیال ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ایسا نہ ہو۔ لیکن اگر ایسا ہے بھی سہی تو ہم اس معاملے میں محتاط رہیں گے''...... صدیقی نے کہا۔

''مسئلہ یہ ہے کہ اب اگر میں نے اسکاٹ کی دی ہوئی ٹپ پر براؤنر سے بات کی اور اس سے لیبارٹری کے بارے میں معلوم کیا تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انہوں نے لفظ لیبارٹری کو بھی ان مارکنگ الفاظ میں شامل کیا ہوا ہو''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر وہاں چل کر اس سے بالمشافہ ملاقات میں پوچھ لیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''میں چاہتا ہوں کہ ہم ادھر ادھر الجھنے کی بجائے براہ راست لیبارٹری پر حملہ کریں اس لئے ضروری ہے کہ ہمیں پہلے سے معلوم ہو کہ لیبارٹری کہاں ہے اور اس کے حفاظتی انتظامات کیا ہیں تا کہ



ہم وہاں کے حالات کے مطابق اس پر کام کر سکیں''...... عمران نے کہا۔

''پھر ایسا ہے کہ میں کاسکا چلی جاتی ہوں۔ تمہاری ٹپ سے بات کر لوں گی اور پھر واپس آ کر تمہیں تفصیل بتا دوں گی''۔ جولیا نے کہا۔

''اوہ نہیں۔ اس طرح بہت وقت ضائع ہو گا''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اس طرح اچھل پڑے جیسے اچانک اسے کوئی نیا خیال آ گیا ہو۔

''کیا ہوا''...... جولیا نے اسے چونکتے دیکھ کر کہا۔

''اوہ۔ میں خواہ مخواہ پریشان ہو رہا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ اگر وہ لوگ فون چیکنگ بھی کر رہے ہوں گے تو صرف مقامی کالوں کی کر رہے ہوں گے۔ انہیں یہاں ایکریمیا سے کی جانے والی کالیں چیک کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہو گی''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''انکوائری پلیز''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''کاسکا کا رابطہ نمبر دیں''...... عمران نے ایکریمین لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے تھینکس کہہ کر کریڈل دبایا اور پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... اس بار بھی گو آواز نسوانی تھی لیکن لہجہ اور انداز مختلف تھا۔

"مشردم کلب کے جنرل منیجر کا براہ راست نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے چند لمحوں کے وقفے کے بعد نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے انکوائری آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کر دیئے۔ البتہ اس سے پہلے اس نے کاسکا کے رابطہ نمبر بھی پریس کر دیئے تھے۔

"لیں۔ براؤنر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"مائیکل اسکاٹ بول رہا ہوں"...... عمران نے ایکریمین لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ آپ۔ اسکاٹ نے آپ کے بارے میں مجھے ہر طرح کی گارنٹی دی ہے۔ فرمایئے میں کیا خدمت کر سکتا ہوں"۔ براؤنر نے نرم لہجے میں کہا۔

"ایک تو ہمیں رہائش گاہ چاہئے جس میں ایک بڑی جیپ موجود ہو۔ دوسرا یہ پوچھنا تھا کہ کاسکا میں جدید ترین اسلحہ بھی مل سکتا ہے یا نہیں"...... عمران نے کہا۔

"کاسکا سے نہ ملے تو کانڈا یا ایکریمیا سے منگوایا جا سکتا ہے۔ مسئلہ تو صرف رقم خرچ کرنے کا ہے۔ رہائش گاہ کے بارے میں آپ کو فون پر ہی بتا دیتا ہوں کیونکہ مجھے اندازہ تھا کہ آپ یہ



فرمائش کریں گے۔ گراڈ ویل کالونی کوٹھی نمبر بائیس اس پر نمبرز والا لاک ہے۔ کوٹھی کے نمبر کو ڈبل کریں گے تو لاک کھل جائے گا۔ جیپ البتہ آپ کے پہنچنے سے پہلے وہاں پہنچ جائے گی"...... براؤنر نے جواب دیا۔

"اسلحے کی فہرست نوٹ کر لیں اور اسے منگوا لیں۔ ہم آپ کی کوٹھی پر کل پہنچیں تو یہ اسلحہ وہاں موجود ہو۔ پیمنٹ آپ بتا دیں۔ وہ ابھی ہم آپ کے اکاؤنٹ میں بھجوا دیتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"پھر کیا پرابلم ہے۔ لکھوائیں"...... دوسری طرف سے مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا تو عمران نے اسے فون پر ہی اسلحے کے بارے میں تفصیل لکھوانی شروع کر دی۔

"اس قدر خوفناک اسلحہ۔ کیا آپ یہاں کوئی بڑی واردات کرنا چاہتے ہیں"...... براؤنر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمارا ٹارگٹ ایک لیبارٹری ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو آپ کے خلاف یہاں اس قدر کام ہو رہا ہے لیکن وہ تو ایشیائی ایجنٹوں کی بات کر رہے ہیں"...... براؤنر نے چونک کر کہا۔

"کون"...... عمران نے پوچھا۔

"سوری مائیکل اسکاٹ۔ فون پر اس بارے میں کچھ نہیں بتایا جا سکتا"...... براؤنر نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

''کیا تمہیں اس لیبارٹری کے بارے میں علم ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ اس لیبارٹری میں شراب میں ہی سپلائی کرتا ہوں''۔ براؤنر نے جواب دیا تو عمران سمیت سب بے اختیار چونک پڑے۔

''اس بارے میں کوئی تفصیل نہ بتاؤ صرف لوکیشن بتا دو۔ تفصیل ہم تم سے خود مل کر معلوم کر لیں گے''...... عمران نے کہا۔

''مسٹر مائیکل۔ میں پروفیشنل آدمی ہوں۔ آپ پہلے مجھے رقم بھیجیں پھر تفصیل سے بات ہو سکے گی ورنہ نہیں''...... براؤنر نے جواب دیا۔

''معاوضہ بتاؤ اور اپنے بینک اکاؤنٹ اور بینک کے بارے میں بھی تفصیل بتا دو۔ لیکن خیال رکھنا ہمارے پیچھے اسکاٹ ہے''۔ عمران نے کہا۔

''کوٹھی اور جیپ کے ایک لاکھ ڈالر۔ اسلحے کے بیس لاکھ ڈالر اور لیبارٹری کے بارے میں معلومات ایک لاکھ ڈالر۔ یہ کل بائیس لاکھ ڈالر ہوں گے۔ بینک اکاؤنٹ اور بینک کی تفصیل نوٹ کر لو''...... دوسری طرف سے بڑے کاروباری انداز میں کہا گیا اور اس کے ساتھ اکاؤنٹ اور بینک کے بارے میں بتا دیا گیا۔

''اوکے۔ ابھی پہنچ جاتی ہے رقم''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔



''سخت کاروباری آدمی ہے یہ تو''...... صفدر نے کہا۔

''ہونا بھی چاہئے۔ اس کا کاروبار جو یہی ہے۔ بہرحال اب کون جا کر یہ رقم کیسنو سے جیت کر اسے فوری طور پر بھجوائے گا تاکہ اس سے جلد از جلد لیبارٹری کے بارے میں معلومات مل سکیں اور قافلہ آگے بڑھ سکے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ویسے میرا خیال ہے عمران صاحب یہ آدمی بلف کر رہا ہے۔ اس قدر ٹاپ سیکرٹ لیبارٹری کا اسے کیسے پتہ چل سکتا ہے''۔ صفدر نے کہا۔

''میں بھی ایسے ہی سمجھتا لیکن بعض اوقات اتفاقات انتہائی حیرت انگیز ہوتے ہیں۔ اس نے جو وجہ بتائی ہے وہ درست ہے۔ یہ لوگ بغیر شراب کے نہیں رہ سکتے اور شراب اس کے کلب سے سپلائی ہوتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ میں جا کر رقم بھجوا دیتا ہوں''...... صدیقی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''میں بھی تمہارے ساتھ جاؤں گا''...... صفدر نے کہا۔

''بینک اکاؤنٹ کے بارے میں تفصیلات نوٹ کر لو اور جتنی جلد یہ کام ہو سکے کر کے واپس آؤ''...... عمران نے کہا تو صفدر اور صدیقی نے اثبات میں سر ہلائے اور پھر صفدر نے جیب سے ایک ڈائری نکال کر اس میں بینک اکاؤنٹ کی تفصیل نوٹ کر لی اور پھر وہ دونوں تیزی سے قدم اٹھاتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے۔

"تم لوگ چاہو تو اپنے کمروں میں آرام کر لو چاہے باہر جا کر سیر و تفریح کر لو کیونکہ یہ دونوں چاہے جتنی بھی جلدی کریں کم از کم دو گھنٹے تو انہیں لگ ہی جائیں گے"...... عمران نے جولیا، کیپٹن شکیل اور تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اور تم کیا کرو گے"...... جولیا نے کہا۔

"میں بھی تھوڑی دیر آرام کرنا چاہتا ہوں"...... عمران نے کہا تو جولیا سر ہلاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی اور اس کے اٹھتے ہی تنویر اور کیپٹن شکیل بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور ان کے کمرے سے باہر جانے کے بعد عمران نے دونوں ٹانگیں سیدھی کر کے کرسی کی پشت سے سر لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔



ڈان کاسکا میں بنائے گئے اپنے آفس میں موجود تھا۔ سامنے میز پر شراب کی بوتل اور گلاس رکھا ہوا تھا اور وہ تھوڑی دیر بعد گلاس اٹھا کر اسے منہ سے لگا لیتا اور پھر ایک یا دو گھونٹ لے کر گلاس واپس میز پر رکھ دیتا۔ انہیں کاسکا آئے ہوئے کئی دن ہو گئے تھے لیکن ابھی تک نہ کوئی مشکوک آدمی چیک ہوا تھا اور نہ ہی کلر ٹریسنگ مشین نے کوئی کاشن دیا تھا اور نہ ہی کال چیکنگ مشین سے کوئی اطلاع ملی تھی اس لئے جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا نہ صرف ڈان کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی بلکہ اب اسے بوریت کا بھی احساس ہونے لگا تھا۔

"ایک ماہ تو اس انداز میں گزارنا بے حد مشکل ہے"...... ڈان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور عین اسی لمحے میز پر موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ڈان نے کہا۔

"ماسٹر بلانک بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ماسٹر بلانک کی مخصوص بچکانہ آواز سنائی دی تو ڈان بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ کال ماسٹر بلانک کی ہو سکتی ہے۔

"اوہ۔ ماسٹر آپ۔ حکم فرمائیں"...... ڈان نے چونک کر کہا۔

"تمہاری مطلوبہ پارٹی اس وقت فورٹ سمتھ میں موجود ہے"۔ دوسری طرف سے ماسٹر بلانک نے کہا تو ڈان ایک بار پھر چونک پڑا۔

"فورٹ سمتھ۔ وہ تو ایکریمیا کا ساحلی شہر ہے"...... ڈان نے کہا۔

"ہاں۔ وہی اور کاسکا میں کوئی مشروم نامی کلب ہے جس کا جنرل مینجر براؤنز ہے۔ اس سے تمہاری مطلوبہ پارٹی کی فون پر بات ہوئی ہے اور انہوں نے اس سے ایک رہائش گاہ اور جیپ طلب کی ہے اور خوفناک اسلحہ مہیا کرنے کا بھی کہا ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہے اس سے وہ لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کر رہے ہیں کیونکہ براؤنز کے مطابق لیبارٹری کو شراب کی سپلائی وہ کرتا ہے"...... ماسٹر بلانک نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ تو انتہائی اہم معلومات ہیں ماسٹر۔ لیکن آپ کو یہ اطلاع کیسے مل گئی ہے"...... ڈان نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔



"اسے تم اتفاق کہہ لو یا کچھ اور یہ لوگ جن میں ایک عورت اور پانچ مرد شامل ہیں یہ گروپ فورٹ سمتھ کے ہوٹل سکائی ویو میں ٹھہرا ہے اور ہوٹل سکائی ویو نہ صرف سالوس کی ملکیت ہے بلکہ سالوس کی سرگرمیوں کا مرکز بھی ہے اس لئے وہاں کے ہر کمرے میں باقاعدہ خفیہ ڈیوائسز موجود ہیں جنہیں ایک کنٹرول روم میں باقاعدہ مانیٹر کیا جاتا ہے اور وہاں سے ہونے والی تمام فون کالز اور وہاں آنے والی تمام فون کالز باقاعدہ ٹیپ کی جاتی ہیں اور اس ہوٹل کا کنٹرولر گرے کا بھائی آرچر ہے۔ اسے گرے کے بارے میں تمام تفصیلات معلوم ہیں کیونکہ گرے اور آرچر کے درمیان ہر دوسرے روز بات چیت ہوتی رہتی تھی اور وہ ایک دوسرے سے کافی کلوز تھے۔ آرچر کو معلوم تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے گرے کو ہلاک کیا اور اس سروس کا اہم ترین آدمی علی عمران نامی شخص ہے۔ چنانچہ جب اس نے معمول کی چیکنگ کے دوران ایک کمرے میں ہونے والی گفتگو میں عمران کا نام سنا تو وہ چونک پڑا۔ اور اس نے اس کمرے میں ہونے والی گفتگو اور اس کمرے سے کی جانے والی فون کالز کا ٹیپ سنا تو اسے معلوم ہو گیا کہ یہ وہی پاکیشیائی گروپ ہے جس نے گرے کو ہلاک کیا تھا لیکن آرچر جذباتی آدمی نہیں ہے۔ اسے معلوم تھا کہ یہ لوگ انتہائی تربیت یافتہ ہیں اور اگر یہ گرے جیسے ایجنٹ کو ہلاک کر سکتے ہیں تو شک پڑنے پر وہ اس کا بھی خاتمہ آسانی سے کر سکتے ہیں اس لئے اس نے ان کے خلاف براہ

راست کوئی قدم اٹھانے کی بجائے مجھے فون کر کے رپورٹ دے
دی۔ میں نے اس سے تمام معلومات حاصل کرنے کے بعد اسے حکم
دیا کہ وہ صرف ان کی نگرانی کرے اور جب وہ وہاں سے روانہ
ہوں تو وہ اس کی رپورٹ بھی مجھے دے''...... ماسٹر بلانک نے کہا۔
''اس کا تو مطلب ہے چیف کہ اس بار خوش قسمتی ہمارے ساتھ
ہے''...... ڈان نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔
''ہاں اور اب میں تمہیں تفصیل بتا دیتا ہوں''...... ماسٹر بلانک
نے کہا اور پھر اس نے گراڈ کالونی کی کوٹھی نمبر بائیس کی تفصیل
بتانے کے ساتھ ساتھ ان کے حلیئے بھی تفصیل سے بتا دیئے اور ان
کے درمیان ہونے والی گفتگو کے اہم نکات بھی بتا دیئے جس میں
خاص بات کلر ٹریسنگ مشین سے بچنے کی بات تھی۔
''آپ بے فکر رہیں چیف۔ اب میں انہیں چٹکیوں میں مسل
دوں گا''...... ڈان نے کہا۔
''او کے۔ اگر مزید کوئی خاص بات ہوئی تو میں تمہیں کال کر
دوں گا''...... ماسٹر بلانک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو
گیا تو ڈان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا اور پھر
انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے دو تین بٹن پریس
کر دیئے۔
''یس باس''...... دوسری طرف سے ہمفرے کی آواز سنائی دی۔
''گراڈ کالونی کی کوٹھی نمبر بائیس کی مکمل اور بھرپور نگرانی کراؤ۔



ہمارے مطلوبہ افراد نے رہائش کے لئے یہ کوٹھی حاصل کی ہے''۔
ڈان نے کہا۔
''اوہ۔ پھر کیا کرنا ہے۔ ان کا خاتمہ کر دیا جائے یا پھر اس کوٹھی
کو میزائلوں سے اڑا دیا جائے''...... ہمفرے نے پوچھا۔
''صرف نگرانی کرنی ہے اور جب یہ لوگ وہاں پہنچ جائیں تو
اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر کے انہیں وہاں سے نکال
کر سپیشل پوائنٹ پر پہنچا کر مجھے اطلاع دینی ہے۔ پہلے میں ان کی
چیکنگ کروں گا پھر انہیں ہلاک کروں گا''...... ڈان نے کہا۔
''لیکن باس وہ کاسکا میں داخل ہوتے ہی کلر ٹریسنگ مشین سے
لازماً چیک ہو جائیں گے پھر ان کی چیکنگ کی کیا ضرورت ہے
کیوں نہ فوری طور پر ان کا خاتمہ کر دیا جائے''...... دوسری طرف
سے ہمفرے نے کہا۔
''انہوں نے کلر ٹریسنگ مشین کو ڈاج دینے کا طریقہ ایجاد کر لیا
ہے اس لئے تو کہہ رہا ہوں کہ ان کی چیکنگ ضروری ہے اور یہ
چیکنگ ان کی بے ہوشی کے دوران ہی ہو گی۔ انہیں ہوش میں نہیں
لایا جائے گا اور پھر چیکنگ کے بعد انہیں بے ہوشی کے عالم میں ہی
ہلاک کر دیا جائے گا''...... ڈان نے کہا۔
''یس باس۔ آپ کی بات درست ہے''...... ہمفرے نے جواب
دیا۔
''لیکن خیال رکھنا یہ لوگ انتہائی تربیت یافتہ اور خطرناک ہیں

اور لامحالہ اپنے طور پر بے حد محتاط بھی ہوں گے۔ ایسا نہ ہو کہ الٹا تمہارا کوئی آدمی ان کے ہاتھ لگ جائے اور ہاں۔ ان کی تعداد چھ ہے۔ ایک عورت اور پانچ مرد۔ اگر یہ سب اکٹھے آئیں تو تم نے فوری طور پر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دینی ہے اور اگر یہ دو یا تین گروپوں کی صورت میں آئیں تو پھر تم نے ان کے اکٹھے ہونے کا انتظار کرنا ہے''...... ڈان نے کہا۔

''باس۔ یہ لوگ اس وقت کہاں موجود ہیں''...... ہمفرے نے کہا۔

''ایکریمیا کے ساحلی شہر فورٹ سمتھ میں۔ کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو''...... ڈان نے چونک کر پوچھا۔

''باس۔ ہوسکتا ہے کہ انہوں نے اس کوٹھی کے علاوہ بھی دوسری کوٹھیاں حاصل کر رکھی ہوں اور یہ دو دو یا تین تین کے گروپوں میں علیحدہ علیحدہ بھی رہ سکتے ہیں۔ اس طرح تو ہم ان کا انتظار ہی کرتے رہ جائیں گے۔ جہاں تک میرے اس مقام کے بارے میں پوچھنے کا تعلق ہے جہاں وہ موجود ہیں تو یہ میں نے اس لئے پوچھا تھا کہ اس مقام سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ وہ لوگ کاسکا کس راستے اور ذریعے سے داخل ہوں گے۔ ان کا فورٹ سمتھ میں ہونے کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ سمندری راستے سے کاسکا میں داخل ہونا چاہتے ہیں اس لئے ہمیں خصوصی طور پر بندرگاہ پر ان کو چیک کرنا چاہئے اور پھر اگر یہ لوگ گراڈ کالونی میں آ جائیں



تو ٹھیک ورنہ یہ جہاں جہاں بھی رہیں انہیں وہیں بے ہوش کر کے پھر سپیشل پوائنٹ پر اکٹھا کیا جائے''...... ہمفرے نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''تمہاری بات درست ہے لیکن اس کے باوجود باقی راستوں کی بھی نگرانی ضروری ہے۔ گو ماسٹر بلانک نے کہا ہے کہ گرے کا بھائی آرچر ان کی روانگی کے بعد ماسٹر بلانک کو اطلاع دے گا اور ماسٹر بلانک ہمیں اطلاع دے دے گا لیکن ہوسکتا ہے کہ یہ اطلاع دیر سے ملے اس لئے ہمیں اپنے طور پر چوکنا رہنا ہوگا''...... ڈان نے کہا۔

''باس۔ فورٹ سمتھ میں آرچر سے میرا رابطہ رہتا ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں اس سے رابطہ کر کے اسے کہوں کہ وہ اس گروپ کے بارے میں ہمیں ساتھ ساتھ اطلاعات دیتا رہے اور خاص طور پر جب یہ وہاں سے روانہ ہوں تو ان کی منزل مقصود اور ذریعہ سفر سب تفصیل ہمیں بتا دے۔ اس صورت میں ہم ان کا شایان شان استقبال کر سکیں گے''...... ہمفرے نے کہا۔

''ہاں۔ اسے ضرور کہہ دو لیکن ساتھ ہی اسے یہ تاکید بھی کر دینا کہ انہیں معمولی سا شک بھی نہیں پڑنا چاہئے ورنہ بازی پلٹ بھی سکتی ہے''...... ڈان نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں۔ آرچر ویسے بھی بے حد محتاط آدمی ہے۔ وہ تمام کام دور رہ کر جدید ترین مشینری سے کرنے کا عادی

ہے''...... ہمفرے نے کہا۔

''اوکے۔ جب وہ وہاں سے روانہ ہوں اور تمہیں اطلاع ملے تو تم نے مجھے بھی فوری اطلاع دینی ہے اور پھر ان کے یہاں پہنچنے پر میری ہدایات کے مطابق کام کرنا ہے''...... ڈان نے کہا۔

''یس باس۔ احکامات کی مکمل تعمیل ہو گی''...... ہمفرے نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا تو ڈان نے اطمینان بھرا سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ گو اس کا دل یہی چاہ رہا تھا کہ وہ ان کے کاسکا داخل ہوتے ہی ان پر فائر کھول کر ان کو موت کے گھاٹ اتار دے لیکن اسے معلوم تھا کہ تیز طرار اور شاطر ایجنٹ اکثر ڈبل گیم کھیلتے ہیں اور اپنے میک اپ میں دوسرے لوگوں کو آگے کر دیتے ہیں اور جب ان کے مخالف انہیں ہلاک کر کے مطمئن ہو جاتے ہیں تو اصل افراد آگے بڑھتے ہیں اور پھر ان کا مشن کامیاب ہو جاتا ہے اس لئے خواہش کے باوجود اس نے انہیں بے ہوش کرنے کے احکامات دیئے تھے۔ البتہ اس بات کا وہ دل ہی دل میں حتمی طور پر فیصلہ کر چکا تھا کہ وہ انہیں طویل بے ہوشی کے انجکشن لگا کر رکھے گا اور اچھی طرح ان کو چیک کر کے اسی بے ہوشی کے عالم میں ہی انہیں ہلاک کرا دے گا چاہے وہ اصل ہوں یا کوئی دیگر افراد اس لئے وہ بہرحال مطمئن تھا۔ پھر اچانک اسے خیال آیا کہ اب حالات کی جو صورت حال بن گئی ہے اس میں ڈورا اور اس کے گروپ کی لڑکیوں کا وہاں ویران علاقے میں رہنے



کا کوئی جواز باقی نہیں رہا اس لئے انہیں واپس بلا لیا جائے۔ چنانچہ اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں موجود ایک چھوٹا سا جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے اس پر ڈورا کی فریکونسی ایڈجسٹ کی اور پھر اس نے ڈورا کو ماسٹر بلانک کی کال اور ہمفرے کی باتوں کی تفصیل بتا کر کہا کہ وہ اب اپنے ساتھیوں سمیت واپس ہیڈکوارٹر آ جائے اور ڈورا نے اس کی حامی بھر لی کیونکہ اب واقعی اس کا وہاں رہنے کا جواز ہی ختم ہو گیا تھا۔ یہ لوگ بہرحال اب کاسکا پہنچتے ہی ختم ہو جائیں گے۔

عمران اپنے سامنے میز پر ایک نقشہ کھولے اس پر جھکا ہوا تھا جبکہ باقی ممبران خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران کے ہاتھوں میں ایک بال پوائنٹ تھا اور وہ بال پوائنٹ سے نقشے پر نشانات بھی لگاتا جا رہا تھا۔ چند لمحوں بعد ایک طویل سانس لیتے ہوئے اس نے بال پوائنٹ کو میز پر رکھا اور کرسی کی پشت سے کمر ٹکا دی۔

''کیا ہوا''...... جولیا نے تجسس بھرے لہجے میں کہا۔

''فی الحال تو کچھ نہیں ہوا۔ آگے دیکھو کیا ہوتا ہے''...... عمران نے گول مول سے لہجے میں کہا۔

''تم نے نقشے پر نشانات لگائے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ کچھ ہوا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''اچھا تو تم اس نقشے کے بارے میں کہہ رہی تھیں۔ میں سمجھا کسی اور موضوع پر بات کر رہی ہو''...... عمران نے شرارت بھرے



انداز میں مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا کا چہرہ یکلخت قندھاری انار کی طرح سرخ ہو گیا۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ عمران کیا ہوا سے کیا مراد لے رہا تھا۔

''نانسنس''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ نے کاسکا جانے کے لئے کون سا ذریعہ استعمال کرنے کا سوچا ہے''...... عمران کے بولنے سے پہلے کی کیپٹن شکیل نے کہا۔

''فورٹ سمتھ میں آنے کا مطلب ہی یہی نکلتا ہے کہ ہم بحری راستے سے کاسکا جائیں گے''...... اس بار بھی عمران کے جواب دینے سے پہلے صدیقی نے کہا۔

''یہ ضروری نہیں صدیقی۔ عمران صاحب اتنے سیدھے نہیں ہیں جتنے اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہیں''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ ارے۔ میں تمہیں ٹیڑھا نظر آ رہا ہوں۔ صدیقی درست تو کہہ رہا ہے''...... عمران نے احتجاج کرنے کے انداز میں کہا۔

''عمران صاحب۔ صدیقی کو بہت کم آپ کے ساتھ مشن مکمل کرنے کا موقع ملا ہے جبکہ ہمیں آپ کے ذہن تک رسائی ہو چکی ہے۔ کیپٹن شکیل تم بتاؤ میں درست کہہ رہا ہوں یا صدیقی''۔ صفدر نے بات کرتے کرتے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں عمران صاحب کو مسلسل مارک کر رہا تھا۔ انہوں نے نقشے پر جو نشانات لگائے ہیں ان پر میں نے بھی اپنے طور پر غور کیا ہے۔ عمران صاحب کو چونکہ معلوم ہو چکا ہے کہ لیبارٹری جھیل کوریج کے مغربی کنارے سے دو کلومیٹر کے فاصلے پر ایک پہاڑ کے نیچے ہے اور عمران صاحب نے نقشے پر جن مقامات پر نشانات لگائے ہیں ان میں کانڈا کا مشہور شہر وائٹ ہارس اور اس کے بعد دوسرا سرحدی شہر ڈرفن ہے۔ اس کے بعد انہوں نے جھیل کوریج کے گرد دائرہ لگایا اور پھر اس جھیل سے ہٹ کر ہینکس پر نشان لگا کر انہوں نے بال پوائنٹ رکھ دیا۔ ان نشانات کو دیکھتے ہوئے میرا خیال ہے کہ عمران صاحب کاسکا بحری راستے کے ذریعے جانے کی بجائے یہاں سے پہلے بذریعہ ہوائی جہاز کانڈا کے شہر وائٹ ہارس جائیں گے۔ وائٹ ہارس سے بذریعہ جیپ، بس یا ریل سرحدی شہر ڈرفن جائیں گے اور پھر ڈرفن سے براہ راست کوریج جھیل جانے کی بجائے وہ ہینکس پہنچیں گے۔ اس کے بعد وہ لیبارٹری کا رخ کریں گے"...... کیپٹن شکیل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔ کیپٹن شکیل تو اب سکہ بند نجومی بن گیا ہے۔ حیرت ہے۔ بغیر ستاروں کے ادھر ادھر کئے پورا نقشہ ہی اس نے درست طور پر بتا دیا ہے"...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"عمران صاحب۔ میں نے اپنا خیال بیان کیا ہے۔ ہو سکتا ہے



کہ آپ کا پروگرام بالکل ایسا نہ ہو۔ بہرحال اتنا میں جانتا ہوں کہ میرا اندازہ سو فیصد نہیں تو ساٹھ فیصد درست ضرور ہو گا"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارا خیال سو فیصد درست ہے اور اب ہم نے تیاری کرنی ہے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ جب ہم کلر ٹریسنگ مشین کو ڈاج دے سکتے ہیں تو پھر ہمیں اس انداز میں چکر کاٹ کر جانے کی کیا ضرورت ہے۔ یہاں سے ہم بائی ایئر براہ راست کاسکا پہنچ سکتے ہیں اور بحری راستے سے بھی وہاں آسانی سے پہنچ سکتے ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ لیکن محتاط رہنا ضروری ہے۔ کاسکا میں موجود سالوس کے سپر ایکشن گروپ نے بہرحال ہر طرف ہماری چیکنگ کے لئے جال بچھایا ہو گا لیکن ان کی تمام تر توجہ کانڈا سے کاسکا پہنچنے والی مین روڈ کی طرف ہو گی جبکہ ہم براہ راست ہینکس پہنچ جائیں گے۔ ہینکس کاسکا کا ایک مضافاتی قصبہ ہے۔ وہاں سے ہم انتہائی آسانی سے بس یا ٹیکسی کے ذریعے براہ راست گراڈ کالونی پہنچیں گے"...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر ہمیں روانہ ہو جانا چاہئے"...... جولیا نے کہا۔

"میں نے ہوٹل سروس کو کہہ دیا ہے کہ وہ ہمارے لئے وائٹ ہارس کے لئے فلائٹ میں سیٹیں کنفرم کرا دیں"...... عمران نے کہا

اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"براؤنر بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے براؤنر کی آواز سنائی دی۔

"مائیکل اسکاٹ بول رہا ہوں"......عمران نے کہا۔

"آپ کا کام تو میں نے کر دیا تھا۔ آپ نے فون پر مجھ سے تفصیلاً بات بھی کی تھی"...... براؤنر نے کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی جیسے اسے عمران کی طرف سے کال کا کوئی جواز سمجھ میں نہ آ رہا ہو۔

"میں نے اس لئے کال کی ہے کہ میں نے تم سے یہ پوچھنا تھا کہ مضافاتی ٹاؤن پینکس سے کاسکا کے لئے کوئی بس سروس چلتی ہے یا ٹیکسی سروس ہے"......عمران نے کہا۔

"سٹی بس سروس بھی چلتی ہے اور ٹیکسیاں بھی۔ کیوں آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"...... براؤنر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں پہلے پینکس پہنچنا چاہتا ہوں۔ پھر وہاں سے کاسکا میں داخل ہوں گا اس لئے پوچھ رہا ہوں۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ پینکس میں بس اور ایئر سروس بھی ہے"......عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں مسٹر مائیکل اسکاٹ۔ آپ کو کسی نے غلط بتایا ہے۔ پینکس تو چھوٹا سا قصبہ ہے۔ وہاں ایئر پورٹ نہیں ہے"...... براؤنر



نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو بذریعہ روڈ جانا ہو گا۔ کانڈا کے ساحلی شہر ڈرفن سے ایک سڑک پینکس پہنچتی ہے۔ کیا یہ بات درست ہے"۔ عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ لیکن آپ کیوں اتنا لمبا چکر لگا کر جانا چاہتے ہیں۔ آپ پورٹ سمتھ سے بائی ایئر کاسکا پہنچ سکتے ہیں"...... براؤنر نے کہا۔

"ہم ذرا ایڈونچر پسند لوگ ہیں۔ بہرحال اس رہائش گاہ میں ہماری مطلوبہ چیزیں تو پہنچ ہی گئی ہوں گی"......عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ جیپ اور اسلحہ پہنچ چکا ہے"...... براؤنر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے شکریہ۔ اب کاسکا میں ہی ملاقات ہو گی"......عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"عمران صاحب۔ آپ نے جس انداز میں براؤنر سے بات چیت کی ہے اس سے معاملہ کچھ مشکوک لگ رہا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"ارے نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ یہاں ایکریمیا میں ہمیں کسی نے کیا کہنا ہے۔ بہرحال اب یہاں سے روانگی کی تیاری کرو۔ باقی باتیں ایئر پورٹ پر ہو گی"......عمران نے کہا تو سب سر ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

ڈان کاسکا میں بتائے ہوئے اپنے آفس میں موجود تھا۔ اسے انتہائی شدت اور بے چینی سے آرچر کی طرف سے فون کال کا انتظار تھا کیونکہ ہمفرے نے اسے بتایا تھا کہ اس نے آرچر سے کہہ دیا ہے کہ وہ لوگ جیسے ہی وہاں سے روانہ ہوں وہ فوراً ان کو فون پر اطلاع دے اور ڈان کو یقین تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی کسی بھی وقت فورٹ سمتھ سے روانہ ہوجائیں گے اور پھر تھوڑی دیر بعد جیسے ہی فون کی گھنٹی بجی تو اس نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ڈان نے کہا۔

"ہمفرے بول رہا ہوں باس۔ آرچر کی کال ہے اور وہ آپ سے بات کرنا چاہتا ہے"...... دوسری طرف سے ہمفرے کی مؤدبانہ



آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات۔ میں تو خود اس کے فون کا بے چینی سے انتظار کر رہا ہوں"...... ڈان نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہیلو۔ آرچر بول رہا ہوں۔ فورٹ سمتھ سے"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ڈان بول رہا ہوں آرچر۔ مجھے تمہارے بھائی گرے کی موت پر بے حد افسوس ہوا ہے۔ وہ میرا بے حد گہرا اور بے تکلف دوست تھا"...... ڈان نے نے سب سے پہلے آرچر سے اس کے بھائی کی تعزیت کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے آپ کے بارے میں کئی بار گرے نے بتایا تھا۔ بہرحال اب جو ہونا تھا وہ تو ہو گیا۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ اس کے قاتلوں سے ایسا انتقام لیں کہ ان کی روحیں بھی قیامت تک تڑپتی رہیں۔ میں خود یہ کام کرتا لیکن ماسٹر نے مجھے ایسا کرنے سے منع کر دیا تھا"...... آرچر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم بے فکر رہو۔ پہلے تو معاملات شاید اس انداز میں طے نہ ہو پاتے لیکن اب جس طرح تم نے تعاون کیا ہے اس کی وجہ سے تمہارے بھائی کے قاتلوں کی روحوں کو قیامت تک قرار نہیں مل سکے گا"...... ڈان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ لوگ واقعی بے حد شاطر ہیں۔ انہوں نے کاسکا پہنچنے کے لئے انتہائی عجیب راستہ منتخب کیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا

تو ڈان بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا مطلب۔ کون سا راستہ''...... ڈان نے پوچھا۔

''وہ فورٹ سمتھ سے بذریعہ فلائٹ براہ راست کاسکا نہیں جا رہے بلکہ فورٹ سمتھ سے وہ بذریعہ فلائٹ کانڈا کے شہر وائٹ ہارس پہنچیں گے اور پھر وائٹ ہارس سے وہ بذریعہ جیپ ڈرفن اور پھر ڈرفن سے اس قدیم اور ٹوٹی پھوٹی سڑک سے ہوتے ہوئے ہینکس پہنچیں گے۔ وہاں سے ٹیکسی یا بس میں بیٹھ کر وہ کاسکا میں داخل ہوں گے''...... آرچر نے کہا۔

''اوہ واقعی۔ یہ بے حد شاطر لوگ ہیں۔ کس طرح انہوں نے معروف راستوں کو چھوڑ کر نیا راستہ منتخب کر لیا ہے۔ کیا وہ روانہ ہو چکے ہیں یا نہیں''...... ڈان نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ وہ تو اس وقت وائٹ ہارس پہنچنے والے ہوں گے۔ میں نے خود ان کی وائٹ ہارس کے لئے بکنگ کرائی ہے اور میرے آدمی انہیں جہاز میں سوار کرا کر واپس آئے ہیں''...... آرچر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ کوئی اور بات''...... ڈان نے کہا۔

''انہوں نے وہاں کاسکا میں گراڈ کالونی والی کوٹھی میں جیپ اور اسلحہ کا بندوبست کر لیا ہے اور جیپ اور اسلحہ اس کوٹھی میں پہنچا دیا گیا ہے''...... آرچر نے کہا۔

''کیا یہ بات کنفرم ہے کہ وہ گراڈ کالونی کی کوٹھی نمبر بائیس



میں ہی رہیں گے''...... ڈان نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ یہ کنفرم ہے کیونکہ ان کی فون پر کسی براؤنر سے جو بات ہوئی ہے اسی میں جیپ اور اسلحہ اس کوٹھی میں پہنچ جانے کا بتایا گیا ہے''...... آرچر نے جواب دیا۔

''کیا یہ لوگ اسی حلیوں میں ہیں جو تم نے پہلے بتائے تھے''۔ ڈان نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ ان کے کاغذات پر انہی حلیوں والی تصویریں لگی ہوئی تھیں''...... آرچر نے جواب دیا۔

''او کے۔ ٹھیک ہے۔ تم بے فکر رہو۔ تمہاری خواہش ضرور پوری ہو گی۔ گڈ بائی''...... ڈان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر یکے بعد دیگرے تین بٹن پریس کر دیئے۔

''ہمفرے بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے ہمفرے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''تم نے گراڈ کالونی کی کوٹھی نمبر بائیس کے سلسلے میں کیا کارروائی کی ہے''...... ڈان نے پوچھا۔

''اس کوٹھی کے گرد درختوں پر ٹی آر ٹی چاروں طرف نصب کر دیئے گئے ہیں اور ہمارا آدمی کوئنز وہاں چار کوٹھیاں چھوڑ کر ایک کوٹھی میں رسیونگ سیٹ کے ساتھ موجود ہے اور جیسے ہی یہ لوگ کوٹھی میں پہنچیں گے وہ فوراً دو سائیڈوں سے وہاں زیرو نیڈوڈ گیس

فائر کر دے گا۔ جب یہ لوگ بے ہوش ہو جائیں گے تو پھر انہیں وہاں سے نکال کر سپیشل پوائنٹ پر پہنچا دیا جائے گا''...... ہمفرے نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''یہ گیس کتنی دیر تک اثر رکھتی ہے''...... ڈان نے پوچھا۔

''چھ گھنٹوں تک باس''...... ہمفرے نے جواب دیا۔

''گڈ۔ ٹھیک ہے۔ اب سنو۔ آرچر نے بتایا ہے کہ یہ لوگ معروف راستوں سے کاسکا آنے کی بجائے غیر معروف راستوں سے یہاں پہنچ رہے ہیں لیکن بہرحال وہ پہنچیں گے تو کاسکا میں ہی''...... ڈان نے کہا۔

''کون سے راستوں سے وہ یہاں پہنچ رہے ہیں باس''۔ ہمفرے نے پوچھا تو ڈان نے آرچر کی بتائی ہوئی تفصیل دوہرا دی۔

''باس۔ ہم ٹینکس پہنچ کر بھی ان کی نگرانی کر سکتے ہیں''۔ ہمفرے نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ لیکن زیادہ آدمی مت بھیجنا کیونکہ وہ بے حد چوکنے ہوں گے اور مجھے یقین ہے کہ وہ کسی عام سی مسافر بس میں بیٹھ کر یہاں آ جائیں گے اس لئے صرف دو آدمی کافی ہیں۔ وہ گراز [illegible]نی میں موجود تمہارے آدمی کو ساتھ ساتھ رپورٹ دیتے رہیں گے''...... ڈان نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''جب یہ لوگ سپیشل پوائنٹ پہنچ جائیں تو فوراً مجھے رپورٹ دینا''۔



ڈان نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈان نے رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات تھے کیونکہ اس کے نقطہ نظر سے اب عمران اور اس کے ساتھیوں کی موت یقینی ہو چکی تھی۔

ڈرفن خاصا بڑا شہر تھا۔ یہ کانڈا اور کاسکا کی سرحد پر واقع تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی اس وقت ڈرفن کے ایک ہوٹل کے کمرے میں موجود تھے جبکہ عمران انہیں یہاں چھوڑ کر یہ کہہ کر چلا گیا تھا کہ اس نے کچھ ضروری انتظامات کرنے ہیں۔

''اس بار عمران صاحب کا رویہ کچھ عجیب سا ہے''...... صفدر نے کا۔

''کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم''...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

''عمران صاحب نے جس طرح کھل کر فون پر براؤنر سے باتیں کی ہیں اور پھر پوری تفصیل سے اسے اپنا منتخب کردہ راستہ بتایا ہے مجھے ایسا کرنے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آئی اور عام طور پر عمران صاحب ایسا نہیں کرتے۔ وہ تو ہم سے بھی معلومات کو خفیہ



رکھتے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''میں نے اس بات پر غور کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ عمران صاحب کو معلوم تھا کہ ان کی کہی ہوئی باتیں مخالف ایجنٹوں تک کسی ذریعے سے پہنچ رہی ہیں اس لئے انہوں نے جان بوجھ کر یہ باتیں کی ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ عمران صاحب جو کچھ کہہ رہے ہیں اس پر عمل نہیں کریں گے لیکن اب مجھے اپنی بات پر خود ہی شک پڑ رہا ہے کیونکہ وہ تو اسی راستے پر چل رہے ہیں جو انہوں نے براؤنر کو بتایا تھا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''عمران وائٹ ہارس سے یہاں تک جیپ میں بھی خاموش رہا ہے۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ کسی خاص الجھن میں ہو''...... جولیا نے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ عمران صاحب دراصل اپنے آپ میں خود واضح نہیں ہیں۔ وہ ذہنی طور پر الجھے ہوئے ہیں''...... صدیقی نے کہا۔

''ایسی کوئی بات نہیں۔ وہ اس طرح کے ڈرامے کرتا رہتا ہے۔ یہ اس کی فطرت ثانیہ ہے''...... تنویر نے کہا جو اب تک خاموش بیٹھا ہوا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازہ کھلا اور عمران مسکراتا ہوا اندر داخل ہوا۔

''چنڈال چوکڑی تو تمہیں نہیں کہا جا سکتا کیونکہ تم چار کی بجائے پانچ ہو۔ البتہ جولیا کو علیحدہ کر دیا جائے تو پھر تم واقعی چنڈال

چوکڑی ہو''...... عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

''مجھے تو تم سب سے بڑے چنڈال لگتے ہو۔ سوائے فضول باتیں کرنے کے اور تمہیں آتا ہی کیا ہے''...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا جبکہ عمران اس دوران کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

''عمران صاحب۔ یہ چنڈال کہتے کسے ہیں اور چنڈال چوکڑی کا اصل مطلب کیا ہے''...... صفدر نے شاید موضوع بدلنے کے لئے کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ عمران نے باز نہیں آنا اور تنویر کا غصہ بڑھتا چلا جائے گا۔

''چنڈال ہندی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا مطلب ہے کمتر، ادنیٰ ذات کا، بدبخت، بدنصیب، کنجوس اور بخیل کو بھی چنڈال کہتے ہیں''...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ پھر تو یہ گالی ہوئی''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں اور یہ جان بوجھ کر ایسے الفاظ کہتا ہے۔ اصل میں یہ ہمیں گالیاں دیتا ہے''...... تنویر نے بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ارے۔ ارے۔ یہ تو میں نے چنڈال کا لفظی مطلب بتایا ہے۔ چنڈال چوکڑی کا مطلب شرابی افراد کا اجتماع ہوتا ہے اور یہ محاورہ ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ اب یہاں سے کب روانگی ہو گی''...... اس بار صدیقی نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔



''یہی بندوبست تو کرنے گیا تھا۔ اب ہم کاسکا کی سرحد میں داخل ہوں گے اور وہاں ہمارا شایان شان استقبال کرنے کی تیاری پوری طرح مکمل ہو چکی ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا انہیں معلوم ہے کہ ہم اس راستے سے آ رہے ہیں۔ وہ تو معروف راستوں پر ہی چیکنگ کئے ہوئے ہوں گے''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''تمہارا کیا خیال تھا کہ میں جو اتنی تفصیل سے راستہ براؤنز کو فون پر بتا رہا ہوں یہ بات صرف براؤنز تک ہی رہے گی''۔ عمران نے کہا۔

''کیا براؤنز تمہیں دھوکہ دے رہا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''ارے نہیں۔ براؤنز کو تو معلوم ہی نہیں ہو گا کہ اس سے ہونے والی ہماری باتیں ڈان تک پہنچ رہی ہیں یا نہیں''...... عمران نے کہا تو سب چونک پڑے۔

''آپ وضاحت کریں عمران صاحب۔ ہم سب آپ کے آنے سے پہلے اس موضوع پر باتیں کر رہے تھے۔ ہم سب کا خیال تھا کہ آپ کا وہاں پورٹ لینڈ میں فون پر براؤنز سے باتیں کرنے کا انداز بے حد مشکوک تھا اور آپ جو ہم سے بھی باتوں کو خفیہ رکھتے ہیں براؤنز کو خود تمام راستے کے بارے میں تفصیلات بتا رہے تھے۔ اب آپ نے خود یہ بات کر کے ہمارے شکوک کو پختہ کر دیا ہے''۔ صفدر نے کہا۔

''جو بات ہے کھل کر بتاؤ۔ اس کے بعد شاید ہمیں باتیں کرنے کا موقع ہی نہ ملے''...... جولیا نے کہا۔

''فورٹ سمتھ میں جس ہوٹل میں ہم ٹھہرے تھے اتفاقاً یہ ہوٹل سالوس کا مرکز اور گڑھ تھا۔ سالوس نے وہاں ہر کمرے میں ایسے جدید ترین خفیہ آلات نصب کئے ہوئے تھے جن کی مدد سے وہ ہوٹل کے ہر کمرے میں ہونے والی نہ صرف گفتگو سن سکتے تھے بلکہ وہاں فون پر ہونے والی بات چیت بھی خودبخود ٹیپ ہو جاتی تھی''...... عمران نے کہا۔

''ایسا ناممکن ہے عمران صاحب۔ میں نے کمرے کو جدید ترین ڈیٹکٹر سے اچھی طرح چیک کیا تھا''...... صفدر نے عمران کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

''میں نے جدید ترین آلات کہا ہے اور تم نے بھی جدید ترین ڈیٹکٹر کہا ہے لیکن سالوس کے پاس ہم سے زیادہ جدید آلات ہیں اور مجھے بھی اس کا پتہ نہ چلتا لیکن جب تم لوگ کمرے سے گئے اور میں نے آنکھیں بند کر کے کرسی کی پشت سے سر ٹکایا تو میرے حساس کانوں میں خاموشی کی وجہ سے ہلکی ہلکی سرسراہٹ کی آوازیں پڑنے لگیں۔ یہ ایسی آوازیں تھیں جیسے ریشم کا لچھا کھولا جا رہا ہو لیکن یہ آوازیں اس قدر مدھم تھیں کہ صرف اس وقت مجھے سنائی دیں جب خالی کمرے میں، میں نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ بہرحال یہ آوازیں سنتے ہی میں ہوشیار ہو گیا اور پھر میں نے جلد



ہی ان آوازوں کا ماخذ معلوم کر لیا۔ یہ آوازیں وارڈ روب کے عقب میں لگے ہوئے ایک چھوٹے سے آلے سے نکل رہی تھیں اور اس آلے کو دیکھتے ہی میں سمجھ گیا کہ یہ ایکریمیا کی انتہائی جدید ترین ایجاد ہے جس سے نہ صرف ایک مخصوص ایریئے میں پیدا ہونے والی آوازیں سیٹلائٹ کے ذریعے کہیں دور سنی جا سکتی ہیں بلکہ اس کے ذریعے فون کالز بھی ٹیپ کی جا سکتی ہیں۔ اس انکشاف کے بعد میں نے باہر جا کر ایک ویٹر کو بھاری رقم دے کر جب معلومات حاصل کیں تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ ہوٹل ایک بین الاقوامی یہودی تنظیم کا گڑھ ہے۔ گو اس ویٹر کو اس تنظیم کے نام کا علم نہ تھا۔ یا وہ بتانا نہیں چاہتا تھا لیکن اس کے منہ سے، ایک بات نکل گئی کہ ہوٹل کے مینجر آرچر کا بھائی گرے اکثر گریٹ لینڈ سے اسے یہاں ملنے آتا رہتا تھا اور کہا جاتا تھا کہ گرے اسی بین الاقوامی یہودی تنظیم کا چیف ایجنٹ ہے اور اسی ویٹر نے بتایا کہ پچھلے دنوں گرے ایشیا کے کسی ملک میں ہلاک ہو گیا ہے اور یہ خبر سن کر آرچر دو روز گھر سے باہر نہیں نکلا۔ اس ویٹر نے غیر ارادی طور پر کچھ ایسی باتیں کیں جن سے میں سمجھ گیا کہ یہ ویٹر اس آرچر کا کسی بات پر ڈسا ہوا ہے۔ چنانچہ میں نے اسے ڈھب پر چڑھایا اور خاصی بھاری رقم دے کر اپنے کمرے میں ہونے والی گفتگو آگے آدمی تک پہنچانے کے بارے میں معلومات حاصل کر کے مجھے مہیا کرنے پر آمادہ کر لیا اور اس ویٹر نے بڑی اہم رپورٹ دی کہ اس کمرے

میں ہونے والی بات چیت کو آرچ خود مانیٹر کر رہا ہے اور یہ ساری باتیں فون پر کاسکا میں کسی ڈان تک پہنچا رہا ہے۔ یہ سب کچھ معلوم ہونے کے بعد میں نے دانستہ یہ راستہ منتخب کر کے براؤنر کو بتایا تاکہ ہمارے اس راستے کی اطلاع ڈان تک پہنچ جائے اور یہ بھی سن لو کہ ہوٹل سے ایئر پورٹ تک ہماری نگرانی ہوتی رہی اور پھر ایئر پورٹ پر بھی ہوٹل کے دو آدمی ہماری روانگی تک موجود رہے تھے“...... عمران نے اس بارے انتہائی سنجیدہ لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تو اب ہم کس راستے سے جا رہے ہیں“...... صفدر نے بھی انتہائی سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے پوچھا۔

”راستے کا مسئلہ نہیں ہے۔ ہم نے جو راستہ منتخب کیا ہے اس پر بھی جا سکتے ہیں۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ لیبارٹری کو تباہ کرنے کے لئے جو اسلحہ چاہئے وہ اس کوٹھی میں ہے اور لامحالہ اب اس کوٹھی کی باقاعدہ جدید آلات سے نگرانی ہو رہی ہو گی اور ہم جیسے ہی اس کوٹھی میں پہنچیں گے ہم پر میزائلوں کی بارش کر دی جائے گی“۔ عمران نے کہا۔

”تو پھر آپ نے کیا سوچا ہے“...... اس بار صدیقی نے قدرے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”میں چاہتا ہوں کہ ڈان وغیرہ سے ٹکرائے بغیر ہم اس لیبارٹری کو تباہ کر دیں ورنہ پھر ہم بری طرح سے الجھ بھی سکتے ہیں اور وہ



لوگ سینکڑوں مسلح افراد بھی لیبارٹری کے گرد پھیلا سکتے ہیں کیونکہ انہیں لامحالہ یہ معلوم ہو گا کہ ہم نے بہرحال پہنچنا تو لیبارٹری ہی ہے لیکن اب وہ یہی سمجھ رہے ہوں گے کہ ہمیں لیبارٹری کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے اس لئے ہم لازماً اسی کوٹھی میں ہی پہنچیں گے“...... عمران نے کہا۔

”تم نے خواہ مخواہ طوطا مینا کی کہانی بنا ڈالا ہے اس مشن کو۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ کیا کرنا چاہئے۔ جب تک ہم کوٹھی میں داخل نہیں ہوں گے وہ ہم پر حملہ نہیں کریں گے۔ ہم دو گروپوں کی صورت میں کوٹھی میں داخل ہو سکتے ہیں۔ ایک گروپ اندر جائے گا اور اسلحہ اور جیپ حاصل کرے گا اور دوسرا گروپ اس نگرانی کو ختم کرے گا اور پھر اس جیپ میں سوار ہو کر ہم سب سیدھے لیبارٹری پہنچیں اور اسے تباہ کر دیں“...... تنویر نے باقاعدہ لائن آف ایکشن بناتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ ہم اطمینان سے کوٹھی پہنچ جائیں لیکن اس سے پہلے بے ہوشی سے بچنے کی گولیاں کھا لیں۔ وہ لوگ ہمیں ہلاک نہیں کریں گے پہلے بے ہوش کریں گے پھر چیکنگ کر کے ہلاک کریں گے“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”لیکن اگر انہوں نے میزائلوں کی بارش کر دی تو یہ گولیاں ہمیں کیسے بچائیں گی“...... جولیا نے کہا۔

”مس جولیا۔ عمران صاحب نے روانی میں یہ بات کر دی ہے

ورنہ انہیں بھی معلوم ہے کہ صرف ڈان کی اس اطلاع پر کوئی یقین نہیں کر سکتا کہ اس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر دیا ہے اور میزائلوں کی بارش کے بعد وہ لوگ اس بات کو کسی صورت بھی ثابت نہیں کر سکتے کہ انہوں نے واقعی یہ کام سرانجام دیا ہے یا نہیں''...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

''تمہارا آئیڈیا درست ہے کیپٹن شکیل۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ہم بری طرح سے الجھ جائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ کیا آپ میری بات مانیں گے''...... خاموش بیٹھے ہوئے صدیقی نے کہا۔

''ارے۔ تم تو اب چیف کی کیٹیگری میں آ چکے ہو اس لئے تمہاری بات ماننا تو اب مجبوری بن چکی ہے''...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ ہم پہلے براہ راست اس لیبارٹری پر حملہ کرنے یا اس رہائشی کوٹھی میں جانے کی بجائے پہلے ڈان کے ہیڈکوارٹر پر حملہ کر کے اسے تباہ کر دیں۔ اس کے بعد باقی کام آسان ہو جائے گا''...... صدیقی نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر تحسین کے تاثرات ابھر آئے۔

''ویری گڈ۔ اے ون آئیڈیا ہے۔ واقعی تمہارے ساتھیوں نے تمہیں درست طور پر چیف بنایا ہے۔ گڈ شو صدیقی''...... عمران نے بے ساختہ لہجے میں کہا تو صدیقی کے چہرے پر مسرت کی بجائے



شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے۔ وہ شاید یہ سمجھا تھا کہ عمران اس کی تعریف کے انداز میں اس کی بات کا مذاق اڑا رہا ہے۔

''سوری عمران صاحب۔ اگر آپ کو میرا آئیڈیا پسند نہیں آیا تو میں ایک بار پھر سوری کر لیتا ہوں''...... صدیقی نے کہا۔

''ارے۔ میں تو تمہاری تعریف کر رہا ہوں اور تم اس قدر شرمندہ ہو رہے ہو کہ تنویر بھی اپنی بات پر اس قدر شرمندہ کبھی نہیں ہوا''...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

''میں کیوں شرمندہ ہوں۔ اس لئے تو میں بات ہی نہیں کرتا''۔ تنویر نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور اس کی بات سن کر اس قدر زور دار قہقہہ بلند ہوا کہ تنویر پہلے تو ہونقوں کی طرح سب کا منہ دیکھتا رہا پھر جب اس پر اپنی بات واضح ہوئی تو وہ واقعی شرمندہ ہو کر رہ گیا۔

''عمران صاحب۔ صدیقی نے جو بات کی ہے اگر ایسا ممکن ہو سکے تو یہ واقعی بہترین آئیڈیا ہے''...... خاموش بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ اسی لئے تو میں اس کی تعریف کر رہا تھا۔ یہ اینگل تو میرے ذہن میں بھی نہیں آیا تھا۔ میں تو یہ سوچ رہا تھا کہ اس رہائشی کوٹھی کی گٹر لائن سے اندر پہنچا جائے اور وہاں سے اسلحہ اس راستے سے نکال کر لیبارٹری کو اڑا دیا جائے لیکن یہ بظاہر ناممکن تھا کیونکہ یہ لوگ انتہائی جدید ترین مشینری اور آلات استعمال کر رہے

ہیں تو لازماً اس کوٹھی کی نگرانی کے لئے بھی انہوں نے جدید انتظامات کئے ہوں گے لیکن اگر ان کے ہیڈکوارٹر کو پہلے اڑا دیا جائے تو یہ لوگ بکھر جائیں گے۔ ان کی مرکزیت ختم ہو جائے گی اور اس دوران ہم اطمینان سے لیبارٹری کو تباہ کر کے واپس جا سکتے ہیں''...... عمران نے بھی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ ہمیں ان کے ہیڈکوارٹر کے بارے میں معلومات کیسے حاصل ہوں گی اور ہم اب کاسکا کس راستے سے پہنچیں گے''...... جولیا نے کہا۔

''میں اب تک باہر رہ کر یہی کام کرتا رہا ہوں۔ میں نے دانستہ اس ہوٹل کے فون سے براؤنز کو کال نہیں کیا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس ہوٹل میں بھی ہماری نگرانی ہو رہی ہو لیکن براؤنز نے اس کام سے معذرت کر لی ہے اور کاسکا میں براؤنز کے علاوہ ہمارا اور کوئی واقف نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''ایک کام ہو سکتا ہے عمران صاحب''...... صدیقی نے کہا۔

''کیا''...... عمران نے چونک کر پوچھا اور باقی ساتھی بھی سوالیہ نظروں سے صدیقی کی طرف دیکھنے لگے۔

''ہم میں سے دو یا تین افراد اس کوٹھی پر پہنچیں لیکن ہم کوٹھی کے اندر جانے کی بجائے اس کی نگرانی کو چیک کریں اور پھر نگرانی کرنے والے کسی بھی آدمی کو کور کر کے اس سے ساری معلومات آسانی سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔ اس کے بعد ہم سب مل کر



کارروائی کر سکتے ہیں''...... صدیقی نے کہا۔

''دو یا تین کیوں جائیں سارے کیوں نہ جائیں''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں نے دو یا تین اس لئے کہا ہے کہ اس طرح ڈان اور اس کے ساتھیوں کو شک نہیں پڑے گا''...... صدیقی نے جواب دیا۔

''لیکن اس میں گڑبڑ یہ ہے کہ وہ دو یا تین پھر یہاں واپس آئیں اور پھر سب اکٹھے جائیں۔ اس وقت تک وہاں کوئی بھی تبدیلی ہو سکتی ہے جو ہمارے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے''۔ عمران نے کہا۔

''جیسے میں نے کہا ہے ویسے ہی کرو۔ خواہ مخواہ کے چکروں میں وقت ضائع مت کرو''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر کوفت اور بیزاری کے تاثرات نمایاں تھے۔

''عمران صاحب۔ صرف فون کرنے میں باہر اتنا وقت نہیں لگا سکتے اس لئے لامحالہ یہ سب پلاننگ بنا کر آئے ہوں گے''۔ اچانک کیپٹن شکیل نے کہا تو سب چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگے۔

''تم باقی رہ گئے تھے۔ تم بھی اپنی رائے دے دو تو پھر میں کوئی نتیجہ نکالنے کی کوشش کروں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میرے نزدیک تو سب سے بہتر یہ ہے کہ ہم سب وہاں جائیں اور پھر جیسے تنویر نے کہا ہے ویسے کریں یعنی ڈائریکٹ

ایکشن''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو تنویر کا چہرہ یکلخت چمک اٹھا۔

''مطلب ہے اب تنویر کو ایک حمایتی میسر آ گیا ہے۔ ایک ایک دو گیارہ''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ بتائیں۔ آپ کیا کر کے آئے ہیں''۔ صفدر نے پوچھا۔

''میں تو سیدھا سادا سا آدمی ہوں۔ چکر بازی تو مجھے آتی نہیں اس لئے میں نے تو اس کا بڑا سادہ سا حل تلاش کیا ہے''...... عمران نے کہا اور پھر وہ خاموش ہو گیا تو سب سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگے۔ سب کے چہروں پر تجسس تھا لیکن جب عمران خاصی دیر تک خاموش رہا تو جولیا کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔

''اب بولو بھی سہی۔ کیا گونگے ہو گئے ہو''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''رعب حسن چیز ہی ایسی ہے۔ بڑے بڑے قصہ گو گونگے ہو جاتے ہیں۔ میں کس قطار میں شمار ہوتا ہوں''...... عمران نے جواب دیا۔

''بس یہی بکواس کرنی آتی ہے اسے اور کچھ نہیں آتا''۔ خاموش بیٹھے ہوئے تنویر نے یکلخت جھلا کر کہا۔

''عمران صاحب پلیز۔ وہ آسان سا حل بتا دیں''...... صفدر نے کہا۔

''یہی تو سب سے آسان حل ہے کہ آدمی گونگا بن جائے۔



تمہیں معلوم ہے کہ عقل مند وہی کہلاتا ہے جو زیادہ تر خاموش رہتا ہے۔ تم نے دیکھا ہو گا کہ اُلو زیادہ تر خاموش ہی رہتا ہے اور تنویر کو بھی اسی لئے عقل مند کہا جاتا ہے کہ وہ بھی زیادہ تر خاموش رہتا ہے''...... عمران بھلا کہاں آسانی سے باز آنے والوں میں سے تھا۔

''عمران صاحب۔ میں بتا دوں کہ آپ نے کون سا آسان حل سوچا ہے''...... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا تو سارے ساتھی تو ایک طرف خود عمران بھی چونک کر قدرے حیرت بھرے انداز میں کیپٹن شکیل کو دیکھنے لگا۔

''تمہارا کام اب یہی رہ گیا ہے کہ تم عمران کے نجومی بن کر رہ جاؤ۔ تم بس اب بیٹھے یہی اندازے لگاتے رہتے ہو کہ عمران نے کیا سوچا ہے اور کیا نہیں سوچا''...... کسی کے بولنے سے پہلے تنویر نے کہا۔

''تنویر۔ تم جب بھی بولتے ہو بے وقت بولتے ہو''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''سچ بولنے کا کوئی وقت مقرر نہیں ہوتا مس جولیا اور میں سچ بولتا ہوں''...... تنویر نے اس بار جولیا کو بھی اپنے مخصوص سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیپٹن شکیل۔ اگر تم بتا دو کہ میں نے کون سا آسان حل سوچا ہے تو میں تمہیں بھی عقل مند تسلیم کر لوں گا''...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”آپ بے شک مجھے عقل مند تسلیم نہ کریں۔ بہرحال میرا خیال ہے کہ آپ نے یہ سوچا ہے کہ ہم پہلے سے طے کردہ راستے کی بجائے کسی اور راستے کاسکا پہنچیں اور اس کوٹھی کی بجائے کسی اور کالونی میں جا کر رہائش گاہ حاصل کریں اور پھر وہاں سے گراڈ کالونی پہنچ کر کارروائی کریں۔ اس طرح کارروائی کر کے واپس یہاں نہیں آنا پڑے گا بلکہ چونکہ پوری ٹیم وہیں موجود ہو گی اس لئے فوری طور پر تمام مل کر کارروائی مکمل کر لیں گے“...... کیپٹن شکیل نے کہا اور اس کی بات سن کر سب اس طرح عمران کی طرف دیکھنے لگے جیسے طالب علم پیپرز کا رزلٹ سننے کے لئے ٹیچر کی طرف دیکھتے ہیں اور ان کے چہرے پر بیک وقت امید و بیم کی کیفیت نمایاں ہوتی ہے۔

”حیرت ہے کیپٹن شکیل۔ تم تو واقعی اب نجومی بن گئے ہو۔ واقعی میرے ذہن میں یہی سادہ سا حل تھا۔ بس تھوڑی سی تبدیلی البتہ میں نے کر دی تھی کہ ایک ریئل اسٹیٹ ڈیلر کے ذریعے میں نے اسی گراڈ کالونی میں ہی ایک اور کوٹھی حاصل کر لی ہے جس میں وہ کوٹھی تھی جہاں ہم نے جانا تھا لیکن تم نے آخر کس بناء پر یہ درست اندازہ لگایا ہے“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا لیکن اس کے لہجے میں حیرت کی جھلکیاں نمایاں تھیں جیسے اسے خود سمجھ نہ آ رہی ہو کہ آخر کیپٹن شکیل نے کس طرح اس قدر درست اندازہ لگا لیا ہے۔



”میں نے اس بناء پر یہ اندازہ لگایا ہے کہ آپ نے اسے آسان حل بھی کہا تھا اور ساتھ ہی یہ بات بھی ہوئی تھی کہ پہلی تجویز میں واپس آنے کا مسئلہ تھا اس لئے اس کا حل یہی سمجھ میں آتا تھا کہ کسی دوسری کوٹھی میں پہنچ کر وہاں سے کارروائی کی جائے اور یہ واقعی آسان حل ہو سکتا تھا“...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

”حیرت ہے۔ تم واقعی اب حیرت انگیز انداز میں سوچنے لگ گئے ہو“...... جولیا نے کیپٹن شکیل کی طرف دیکھتے ہوئے تحسین آمیز لہجے میں کہا اور پھر باری باری تقریباً سب نے ہی اس کے اس انداز میں سوچنے کی داد دی۔

”عمران صاحب۔ آپ نے وہاں پہنچنے کا راستہ کون سا سوچا ہے“...... صفدر نے پوچھا۔

”یہاں سے ایک قدیم راستہ پہاڑوں کے درمیان سے ہوتا ہوا کاسکا جاتا ہے۔ یہ راستہ تنگ بھی ہے اور یہاں خطرے بھی زیادہ ہیں۔ میرا مطلب کھائیوں میں گرنے کے خطروں سے ہے اس لئے اس راستے کو طویل عرصہ ہوا ترک کر دیا گیا ہے۔ اب اس راستے پر صرف ایڈونچر پسند سیاح ہی سفر کرتے ہیں اور وہ بھی خصوصی ڈرائیور کی خدمات حاصل کر کے لیکن یہ راستہ ہر لحاظ سے محفوظ ہے اس لئے میں نے یہاں کی ایک کمپنی کو نقد رقم دے کر پہاڑوں پر چلنے والی خصوصی جیپ حاصل کر لی ہے اور اس راستے کا خصوصی نقشہ بھی بھاری رقم دے کر حاصل کر لیا ہے۔ چنانچہ اب ہم کل صبح

سویرے اس خطرناک سفر کا آغاز کریں گے“...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”گڈ شو۔ تم نے اس بار واقعی کام دکھایا ہے۔ موجودہ پوزیشن میں اس سے بہتر حل اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا“...... جولیا نے بڑے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

”اس سے بہتر حل بھی تھا مگر“...... عمران بات کرتے کرتے خاموش ہو گیا۔

”وہ کیا“...... جولیا نے چونک کر کہا تو باقی ساتھی بھی سوالیہ نظروں سے عمران کی طرف دیکھنے لگے۔

”اگر تنویر اجازت دے تو میں یہ بہتر حل بتا سکتا ہوں“۔ عمران نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”میری اجازت کی کیا ضرورت پڑ گئی تمہیں“...... تنویر نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ضرورت ہے تو کہہ رہا ہوں“...... عمران نے کہا۔

”اچھا۔ یہ بات ہے تو میری طرف سے اجازت ہے“...... تنویر نے بڑے شاہانہ لہجے میں کہا۔

”بے حد شکریہ۔ بڑے لوگوں میں واقعی بڑا دل ہوتا ہے۔ بہرحال اس سے بہتر حل یہ تھا کہ صفدر خطبہ نکاح یاد کر لیتا تو اس خوبصورت شہر میں ہم اطمینان سے رہتے۔ کیوں جولیا“...... عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔



”اور تمہارا مدفن بھی یہیں بنتا“...... جولیا کے بولنے سے پہلے تنویر نے بھرے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تنویر۔ تمہیں احساس نہیں ہوتا کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ نانسنس۔ جو منہ میں آتا ہے بول دیتے ہو اور وہ بھی اس احمق کی باتوں کے جواب میں جو صرف باتیں کرنا ہی جانتا ہے“...... جولیا نے انتہائی جھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور جولیا کی اس جھلاہٹ پر سب ہی دبی دبی آواز میں بے اختیار ہنس پڑے۔

ڈورا نے ایک کوٹھی میں اپنا اور اپنے گروپ کا علیحدہ ہیڈکوارٹر بنا رکھا تھا۔ ڈورا کا گروپ اس سمیت چار لڑکیوں پر مشتمل تھا جس میں جینٹ، ایمی اور نورما اس کی ساتھی تھیں۔ ڈورا اور اس کے گروپ کی لڑکیاں سب تقریباً ہم عمر ہی تھیں۔ البتہ نورما ان تینوں سے دو تین سال بڑی تھی۔ ڈورا اور اس کے گروپ کی لڑکیاں خاص تربیت یافتہ تھیں اور انہوں نے سپر ایکشن گروپ کے تحت بے حد اہم کارنامے سرانجام دیئے تھے۔ ڈورا، ڈان کی نائب تھی اور شاید اسی مناسبت سے اس گروپ کو نائب گروپ کہا جاتا تھا۔ دوسری دونوں لڑکیاں نورما کی براہ راست ماتحت تھیں۔ اس وقت بھی وہ چاروں ایک کمرے میں موجود تھیں۔

''ڈورا۔ تم نے لیبارٹری سے واپس آنے کا فیصلہ درست نہیں کیا''...... اچانک ایمی نے کہا۔



''نہیں۔ وہ فیصلہ درست تھا اس لئے کہ جب پاکیشیائی ایجنٹ وہاں پہنچ ہی نہ پاتے تو ہم وہاں خواہ مخواہ پڑی رہتیں''...... جینٹ نے ڈورا کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

''ڈان نے اس کا حکم دیا تھا اس لئے مجبوری تھی اور تمہیں معلوم ہے کہ ڈان کبھی غلط حکم نہیں دیتا''...... ڈورا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اب ہم نے کیا کرنا ہے۔ یہ سوچو''...... نورما نے کہا۔

''وہی کام جو ہم کر رہی ہیں مشکوک افراد کی تلاش''...... ڈورا نے جواب دیتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید بات ہوتی ڈورا کی جیکٹ کی جیب سے تیز سیٹی کی آواز سنائی دی تو وہ سب بے اختیار چونک پڑیں۔ سب جانتی تھیں کہ یہ سیٹی جدید ٹرانسمیٹر کی ہے۔ ڈورا نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹے سائز کا جدید ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کی سکرین پر موجود فریکونسی کو چیک کرنے لگی۔ سیٹی کی آواز وقفے وقفے سے مسلسل آ رہی تھی۔

''کارل کی کال ہے''...... ڈورا نے بڑبڑانے کے سے انداز میں کہا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ جیسے اسے کارل کی کال آنے کی شاید توقع ہی نہ تھی۔ اس کی ساتھی بھی کارل کا نام سن کر چونک پڑی تھیں کیونکہ وہ سب جانتی تھیں کہ کارل گروپ ممبر تھا لیکن وہ تو ڈان کے تحت تھا۔ ڈورا نے ٹرانسمیٹر

کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔ کارل کالنگ یو۔ اوور"...... کارل کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ ڈورا رسیونگ یو۔ اوور"...... ڈورا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مس ڈورا۔ میں ڈرفن سے بول رہا ہوں۔ میں نے باس ڈان کی بجائے آپ کو اس لئے کال کیا ہے کہ آپ لیبارٹری والی پہاڑیوں میں موجود ہیں۔ مجھے باس نے ڈرفن بھجوایا تھا کیونکہ باس کو اطلاع ملی تھی کہ پاکیشیائی ایجنٹ ڈرفن پہنچ کر وہاں سے ہینکس کے راستے کاسکا پہنچیں گے۔ انہوں نے کہا تھا کہ میں وہاں انہیں ٹریس کر کے ان کی صرف نگرانی کروں اور پھر جب اور جس طرف وہ روانہ ہوں میں انہیں اطلاع دوں۔ چنانچہ میں یہاں پہنچا اور پھر میں نے انہیں ٹریس کر لیا۔ وہ وائٹ ہارس سے یہاں پہنچے تھے۔ ایک عورت اور پانچ مردوں پر مشتمل یہ گروپ ایکریمین میک اپ میں ہے۔ وہ یہاں کے معروف ہوٹل الباسو میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ یہاں پانچ بڑے ہوٹل ہیں۔ جہاں یہ لوگ ٹھہر سکتے تھے اس لئے میں نے ان پانچوں ہوٹلوں میں ایک ایک ویٹر کو بھاری رقم دے کر انہیں ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو ٹریس کرنے کے کام پر لگا دیا ہے۔ پھر الباسو ہوٹل میں موجود ویٹر نے مجھے کال کر کے اطلاع دی کہ یہاں چھ ایکریمیوں کا ایک گروپ آیا ہوا ہے۔ جس میں ایک عورت اور پانچ مرد شامل ہیں۔ ایک مرد تو یہاں پہنچنے کے بعد



واپس چلا گیا اور پھر اس کی واپسی کئی گھنٹوں بعد ہوئی۔ اسی ویٹر نے بتایا کہ الباسو ہوٹل میں ایک ویٹر ایسا ہے جو ایشیائی ملکوں میں رہ چکا ہے۔ میں نے جب اسے وہ الفاظ بتائے جو میں نے ان ایکریمینز کو ہاٹ کافی سرو کرتے ہوئے سن کر یاد کر لئے تھے تو اس نے بتایا کہ یہ ایشیائی زبان کے الفاظ ہیں۔ ویٹر کی اس اطلاع پر میں نے خود انہیں چیک کیا۔ وہ واقعی اپنے قدوقامت اور انداز سے پاکیشیائی ایجنٹ ہی لگ رہے تھے۔ میں نے مزید چیکنگ کے لئے خصوصی طور پر ایک جدید ڈیوائس اس ویٹر کی مدد سے ان کے کمرے میں پہنچا دی اور ان کے درمیان ہونے والی گفتگو ٹیپ کر لی اور پھر میں نے وہ گفتگو اس ویٹر کو سنوائی جو ایشیا میں رہ چکا تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ یہ گفتگو پاکیشیائی زبان میں کی جا رہی ہے۔ وہ چونکہ پاکیشیا میں ہی کسی ہوٹل میں کافی عرصہ گزار چکا تھا اس لئے اس نے خاصے معقول معاوضے پر اس ٹیپ کا ہماری زبان میں ترجمہ کر دیا۔ اس ترجمے سے مجھے معلوم ہوا کہ وہ لوگ ایک جیپ کے ذریعے ڈرفن سے کاسکا جانے والے متروک پہاڑی راستے جسے کروضی وے کہا جاتا ہے، سے سفر کرنے والے ہیں۔ میں نے انتظار کیا تا کہ حتمی طور پر یہ معلوم ہو سکے۔ ان لوگوں نے صبح ہوتے ہی ہوٹل چھوڑ دیا اور پھر ایک بڑی پہاڑی جیپ کائزرو میں سوار ہو کر وہ روانہ ہو گئے۔ میں نے ان کی نگرانی کی۔ وہ واقعی میرے سامنے کروضی وے جسے انتہائی خطرناک راستہ سمجھا جاتا ہے، چلے

گئے۔ چونکہ مجھے معلوم ہے کہ آپ اپنے گروپ کے ساتھ اس وے کے آخر میں موجود ہیں اس لئے میں نے آپ کو کال کیا ہے تا کہ آپ کو الرٹ کر سکوں۔ یہ لوگ آٹھ نو گھنٹوں کی ڈرائیونگ کے بعد بشرطیکہ یہ درمیان میں کسی کھائی میں نہ گرے تو آپ کے پاس پہنچ جائیں گے۔ اوور''...... کارل نے پوری تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''جیپ کے نمبر اور میک وغیرہ کی کیا تفصیل ہے اور ان کے حلیوں کی بھی تفصیل بتا دو۔ اوور''...... ڈورا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے کارل نے اس کی مطلوبہ تفصیل بتا دی۔

''اب سنو کارل۔ ڈان سے میں خود بات کر لوں گی۔ تمہیں کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اوور''...... ڈورا نے کہا۔

''یس مس۔ اوور''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اوکے۔ اوور اینڈ آل''...... ڈورا نے جواب دیا اور ٹرانسمیٹر کر کے جیب میں رکھ لیا۔

''ہمیں یہ بہترین موقع مل گیا ہے ان لوگوں کے خاتمے کا۔ چلو اٹھو۔ ہم نے فوری طور پر اس راستے پر چیکنگ کرنی ہے''...... ڈورا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ڈورا۔ باس کو اطلاع دینی ضروری ہے۔ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے''...... ایمی نے کہا۔

''ارے۔ اس کی کیا ضرورت ہے۔ جب ہم مشن مکمل کر لیں



گی تو اسے اطلاع بھی دے دیں گی''...... ڈورا نے جواب دیا۔

''نہیں ڈورا۔ ایمی درست کہہ رہی ہے''...... جینٹ نے بھی ایمی کی تائید کرتے ہوئے کہا اور پھر نورما نے بھی اس کی تائید کر دی تو ڈورا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

''اچھا۔ اگر تم تینوں کہتی ہو تو ٹھیک ہے''...... ڈورا نے کہا اور پھر میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ ہمفرے بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ہیڈکوارٹر انچارج ہمفرے کی آواز سنائی دی۔

''ڈورا بول رہی ہوں۔ ڈان سے بات کراؤ''...... ڈورا نے کہا۔

''یس مس۔ ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ ڈان بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ڈان کی آواز سنائی دی۔

''ڈورا بول رہی ہوں ڈان۔ ایک اہم اطلاع تمہارے نوٹس میں لانی ہے''...... ڈورا نے کہا۔

''کیا۔ کھل کر بات کرو''...... ڈان نے کہا تو ڈورا نے کارل کی ٹرانسمیٹر کال آنے سے لے کر اس کی بتائی ہوئی پوری تفصیل بتا دی۔

''میں تو یہی چاہتی تھی کہ ان کی لاشیں لے کر تمہارے پاس

آؤں مگر میرے گروپ نے ضد کی کہ تم سے اجازت لینی ضروری ہے اس لئے کال کر رہی ہوں''...... ڈورا نے قدرے لاڈ بھرے لہجے میں کہا تو اس کی ساتھی لڑکیاں بے اختیار مسکرانے لگیں۔

''نہیں۔ یہ ضروری تھا کیونکہ تم نے انہیں ہلاک کر دینا تھا اور وہ بھی اس طرح کہ میزائل سے ان کی جیپ ہی اڑا دیتیں۔ اس طرح ان کی لاشوں کی شناخت ہی نہ ہو سکتی''...... ڈان نے کہا۔

''ظاہر ہے میں نے ایسا ہی کرنا تھا۔ مقصد تو انہیں ہلاک کرنا ہے''...... ڈورا نے کہا۔

''تمہیں اب یہ اندازہ ہو گیا ہو گا کہ یہ لوگ کس قدر ہوشیار اور شاطر ہیں۔ اگر میں کارل کو ڈرفن نہ بھجواتا اور وہاں سے یہ رپورٹ نہ آتی تو ہم کبھی سوچ بھی نہ سکتے تھے کہ یہ لوگ عام راستوں کو چھوڑ کر اس قدیم، خطرناک اور متروک کروضی وے سے کاسکا آئیں گے اور اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ اس قدر ہوشیار ہیں کہ یہ ڈرامہ بھی کر سکتے ہیں۔ چند افراد کو اس راستے سے بھجوا کر خود دوسرے راستے سے آ جائیں اور ہم انہیں ایک راستے پر ہلاک کر کے مطمئن ہو جائیں اور وہ دوسرے راستے سے آ کر اپنا مشن مکمل کر لیں اور آخری بات یہ کہ ہمیں بہرحال اس بات کو ثابت کرنا ہو گا کہ ہم نے اصل ایجنٹوں کا ہی خاتمہ کیا ہے''...... ڈان نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

''تو تم کیا چاہتے ہو۔ کیا کرنا چاہئے''...... ڈورا نے الجھے



ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم انہیں ہلاک مت کرو بلکہ انہیں بے ہوش کر کے سپیشل پوائنٹ پر لے آؤ۔ یہاں ان کا میک اپ واش ہو گا اور پھر انہیں ہلاک کر کے ان کی لاشیں سپر چیف کو بھجوا کر ہم فارغ ہو جائیں گے''...... ڈان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پہلے تو تم خود ہی کہتے تھے کہ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں اس لئے انہیں ایک لمحے کا بھی موقع نہیں دینا چاہئے اور اب خود ہی انہیں موقع دینا چاہتے ہو''...... ڈورا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں اب بھی انہیں موقع دینے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ میں نے یہ نہیں کہا کہ انہیں ہوش میں لایا جائے۔ میرا مطلب تھا کہ انہیں بے ہوشی کے دوران ہی ہلاک کر دیا جائے گا لیکن ان کی شناخت ضروری ہے''...... ڈان نے کہا۔

''لیکن شناخت میں کافی وقت لگ سکتا ہے اور اس دوران وہ ہوش میں آ جائیں گے''...... ڈورا نے کہا۔

''اس کا بندوبست بھی میں نے کر لیا ہے۔ سپیشل پوائنٹ پر پہنچتے ہی انہیں طویل بے ہوشی کے انجکشن لگا دیئے جائیں گے اور پھر ان کی اس طویل بے ہوشی کے دوران ہی شناخت کے تمام مراحل طے کر کے انہیں بے ہوشی کے دوران ہی ہلاک کر دیا جائے گا۔ ایسی صورت میں کیا رسک باقی رہ جاتا ہے''...... ڈان نے کہا۔

''پھر ٹھیک ہے۔ تو اب کیا ہمیں اجازت ہے کہ ہم ان کے

خلاف کام کریں'' ...... ڈورا نے کہا۔

''ہاں۔تم ایسا کر سکتی ہو۔ ہم دوسری طرف کا خیال رکھیں گے لیکن ایک بات کا خیال تم نے بھی رکھنا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ تم یا تمہاری کوئی ساتھی ان کے ہاتھ لگ جائے اور وہ ہمارے سیٹ اپ سے واقف ہو جائیں'' ...... ڈان نے کہا۔

''تمہیں معلوم تو ہے کہ میرا گروپ تم سمیت تمہارے گروپ سے زیادہ کارکردگی دکھانے کا ماہر ہے۔ اس کے باوجود تم یہ بات کر رہے ہو'' ...... ڈورا نے کہا۔

''میں جانتا ہوں اس لئے تو تمہیں اجازت دے رہا ہوں اس کے باوجود تم نے اور تمہاری ساتھیوں نے محتاط رہنا ہے'' ...... ڈان نے کہا۔

''اوکے۔ اب میں ان کو بے ہوشی کے عالم میں سپیشل پوائنٹ پہنچا کر تمہیں کال کروں گی۔ گڈ بائی'' ...... ڈورا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔



پہاڑی راستوں پر چلنے والی مخصوص انداز کی جیپ اس ٹوٹے پھوٹے اور ٹیڑھے میڑھے راستے پر خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر جولیا اور عقبی سیٹوں پر باقی ساتھی موجود تھے۔ گو یہ راستہ اس قدر خطرناک ہو چکا تھا کہ اسے دیکھ کر یوں لگتا تھا جیسے کسی بھی لمحے جیپ ہزاروں فٹ گہری کھائی میں جا گرے گی لیکن عمران کے سب ساتھی بڑے اطمینان بھرے انداز میں بیٹھے ہوئے تھے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ اسٹیئرنگ عمران کے ہاتھ میں ہے اور واقعی عمران انتہائی ماہرانہ انداز میں مسلسل جیپ چلا رہا تھا۔

اسٹیئرنگ اس کے ہاتھ میں کسی کھلونے کی طرح گھوم رہا تھا۔ اس قدر خطرناک ڈرائیونگ کے دوران بھی عمران کی زبان اسی انداز میں چل رہی تھی جیسے وہ کسی خطرناک راستے پر جیپ چلانے

کی بجائے کسی ہائی وے پر ڈرائیونگ کر رہا ہو۔ انہیں سفر کرتے ہوئے تقریباً سات گھنٹے گزر چکے تھے۔ درمیان میں دو جگہوں پر انہوں نے تھوڑی دیر آرام بھی کیا تھا کیونکہ جیپ مسلسل اچھل رہی تھی اور انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا کہ وہ جیپ کی بجائے مسلسل کھلتے اور بند ہوتے ہوئے کسی طاقتور سپرنگ پر بیٹھے ہوئے ہوں۔

''عمران صاحب۔ یہاں کوئی موجود ہے''...... اچانک سائیڈ پر بیٹھے ہوئے صدیقی نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔ جیپ اس وقت بلند راستے پر دوڑ رہی تھی اور کچھ دور جا کر انتہائی گہرا نشیب تھا۔ عمران نے جیپ کی رفتار آہستہ کر دی۔

''کون ہے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میرا خیال ہے کہ نیچے نشیب میں کوئی لڑکی موجود ہے''۔ صدیقی نے کہا۔

''لڑکی۔ کیا مطلب۔ یہاں کسی لڑکی کی موجودگی کا کیا جواز ہے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اس نے جیپ روک دی۔

''تمہیں لڑکیوں کے خواب تو نہیں آنے شروع ہو گئے''۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نہیں صفدر۔ میں سائیڈ سے نیچے دیکھ رہا تھا کہ میں نے ایک لڑکی کو دوڑ کر ایک چٹان کے پیچھے سے نکل کر بڑے ماہرانہ انداز میں دوسرے پتھر کے پیچھے چھپتے ہوئے دیکھا ہے۔ فوری طور پر



میرے شعور میں یہ بات نہیں آئی تھی کہ جو چیز حرکت کر رہی ہے وہ لڑکی ہے لیکن اب میرے شعور میں اس کی تصویر ابھر آئی ہے۔ وہ واقعی لڑکی ہی ہے۔ اس نے چست لباس پہنا ہوا تھا''۔ صدیقی نے انتہائی بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میرے خیال میں یہ وہی جگہ ہے جہاں وہ لیبارٹری موجود ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہاں سالوس ایجنٹوں کا باقاعدہ کیمپ ہو''۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''تو پھر اب کیا کرنا ہے۔ اگر ہم براہ راست وہاں گئے تو یہ لوگ ہمیں نقصان بھی پہنچا سکتے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ اس صورت حال میں جیپ کے ذریعے آگے جانا ہمارے لئے نقصان دہ بھی ہو سکتا ہے۔ وہ کسی چٹان کی اوٹ سے جیپ پر میزائل فائر کر سکتے ہیں اس لئے اب ہمیں بکھر کر نیچے جانا ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''لیکن عمران صاحب۔ جیسے صدیقی نے ان کی حرکت چیک کی ہے لامحالہ انہوں نے بھی جیپ کو رکتے ہوئے چیک کر لیا ہو گا اور اگر جیپ نیچے نہیں جاتی تو وہ اور زیادہ الرٹ ہو جائیں گے''۔ صفدر نے کہا۔

''تو پھر ایسا ہے کہ تم سب بکھر کر نیچے جاؤ میں جیپ لے کر نیچے آتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''اور اگر انہوں نے میزائل فائر کر دیا تب''...... جولیا نے

انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''تو پھر تنویر کو کہتا ہوں وہ لے جائے جیپ''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا بھی بے اختیار مسکرا دی۔ وہ عمران کا مطلب سمجھ گئی تھی۔

''نہیں۔ ہم سب بغیر جیپ کے نیچے جائیں گے''...... جولیا نے حتمی لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ جیپ کو نیچے لے جاتے ہوئے اس انداز میں کسی چٹان کے پیچھے لے جائیں جیسے جیپ خراب ہو گئی ہو یا پھنس گئی ہو۔ اس کے بعد آپ بھی جیپ سے اتر کر نیچے آئیں جبکہ اس دوران ہم کافی نیچے پہنچ چکے ہوں گے اور پھر جو ہو گا دیکھ لیں گے''......صفدر نے کہا۔

''یہ درست رائے ہے۔ چلو اترو اور سن لو کہ ہم نے ان میں سے کم از کم ایک کو زندہ پکڑنا ہے''...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر وہ سب اسلحہ لے کر جیپ سے نیچے اترے۔ جولیا، صفدر اور صدیقی دائیں طرف کو بڑھنے لگے جبکہ تنویر اور کیپٹن شکیل بائیں طرف کو۔ چند لمحوں میں ہی وہ چٹانوں کی اوٹ کی وجہ سے جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے عمران کی نظروں سے اوجھل ہو گئے لیکن عمران کو معلوم تھا کہ انہیں وہاں تک پہنچنے میں جہاں صدیقی نے حرکت دیکھی تھی مزید دس منٹ لگ جائیں گے اس لئے وہ پانچ منٹ تک تو خاموش بیٹھا رہا پھر اس



نے جیپ اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی تاکہ نیچے موجود مخالف ایجنٹ جیپ کی طرف متوجہ ہو جائیں اور اس کے ساتھیوں کی نقل و حرکت کو مارک نہ کر سکیں۔ چوٹی پر پہنچ کر جب جیپ نیچے نشیب میں جانے لگی تو باوجود کوشش کے جیپ کی رفتار خود بخود بڑھ گئی تھی اور پھر ابھی عمران سوچ ہی رہا تھا کہ کس طرح اور کس انداز میں جیپ کو روکے کہ اچانک سائیں کی آواز کے ساتھ کوئی چیز جیپ سے ٹکرائی اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کا ذہن کچھ سمجھتا اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن پر کسی نے تاریک چادر ڈال دی ہو اور آخری احساس اس کے ذہن میں جو ابھرا وہ یہ تھا کہ اس حالت میں بے ہوش ہونے کا مطلب یقینی ہلاکت کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔

ڈان اپنے آفس میں بیٹھا بڑی بے چینی سے ڈورا کی طرف سے کال کا منتظر تھا۔ اس کے ذہن میں مسلسل خدشات کے کیڑے رینگ رہے تھے۔ گو اسے ڈورا اور اس کے گروپ کی مہارت اور کارکردگی پر مکمل بھروسہ تھا۔ یہ چاروں انتہائی تیز، پھرتیلی، ذہین اور ہوشیار تھیں لیکن اس کے باوجود وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اگر آنے والے اصل پاکیشائی ایجنٹ ہیں تو وہ بھی کسی طرح کم نہیں ہیں اور ان کی شہرت بھی اپنے عروج پر تھی۔ یہی باتیں سوچتا ہوا وہ کرسی پر بیٹھا پہلو بدل رہا تھا۔ ڈورا کو کال کیئے ہوئے کئی گھنٹے گزر چکے تھے لیکن پھر دوبارہ ڈورا کی کال نہیں آئی تھی اور پھر اچانک اسے خیال آیا کہ ڈورا کے پاس سپیشل ٹرانسمیٹر بھی ہے اس لئے وہ اسے ٹرانسمیٹر سے بھی کال کر سکتا ہے لیکن دوسرے لمحے ایک دوسرے خیال کے تحت اس نے اس آئیڈیئے کو مسترد کر دیا کیونکہ اسے معلوم نہ تھا کہ ڈورا اس وقت کس پوزیشن میں ہے اور ٹرانسمیٹر کال



اسے کسی خطرے سے بھی دوچار کر سکتی تھی۔ اس نے بے اختیار طویل سانس لیا کیونکہ اب انتظار کے سوا اس کے پاس اور کوئی چارہ نہ تھا۔ پھر نجانے کتنا وقت مزید گزر گیا کہ اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی اور ڈان نے اس طرح ہاتھ بڑھا کر رسیور جھپٹا جیسے ایک لمحے کی دیر سے قیامت ٹوٹ پڑے گی۔

"یس"...... ڈان نے تیز لہجے میں کہا۔

"مس ڈورا کی کال ہے سپیشل پوائنٹ سے"...... دوسری طرف سے ہمفرے کی آواز سنائی دی تو ڈان کے منہ سے بے اختیار انتہائی اطمینان بھرا طویل سانس نکل گیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ سپیشل پوائنٹ سے کال کا مطلب ہے کہ ڈورا اپنے مشن میں کامیاب رہی ہے۔

"کراؤ بات"...... اس بار ڈان نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"ہیلو ڈان۔ میں ڈورا بول رہی ہوں"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ڈورا کی آواز سنای دی لیکن اس کے لہجے میں مسرت کی بجائے الجھن نمایاں تھی۔

"کیا ہوا۔ تمہارا لہجہ الجھا ہوا کیوں ہے"...... ڈان نے ایک بار پھر پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ سب ایکریمین ہیں ڈان۔ میک اپ میں نہیں ہیں"۔ ڈورا نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا تم نے سپیشل میک اپ واشر استعمال کیا ہے"۔

ڈان نے کہا۔

''ہاں''...... ڈورا نے کہا۔

''کیا ہوا تھا۔ یہ تو بتاؤ اور تفصیل سے بتاؤ''...... ڈان نے کہا۔

''یہ لوگ واقعی بے حد شاطر ہیں۔ انہوں نے کافی بلندی پر جیپ روک لی تھی لیکن ہم نے پہلے ہی اس بلندی پر کراس ویو اس انداز میں نصب کیا ہوا تھا کہ وہاں ہم وسیع ایریئے میں ہر قسم کی نقل و حرکت کو سکرین پر چیک کر رہے تھے۔ کراس ویو ہم نے وہاں اس لئے لگایا تھا کہ مجھے خطرہ تھا کہ وہ بلندی سے ہمیں چیک نہ کر لیں اور پھر سکرین پر جیپ آتی دکھائی دی۔ جیپ میں چھ افراد سوار تھے جن میں ایک عورت تھی اور پانچ مرد۔ یہ سب ایکریمین تھے۔ پھر جیپ نشیب سے پہلے اچانک رک گئی اور وہ آپس میں باتیں کرنے لگے۔ کراس ویو چونکہ آواز کیچ نہیں کر سکتا اس لئے ہم ان کے درمیان ہونے والی بات چیت نہ سن سکے۔ بہرحال کافی دیر تک رکے رہنے اور باتیں کرنے کے بعد ایک عورت اور چار مرد جیپ سے نیچے اترے اور پھر ان میں سے ایک عورت اور دو مرد ایک طرف سے چٹانوں کی اوٹ لے کر نیچے اترنے لگے جبکہ دو مرد دوسری طرف سے چٹانوں کی اوٹ لے کر نیچے اترتے چلے گئے۔ وہ سب ہماری نظروں میں تھے اور بے ہوش کر دینے والے ماسٹر پوائنٹس کی رینج میں تھے۔ پھر کچھ دیر بعد وہ جیپ بھی دوبارہ حرکت میں آ گئی۔ اب اس میں صرف ڈرائیور تھا۔ چونکہ تم نے حکم دے



رکھا تھا کہ ان سب کو زندہ پکڑنا ہے اس لئے میں نے اس وقت جب یہ جیپ ایک موڑ کے پاس پہنچی اس پر قریبی ماسٹر پوائنٹ سے نہ صرف فائر کر دیا بلکہ ساتھ ہی ماسٹر پوائنٹ میں موجود ڈبل ایکشن سٹاپر کو بھی آن کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جیپ کا انجن نہ صرف خودبخود بند ہو گیا بلکہ جیپ بھی رک گئی۔ میرے ماسٹر پوائنٹ فائر کرنے کے ساتھ ہی دوسرے ماسٹر پوائنٹس سے باقی افراد پر بھی فائرنگ کر دی گئی اور چونکہ یہ ماسٹر پوائنٹس کافی تعداد میں تھے اور اس انداز میں نصب کئے گئے تھے کہ کوئی بھی نہ بچ سکتا تھا اس لئے وہ سب ہی گیس سے بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ گیس کے اثرات ختم ہونے پر ہم نے انہیں اٹھایا اور پھر ان کی جیپ کو بھی سٹاپر کے اثرات سے فری کر کے انہیں جیپ میں ڈال کر سپیشل پوائنٹ پر پہنچ گئے۔ یہاں ڈاکر نے میرے حکم پر انہیں پہلے راڈز والی کرسیوں میں جکڑ دیا اور پھر ان سب کو طویل بے ہوشی کے انجکشن میں نے اپنی نگرانی میں لگوائے تاکہ یہ اچانک ہوش میں نہ آ جائیں۔ اس کے بعد میں نے اپنے سامنے ڈاکر کے ذریعے باری باری ان سب کا سپیشل میک اپ واشر سے میک اپ واش کروایا لیکن ان میں سے کسی کا بھی میک اپ واش نہ ہوا۔ اب کہو تو انہیں گولیاں مار کر ہلاک کر دوں یا کیا کروں''...... ڈورا نے تیز تیز لہجے میں پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''میں خود آ رہا ہوں۔ میرے آنے تک تم نے کچھ نہیں کرنا''۔

ڈان نے کہا۔

''ٹھیک ہے آ جاؤ اور اگر تم کہو تو ہم انہی پہاڑیوں پر چلے جائیں''...... ڈورا نے کہا۔

''اب وہاں جا کر کیا کرو گی''...... ڈان نے کہا۔

''ہو سکتا ہے ڈرفن میں ان کی دو ٹیمیں ہوں۔ ایک یہ ہو اور دوسری کوئی اور۔ اور اب وہ دوسری ٹیم وہاں پہنچ جائے۔ اس خیال کے تحت میں جینٹ اور ایمی کو وہاں چھوڑ آئی ہوں۔ تمام آلات بھی وہاں ابھی تک نصب ہیں''...... ڈورا نے کہا۔

''تو تم صرف نورما کو ساتھ لے کر آئی ہو یہاں سپیشل پوائنٹ پر''...... ڈان نے کہا۔

''ہاں۔ کیوں''...... ڈورا نے چونک کر پوچھا۔

''پھر تم فوراً وہاں پہنچو۔ وہ دونوں شاید وہاں دوسری ٹیم کو نہ سنبھال سکیں۔ میں سپیشل پوائنٹ پر آ رہا ہوں۔ میرے ذہن میں ان کی چیکنگ کے چند طریقے ہیں۔ میں چیکنگ کرنے کے بعد انہیں اسی بے ہوشی کے دوران ہلاک کر دوں گا اور پھر تمہیں ٹرانسمیٹر پر اطلاع بھی دے دوں گا''...... ڈان نے کہا۔

''اوکے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈان نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر یکے بعد دیگرے تین بٹن پریس کر دیئے۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے ہمفرے کی آواز سنائی دی۔



''ہمفرے۔ میں سپیشل پوائنٹ پر جا رہا ہوں۔ تم پورے گروپ کو الرٹ کر دو۔ کسی قسم کی کوتاہی ناقابل برداشت ہو گی اور کوئی اہم اطلاع آئے تو مجھے وہیں سپیشل پوائنٹ پر ہی رنگ کر لینا''۔ ڈان نے کہا۔

''یس باس۔ لیکن کیا مس ڈورا ناکام رہی ہے''...... ہمفرے نے کہا۔

''نہیں۔ اس کے گروپ نے اپنا مشن تو کامیابی سے مکمل کر لیا ہے لیکن یہ شاید ہمارے مطلوبہ افراد نہیں ہیں۔ اب میں وہاں جا کر انہیں مزید چیک کروں گا اور پھر انہیں ہلاک کر کے ان کی لاشیں برقی بھٹی میں ڈلوا دوں گا''...... ڈان نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈان نے رسیور رکھ دیا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیز رفتاری سے اس علاقے کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جہاں اس نے سپیشل پوائنٹ بنا رکھا تھا۔ یہ ایک رہائشی کوٹھی تھی۔ یہاں اس نے ایک ہال کمرے میں دس کے قریب خصوصی راڈز والی کرسیاں منگوا کر فرش پر نصب کرائی تھیں۔ وہاں انتہائی جدید ترین میک اپ واشر اور ایسے دوسرے انتظامات تھے۔ اس سپیشل پوائنٹ کا انچارج ڈاکر تھا۔ اس کے گروپ کا ایک فرد جو ٹارچنگ آلات کا خصوصی ماہر سمجھا جاتا تھا۔

عمران کی آنکھیں کھلیں تو چند لمحوں تک تو اس کا ذہن منجمد سا رہا لیکن پھر یکلخت جس طرح بجلی چمکتی ہے اس طرح اس کے ذہن میں بے ہوش ہونے سے پہلے کے تمام حالات فلمی مناظر کی طرح گھوم گئے اور اس کے ساتھ ہی وہ بے اختیار چونک پڑا۔ وہ حیرت سے اپنے آپ کو دیکھنے لگا۔ وہ اس وقت ایک کرسی پر راڈز میں جکڑا ہوا تھا لیکن وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا تھا کہ راڈز اس کے جسم سے خاصے کھلے تھے۔ گو اس نے ایک نظر میں چیک کر لیا تھا کہ یہ راڈز سپیشل قسم کے ہیں اور انہیں کسی بھی آدمی کے جسم کے مطابق ایڈجسٹ کیا جا سکتا تھا۔ یعنی بھاری جسم کے آدمی کے لئے راڈز مزید کھولے جا سکتے تھے اور دبلے پتلے جسم کے آدمی کے لئے انہیں تنگ کیا جا سکتا تھا لیکن یہ راڈز عمران کے جسم کی مناسب سے کافی کھلے تھے لیکن انہیں ایڈجسٹ کر کے تنگ نہ کیا گیا تھا۔



عمران نے نظریں گھمائیں تو اس کے ساتھی اس کی طرح کرسیوں پر راڈز میں جکڑے ہوئے تھے لیکن سب کے راڈز ان کے جسموں کی مناسب سے کافی کھلے تھے۔ حتیٰ کہ جولیا جس کرسی پر موجود تھی اس کے راڈز تو اس قدر کھلے تھے کہ جولیا ہوش میں آ کر بڑے اطمینان سے اٹھ کر راڈز سے باہر نکل سکتی تھی لیکن سب ساتھیوں کی گردنیں اور جسم لٹکے ہوئے تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ بے ہوش تھے۔ عمران اپنے آپ کو صحیح سلامت اور زندہ دیکھ کر حیران تھا اور اس نے دل ہی دل میں اللہ کا شکر ادا کرنا شروع کر دیا کیونکہ اسے یاد آ گیا تھا کہ جب وہ بے ہوش ہوا تھا تو چلتی ہوئی جیپ کس پوزیشن میں تھی۔ اس کو ابھی تک واقعی یہ بات سمجھ میں نہ آ رہی تھی کہ وہ کیسے اس انداز میں بچ گیا کہ جسم میں ٹوٹ پھوٹ تو ایک طرف اسے کوئی معمولی سی خراش تک نہ آئی تھی۔ کمرہ خالی تھا اور کمرے کا اکلوتا دروازہ بھی بند تھا۔ عمران نے دونوں بازو راڈز سے باہر نکالے اور پھر راڈز پر ہاتھ رکھ کر اس نے اپنے جسم کو اوپر اٹھایا اور دوسرے لمحے قلابازی کھا کر ایک جھٹکے سے کرسی کے سامنے فرش پر آزاد حالت میں کھڑا تھا۔ اس نے اپنی جیبیں ٹٹولیں لیکن جیبیں مکمل طور پر خالی تھیں حتیٰ کہ اس کی کلائی پر موجود گھڑی بھی غائب تھی۔ وہ مڑ کر دروازے کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ اسے باہر سے قدموں کی تیز آوازیں دروازے کی طرف آتی سنائی دیں۔ قدموں کی آوازوں سے صاف محسوس ہو رہا تھا کہ آنے

والے دو افراد ہیں۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور دروازے کے ساتھ دیوار سے پشت لگا کر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ قدموں کی آوازیں بتا رہی تھیں کہ دوسرا آدمی بھی اس کے پیچھے اندر آ رہا تھا۔

''ارے یہ کیا''...... پہلے اندر آنے والے نے کہا۔ اس کی نظریں ظاہر ہے اس کرسی پر جمی ہوئی تھیں جس پر عمران کو جکڑا گیا تھا اور جواب اسے خالی نظر آ رہی تھی۔

''کیا ہوا ڈاکر''...... اس کے عقب میں ایک بھاری آواز سنائی دی۔ اسی لمحے عمران حرکت میں آ گیا کیونکہ بہرحال وہ دو تھے اور ظاہر ہے ان کے پاس اسلحہ بھی تھا۔ عمران نے آگے موجود آدمی جسے ڈاکر کہا گیا تھا، کی گردن میں یکلخت ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے وہ آدمی چیختا ہوا فضا میں قلابازی کھا کر ایک دھماکے سے فرش پر جا گرا جبکہ دوسرا آدمی جو اس دوران اس کی جگہ پر پہنچ گیا تھا کے سنبھلنے سے پہلے ہی عمران نے یکلخت اسے بازو سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے اپنے سینے سے لگا لیا۔ یہ خاصا تنومند اور ورزشی جسم کا آدمی تھا۔ عمران نے ایک بازو اس کی گردن میں ڈال دیا تھا اور دوسرا اس کی کمر میں اور دوسرے لمحے اسے دھکیلتے ہوئے آگے کی طرف آ گیا لیکن اس سے پہلے کہ عمران گردن والے بازو کو مخصوص انداز میں جھٹکا دے کر اسے بے ہوش کرتا۔ اچانک اس آدمی کی دونوں کہنیاں پوری قوت سے عمران کے پہلوؤں پر اس انداز میں



پڑیں کہ عمران کی گرفت اس پر ختم ہو گئی اور عمران لڑکھڑاتا ہوا دو قدم پیچھے دیوار سے جا لگا۔

عمران کو ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا تھا جیسے اس کا سانس رک گیا ہو اور عمران کے پیچھے ہٹتے ہی اس آدمی نے بجلی کی سی تیزی سے گھوم کر پوری قوت سے عمران کے سینے پر زوردار مکا مارنے کی کوشش کی لیکن ایک لمحے میں ہی عمران سنبھل چکا تھا۔ وہ یکلخت خالی ہوتی ہوئی ریت کی بوری کی طرح نیچے بیٹھ گیا۔ اس آدمی نے عمران کو نیچے بیٹھتا محسوس کر کے اپنا ہاتھ روکنا چاہا لیکن دوسرے لئے وہ فضا میں اڑتا ہوا اچھل کر پشت کے بل فرش پر ایک دھماکے سے جا گرا۔ عمران نے نیچے بیٹھتے ہی یکلخت اچھل کر اسے دونوں ہاتھوں سے ایک زوردار جھٹکا دے کر پیچھے کی طرف اچھال دیا تھا۔ اسے اچھال کر عمران بجلی کی سی تیزی سے اس کی طرف بڑھا تاکہ اس کے اٹھنے سے پہلے ہی اسے بے کار کر دے لیکن وہ آدمی بہرحال عمران کی توقع سے کہیں زیادہ تیز، پھرتیلا اور لڑائی کے فن میں ماہر تھا۔ ابھی عمران اس کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اس کا جسم فضا میں اچھل کر کسی پھرکی کی طرح گھوما اور عمران کے پہلو پر اس کی گھومتی ہوئی لات اس قدر بھرپور انداز میں پڑی کہ عمران جیسا شخص بھی ضرب کھا کر اڑتا ہوا دیوار سے ایک دھماکے سے جا ٹکرایا۔

عمران دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرا ہی تھا کہ وہ آدمی انتہائی حیرت

انگیز انداز میں قلابازی کھا کر عمران کے قریب فرش پر اس انداز میں گرا کہ اس کی دونوں ٹانگیں پوری قوت سے عمران کی ناف پر لگیں اور عمران کے منہ سے بے اختیار اوہ کی آواز نکل گئی۔ اس آدمی نے پہلی ضرب لگاتے ہی دونوں ٹانگیں ایک بار پھر اٹھائیں تاکہ دوبارہ ضرب لگا سکے اور اگر دوسری بھرپور ضرب عمران کو لگ جاتی تو عمران یقیناً ناکارہ ہو جاتا لیکن اس کے اس طرح دونوں ٹانگیں اٹھا کر عمران کے سینے پر مارنا شاید اس کی اس لڑائی میں پہلی غلطی تھی یا اس کے مقابل عمران تھا جو پہلی بھرپور ضرب کھانے کے باوجود سنبھل گیا تھا۔ البتہ ضرب کھاتے ہی عمران کا اوپر کا جسم اس طرح اوپر کو اٹھا کہ اس کی دونوں ٹانگیں سیدھی ہو گئیں اور عین اسی وقت اس آدمی نے ایک بار پھر دونوں ٹانگیں اوپر اٹھا کر عمران کو دوسری ضرب لگانے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے عمران کا جسم بجلی سے بھی زیادہ تیزی سے مڑا اور اس کے ساتھ ہی کمرہ اس آدمی کے حلق سے نکلنے والی گھٹی گھٹی چیخ اور اس کی ریڑھ کی ہڈی کے مہرے ٹھسکنے کی آواز سے گونج اٹھا۔

عمران اس کی اوپر کو اٹھتی ہوئی دونوں ٹانگوں کو دھکیلتا ہوا ایک زور دار جھٹکے سے آگے کو جھکتا چلا گیا اور اس سے پہلے کہ وہ آدمی سنبھلتا عمران نے اس کی دونوں ٹانگیں اس کے سر کے پیچھے فرش پر لگا کر اپنے جسم کا پورا وزن اس کی مڑی ہوئی ٹانگوں پر ڈال کر ایک زوردار جھٹکا دیا تھا اور اسی جھٹکے کا نتیجہ تھا کہ اس کے منہ سے گھٹی



گھٹی چیخ بھی نکلی تھی اور اس کے ساتھ ہی اس کی ریڑھ کی ہڈی کے مہرے ٹھسکنے کی آواز بھی سنائی دی تھی اور یہ آواز سنتے ہی عمران کے جسم نے قلابازی کھائی اور اس کا جسم فضا میں گھومتا ہوا ایک دھماکے سے اس آدمی کے سر کے پیچھے فرش پر سیدھا جا گرا جبکہ اس آدمی کی دونوں مڑی ہوئی ٹانگیں واپس فرش پر ایک دھماکے سے گریں۔ وہ آدمی ایک لمحے کے لئے معمولی سا تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا جبکہ عمران فرش پر پشت کے بل پڑا اس انداز میں لمبے لمبے سانس لے رہا تھا جیسے میلوں دور سے دوڑتا ہوا آ رہا ہو۔ اس کے پیٹ میں شدید اینٹھن سی ہو رہی تھی اور یہ اس ضرب کا نتیجہ تھا جو اس آدمی نے اس کی ناف پر دونوں ٹانگوں کی مدد سے لگائی تھی۔

چند لمحوں بعد جب یہ اینٹھن ختم ہو گئی تو عمران کا جسم سمٹا اور پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اب فرش پر وہ دونوں آدمی بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے۔ پہلا آدمی ڈاکر ابھی تک ویسے ہی بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا جس حالت میں عمران کی ضرب کھا کر وہ گرا تھا اور عمران جانتا تھا کہ وہ اب تک مر چکا ہو گا کیونکہ عمران نے اسے گردن سے پکڑ کر اس انداز میں اچھالا تھا کہ اس کی گردن میں بل آ گیا تھا اور چونکہ اس کے اس بل کو فوری طور پر درست نہیں کیا گیا تھا اس لئے وہ سانس گھٹ جانے کی وجہ سے اب تک ہلاک ہو چکا تھا۔ عمران اٹھ کر کھڑے ہوتے ہی مڑا اور اس نے جھک کر اس آدمی جس سے اس کی انتہائی خوفناک فائٹ

ہوئی تھی، کے سینے پر ہاتھ رکھ دیا۔ دوسرے لمحے وہ ایک بار پھر سیدھا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ یہ آدمی صرف بے ہوش تھا اور اس کے دل کی دھڑکن بتا رہی تھی کہ وہ جلد ہی ہوش میں آ سکتا ہے لیکن عمران جانتا تھا کہ ہوش میں آنے کے باوجود یہ آدمی اس وقت تک حرکت میں نہ آ سکتا تھا جب تک اس کی ریڑھ کی ہڈی کے مہروں کو ایڈجسٹ نہ کر دیا جائے۔ اس نے ایک بار پھر جھک کر اس آدمی کو بازو سے پکڑ کر گھسیٹا اور پھر اس کرسی کے قریب لے جا کر جہاں پہلے وہ خود بیٹھا ہوا تھا ڈال دیا اور پھر مڑ کر وہ دروازے کے ساتھ دیوار میں نصب سوئچ کی طرف بڑھ گیا جہاں سرخ رنگ کے بٹنوں کی دو قطاریں بھی موجود تھیں اور ہر بٹن کے نیچے ڈیمر نما ایسے ایڈجسٹر موجود تھے جیسے موجودہ دور میں بجلی کے پنکھوں کے ہوتے ہیں کہ چھوٹی سی ابھری ہوئی گول ناب ہوتی ہے جو سائیڈ پر گھماتے ہی پنکھے کی رفتار کم یا زیادہ کی جا سکتی ہے اور ان نابوں سے کرسیوں کے راڈز کو تنگ یا کھلا کیا جا سکتا تھا۔ البتہ راڈز کے ظاہر کرنے یا یکسر غائب کرنے کے لئے بٹن موجود تھے۔

عمران نے ایک بٹن آف کیا تو کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی اس کرسی کے راڈز اس کی پشت کی سیٹ میں غائب ہو گئے جس پر پہلے عمران بیٹھا ہوا تھا اور جس کے ساتھ وہ بے ہوش آدمی پڑا ہوا تھا جس نے عمران کے ساتھ فائٹ کی تھی۔ عمران مڑا اور پھر کرسی



کے قریب جا کر اس نے جھک کر اس آدمی کو اٹھایا اور اسے کرسی پر ڈال کر اس طرح ایڈجسٹ کر دیا کہ وہ راڈز کے بغیر بھی کرسی سے نیچے نہ گر سکے اور پھر واپس جا کر اس نے وہی بٹن دوبارہ آن کر دیا اور اس کے ساتھ ہی راڈز ایک بار پھر نمودار ہو گئے۔ پھر عمران نے اس کے ساتھ ہی اس بٹن کے نیچے موجود ابھری ہوئی گول ناب کو انگوٹھے اور انگلی مدد سے آہستہ آہستہ سائیڈ پر گھمانا شروع کر دیا اور جیسے جیسے وہ اس ناب کو گھما رہا تھا ویسے ویسے ہی اس آدمی کے گرد موجود راڈز آہستہ آہستہ تنگ ہوتے جا رہے تھے اور جب عمران نے محسوس کیا کہ اب مزید راڈز تنگ کرنے سے راڈز اس آدمی کے جسم میں گھس سکتے ہیں تو اس نے ہاتھ ہٹایا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر اس آدمی کو چیک کرنا شروع کر دیا جسے ڈاکر کہہ کر اس دوسرے آدمی نے اسے پکارا تھا۔ وہ آدمی واقعی سانس رک جانے کی وجہ سے مر چکا تھا۔

عمران نے اس کی جیبوں کی تلاشی لی تو اس کی ایک جیب سے اسے مشین پسٹل مل گیا۔ عمران نے وہ مشین پسٹل نکالا اور مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اسے محسوس ہو گیا تھا کہ اب تک کسی کے اندر نہ آنے کا مطلب یہی ہو سکتا تھا کہ یہاں ان دونوں کے علاوہ اور کوئی آدمی موجود نہیں ہے لیکن پھر بھی اس نے چیکنگ کرنا ضروری سمجھا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ پوری کوٹھی کا راؤنڈ لگانے کے بعد واپس اس کمرے میں آ گیا جہاں اس کے ساتھی موجود تھے۔

اس کے ساتھی ابھی تک بے ہوش تھے۔ عمران نے ایک سائیڈ پر موجود الماری کھول کر چیک کی تو اس کے نچلے خانے میں پانی کی بوتلیں موجود تھیں۔ اس نے ایک بوتل اٹھائی اور پھر صفدر کے قریب آ کر اس نے بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور ایک ہاتھ سے صفدر کے جبڑے بھینچ کر اس کا منہ کھولا اور بوتل کا دہانہ اس کے کھلے ہوئے منہ میں ڈال کر اس نے بوتل کو اوپر کی طرف اٹھایا اور پھر جیسے ہی پانی صفدر کے حلق سے نیچے اترا چند لمحوں بعد ہی صفدر کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونا شروع ہو گئے۔ عمران نے بوتل ہٹائی اور پھر اس کا ڈھکن لگا کر اس نے اسے نیچے فرش پر رکھا اور دروازے کے ساتھ دیوار پر نصب سوئچ بورڈ کے قریب بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد صفدر نے آنکھیں کھول دیں اور اس کا جسم تن سا گیا۔

''صفدر ہوش میں آؤ''...... عمران نے اونچی آواز میں کہا تو صفدر کی کھلی ہوئی آنکھوں میں یکلخت شعور کی چمک ابھر آئی۔

''عمران صاحب۔ یہ کیا ہے''...... صفدر کے منہ سے بے اختیار نکلا اور اسی لمحے عمران نے راڈز والا بٹن آف کر دیا تو کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی صفدر کے جسم کے گرد موجود راڈز غائب ہو گئے اور عمران ایک سائیڈ پر پڑی ہوئی ایک کرسی کی طرف بڑھ گیا جبکہ صفدر اب اٹھ کر حیرت بھری نظروں سے اس آدمی کو دیکھ رہا تھا۔

''پہلے باقی ساتھیوں کو ہوش میں لے آؤ پھر بات ہو گی''۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے صفدر کو بتا دیا کہ سب کے منہ میں



پانی ڈال کر انہیں ہوش میں لایا جا سکتا ہے تو صفدر سر ہلاتا ہوا تیزی سے اس کام میں مصروف ہو گیا جبکہ عمران کرسی پر خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے جسم میں گو پہلے جیسی اینٹھن تو نہ ہو رہی تھی لیکن بہرحال کچھ نہ کچھ تکلیف ابھی باقی تھی۔ پھر اچانک عمران کو یوں محسوس ہوا کہ جیسے اس کا سانس رکنے لگ گیا ہو۔

''صفدر۔ پانی دو''...... عمران نے گھٹے گھٹے لہجے میں کہا تو صفدر جو اب سب سے آخر میں موجود جولیا کے منہ میں پانی ڈال رہا تھا ایک جھٹکے سے پانی کی بوتل اٹھائے عمران کی طرف دوڑ پڑا۔

''عمران صاحب۔ عمران صاحب۔ آپ کو کیا ہو رہا ہے۔ آپ تو ہلدی کی طرح زرد ہو رہے ہیں''...... صفدر نے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس نے تیزی سے عمران کے منہ میں پانی کی بوتل کا دہانہ گھسیڑ دیا۔ عمران کو بھی یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے لمحہ بہ لمحہ اس کا ذہن تاریک پڑتا جا رہا ہو لیکن پانی نے واقعی آب حیات کا کام دیا اور جیسے ہی پانی عمران کے حلق سے نیچے اترا عمران کا تاریک پڑا ہوا ذہن دوبارہ روشن ہونا شروع ہو گیا۔ کچھ دیر بعد عمران نے بوتل ہٹا دی۔

''بس اب ٹھیک ہے''...... عمران نے زور زور سے سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اب آپ کا رنگ نارمل ہو گیا ہے۔ کیا ہوا ہے۔ کیا کوئی شدید چوٹ لگ گئی ہے''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں

کہا۔

''ہاں۔ میرا خیال ہے کہ گردوں پر مخصوص انداز کی ضرب لگی ہے۔ بہرحال اب ٹھیک ہوں''...... عمران نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد جب ایک ایک کر کے سب نہ صرف ہوش میں آ گئے بلکہ صفدر نے عمران کی ہدایات کے مطابق انہیں راڈز سے بھی رہائی دلوا دی تو وہ سب عمران کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ صفدر نے انہیں عمران کی حالت کے بارے میں بتا دیا تھا۔

''کیا ہوا تھا۔ تمہیں کیا ہوا تھا''...... جولیا نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

''کچھ نہیں۔ کافی طویل عرصے بعد ایک اچھے فائٹر سے فائٹ کرنے کا موقع ملا تھا اور اسے مجھے انتہائی خوفناک ضرب لگانے کا موقع مل گیا تھا جس کی وجہ سے تکلیف ہوئی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اپنے ہوش میں آنے سے لے کر صفدر کو ہوش دلانے تک کی پوری تفصیل سب ساتھیوں کے اصرار پر بتا دی۔

''یہ دونوں ہیں کون''...... جولیا نے کہا۔

''معلوم نہیں۔ اب یہ خود ہی بتائیں گے۔ جولیا تم کرسی لے کر میرے ساتھ بیٹھ جاؤ۔ باقی ساتھی باہر پہرہ دیں گے۔ یہاں ایک کمرے میں ہمارا سامان بھی موجود ہے اور ہماری جیپ بھی کوٹھی کے گیراج میں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ وہی ڈان گروپ ہو اس لئے



کسی بھی لمحے کوئی آ سکتا ہے۔ تم سب پوری طرح ہوشیار اور چوکنا رہو''...... عمران نے کہا۔

''اگر کسی کا فون آ گیا تو''...... صفدر نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ میں نے اس آدمی کی آواز تو سنی ہے لیکن نجانے اس کا نام کیا ہے۔ بہرحال فون تم یہاں میرے پاس رکھ دو''۔ عمران نے کہا تو صفدر اور باقی ساتھی سر ہلاتے ہوئے کمرے سے باہر چلے گئے جبکہ جولیا ایک سائیڈ پر پڑی ہوئی خالی کرسی اٹھا کر لے آئی اور عمران کے قریب لا کر اس نے اسے رکھ دیا۔

''اب تم پوری طرح ٹھیک ہو نا''...... جولیا نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں ٹھیک ہوں''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھا اور سامنے موجود آدمی کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے قریب جا کر دونوں ہاتھوں سے اس کی ناک اور منہ بند کر دیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور صفدر ایک فون پیس اٹھائے اندر داخل ہوا پھر وہ تیسری خالی کرسی اٹھا لایا اور اسے عمران کی کرسی کی سائیڈ پر رکھ کر اس نے اس پر فون پیس رکھا اور پھر فون کا سلسلہ سائیڈ پر دیوار میں موجود فون ساکٹ کے ساتھ جوڑ کر وہ واپس چلا گیا۔ اس دوران اس آدمی کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونا شروع ہو گئے تو عمران پیچھے ہٹا اور واپس اپنی کرسی پر جا کر بیٹھ گیا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور پھر ٹون چیک کر کے اس

نے رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے اس آدمی ۔کے منہ سے کراہ نکلی اور اس
کے ساتھ ہی اس کے جسم میں تیز حرکت سی پیدا ہوئی لیکن یہ حرکت
صرف اوپر والے جسم تک ہی محدود رہی۔ اس کی دونوں ٹانگیں قطعی
طور پر بے حس و حرکت رہیں اور اس کے چہرے پر یکلخت شدید
تکلیف کے تاثرات ابھر آئے اور اس کے ساتھ ہی وہ مکمل طور پر
ہوش میں آ گیا۔

''تم۔تم کون ہو۔تم نے مجھے کیسے بے کار کر دیا۔ مجھے جسے
بڑے سے بڑا لڑاکا آج تک انگلی نہیں لگا سکا۔کون ہوتم''...... اس
آدمی نے حیرت،نفرت اور غصے کے ملے جلے لہجے میں کہا۔

''تعارف کا درست انداز یہ ہوتا ہے کہ تعارف طلب کرنے والا
پہلے اپنا تعارف کراتا ہے''......عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔تم عمران تو نہیں ہو۔لیکن تم تو گیس سے بے ہوش
ہوئے تھے اور پھرتم سب کو طویل بے ہوشی کے انجکشن بھی لگائے
گئے تھے مگر اس کے باوجود نہ صرف تم ہوش میں آ گئے بلکہ تم ان
راڈز کی گرفت سے بھی آزاد ہو گئے۔ میرے اور ڈاکر کے تصور
میں بھی نہ آ سکتا تھا اس لئے ہم اطمینان بھرے انداز میں اندر
داخل ہوئے تھے۔ پھر یہ سب کیسے ہوگیا۔ایسا تو ناممکن ہے''۔ اس
آدمی نے اپنے آپ سے باتیں کرنے کے انداز میں کہا۔ وہ خود
ہی سوال کر رہا تھا اور خود ہی جواب دے رہا تھا۔

''اس کا مطلب ہے کہ تم ڈان ہو۔ سالوس کے سپر ایکشن



گروپ کے چیف۔۔ ویسے اب میں تمہیں پہچان گیا ہوں۔ طویل
عرصہ پہلے تم میرے ساتھ ایک بین الاقوامی مشن میں کام کر چکے
ہو۔ میرے لاشعور میں تمہارا چہرہ موجود تھا لیکن شعور میں نہ آ رہا
تھا''......عمران نے کہا۔

''ہاں۔ میں ڈان ہوں لیکن تم نے یہ سب کیسے کیا۔تم نے مجھے
جس انداز میں بیکار کیا ہے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ تم تو
خوفناک ضرب کھا کر بے کار ہو چکے تھے لیکن اس کے باوجود
تمہارے جسم نے تیزی سے حرکت کی اور تم نے مجھے سپر کراس لگا
کر بے کار کر دیا۔ مجھے تو اس پر یقین ہی نہیں آ رہا''...... ڈان کا
ذہن ابھی تک حیرت کے سمندر میں غوطے کھا رہا تھا اور اس کی
واضح وجہ بھی تھی کیونکہ جس انداز میں عمران نے دفاع کیا تھا وہ
سوائے عمران کے اور شاید کوئی کر بھی نہ سکتا۔

''میں تو کیا میرا کوئی بھی ساتھی اگر تم سے لڑتا تو شاید مجھ سے
زیادہ جلدی تمہیں بے کار کر دیتا''......عمران نے کہا۔

''میں نے تو تمہارے گردوں پر مخصوص ضرب لگائی تھی۔ اس
خوفناک ضرب کے بعد تو بڑے سے بڑا فائٹر بھی ختم ہو جاتا ہے''۔
ڈان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ مجھے اعتراف ہے کہ تم نے ایسی ہی ضرب لگائی تھی
لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے بچا لیا''...... عمران نے
جواب دیا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران اور جولیا کے ساتھ

ساتھ ڈان بھی چونک پڑا۔

''اس کے منہ میں رومال ڈال دو''...... عمران نے جولیا سے کہا اور جولیا اٹھ کر بجلی کی سی تیزی سے ڈان کی طرف بڑھ گئی۔ ادھر گھنٹی مسلسل وقفے وقفے سے بج رہی تھی لیکن عمران نے اس وقت تک رسیور نہ اٹھایا جب تک جولیا نے ڈان کے منہ میں رومال نہ ڈال دیا۔

''لیں''...... عمران نے رسیور اٹھا کر ڈان کے لہجے میں کہا۔

''ہمفرے بول رہا ہوں۔ ہیڈکوارٹر سے۔ باس سے بات کراؤ''۔ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ اس نے خود ہی اندازہ لگا لیا تھا کہ فون ڈاکر نے اٹھایا ہے۔

''میں ڈان بول رہا ہوں ہمفرے۔ کیا بات ہے''...... عمران نے ڈان کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا تو ڈان کے چہرے پر جیسے زلزلہ سا آ گیا۔ اس کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں اور چہرے کے اعصاب اس طرح لرزنے لگے جیسے ان میں طاقتور بجلی کا کرنٹ دوڑ رہا ہو۔ اس کے شاید تصور میں بھی نہ تھا کہ عمران اس کی آواز اور لہجے کی اس حد تک کامیاب نقل کر لے گا کہ ہمفرے بھی اسے نہ پہچان سکے گا۔

''باس۔ آپ سپیشل پوائنٹ پر جاتے ہوئے ٹرانسمیٹر ساتھ نہیں لے گئے تھے۔ مس ڈورا کے پاس ٹرانسمیٹر ہے۔ فون نہیں اس لئے اس نے مجھے یہاں ہیڈکوارٹر کال کیا ہے کہ میں آپ سے معلوم کر



کے اسے بتاؤں کہ جس گروپ کو وہ سپیشل پوائنٹ پر چھوڑ کر آئی تھی اس کا کیا ہوا''...... دوسری طرف سے ہمفرے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اسے کہہ دو کہ وہ ہلاک کئے جا چکے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''کیا ان کا میک اپ واش ہو گیا تھا۔ کیا وہ پاکیشیائی ایجنٹ تھے یا پھر ایکریمین تھے۔ مس ڈورا تو کہہ رہی تھی کہ ان کے میک اپ واش نہیں ہو سکے تھے اس لئے آپ کو خود وہاں جانا پڑا تھا''۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران ساری بات سمجھ گیا۔

''میک واش ہو چکے ہیں۔ وہ پاکیشیائی ایجنٹ ہی تھے۔ ڈورا سے کہو کہ وہ سپیشل پوائنٹ پر پہنچ جائے''...... عمران نے کہا۔

''کیا وہ اکیلی آئے یا اس کا گروپ بھی آئے''...... ہمفرے نے پوچھا۔

''فی الحال وہ اکیلی ہی آئے لیکن جلدی''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''لیں باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

''تم باہر جا کر ساتھیوں کو کہہ دو کہ ڈورا آ رہی ہے وہ محتاط رہیں اور اسے بے ہوش کر کے یہاں لے آئیں''...... عمران نے رسیور رکھ کر ساتھ بیٹھی ہوئی جولیا سے مخاطب ہو کر کہا تو جولیا سر ہلاتی ہوئی اٹھی اور تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے سے باہر چلی گئی اور

عمران نے اٹھ کر سامنے بیٹھے ہوئے ڈان کے منہ سے رومال کھینچ لیا تو ڈان نے بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے۔ عمران واپس اپنی کرسی پر آ کر بیٹھ گیا تھا۔

''اب تم بتاؤ ڈان کہ تمہارا ہیڈکوارٹر کہاں ہے''...... عمران نے کہا۔

''تم انتہائی حیرت انگیز آدمی ہو۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ کوئی میری آواز اور لہجے کی اس حد تک کامیاب نقل بھی کر سکتا ہے۔ اگر میں نے خود اپنی آنکھوں سے یہ سب کچھ نہ دیکھا ہوتا اور اپنے کانوں سے نہ سنا ہوتا تو میں مر کر بھی اس بات پر یقین نہ کرتا''...... ڈان نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ معمولی باتیں ہیں ڈان۔ جو میں نے پوچھا ہے اس کا جواب دو''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''پہلے تم بتاؤ کہ تم تو گیس سے بے ہوش تھے اور پھر تمہیں طویل بے ہوشی کا انجکشن بھی لگایا گیا تھا تاکہ تم طویل عرصے تک ہوش میں نہ آ سکو لیکن تم نہ صرف خودبخود ہوش میں آ گئے بلکہ تم نے راڈز کی گرفت سے بھی آزادی حاصل کر لی۔ یہ سب کیسے ہو گیا۔ کیا تم جادوگر ہو''...... ڈان نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

''کچھ زیادہ جاننے والے کو بھی جادوگر کہا جاتا ہے مسٹر ڈان۔ بے ہوش کر دینے والی گیس کی کیمیائی ماہیت سے تم واقف نہیں



ہو۔ میں واقف ہوں۔ اس گیس کے اثرات کے دوران اگر طویل بے ہوشی کا انجکشن لگا دیا جائے تو نہ صرف گیس کے اثرات ختم ہو جاتے ہیں بلکہ طویل بے ہوشی کے انجکشن کا بھی اثر زائل ہو جاتا ہے۔ ایک لحاظ سے یہ انجکشن لگا کر تم نے ہمیں ہوش میں لے آنے کی راہ خود ہموار کر دی۔ باقی کام میری ذہنی مشقوں نے کر دیا اور میں اپنے ساتھیوں سے پہلے ہوش میں آ گیا۔ اب رہ گئی بات راڈز سے چھٹکارہ حاصل کرنے کی تو تمہارے آدمی ڈاکر کا چونکہ خیال تھا کہ ہم گیس سے بے ہوش ہیں اور پھر ہمیں طویل بے ہوشی کے انجکشن بھی لگائے جا چکے ہیں اس لئے ہمیں راڈز میں جکڑنا حماقت کے سوا اور کیا ہے لیکن شاید تم نے اسے حکم دے دیا تھا کہ ہمیں راڈز میں جکڑ دیا جائے اس لئے اس نے راڈز تو اوپن کر دیئے لیکن انہیں ہمارے جسموں کے مطابق ایڈجسٹ نہیں کیا اور نہ اس نے اس کی ضرورت سمجھی ہو گی اس لئے میرے جسم پر راڈز کافی کھلے تھے اس لئے میں نے آسانی سے ان سے چھٹکارہ حاصل کر لیا اور یہ پوری تفصیل میں نے اس لئے تمہیں بتا دی ہے تاکہ تم میرے سوالوں کے جواب دے سکو''...... عمران نے کہا۔

''ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم خوش قسمتی کے سہارے بچ نکلے ہو۔ بہرحال اب میری بات غور سے سن لو۔ میں نے زندگی میں پہلی بار فائٹنگ میں کسی سے شکست کھائی ہے اور شکست بھی اس قسم کی کہ میرا نچلا جسم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بے کار ہو گیا ہے اور

یہ بھی سن لو کہ تم نے ابھی میرے سامنے ہمفرے سے جو بات چیت کی ہے اس سے تمہارا خیال ہو گا کہ تم نے ڈورا کو احمق بنا لیا ہے لیکن یہ بتا دوں کہ ڈورا اتنی احمق نہیں ہے جتنی تم نے سمجھ لیا ہے"...... ڈان نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"سنو ڈان۔ تمہاری ریڑھ کی ہڈی کے مہرے صرف کھسکے ہیں ٹوٹے نہیں اس لئے اگر تم مجھ سے تعاون کرو تو میں تمہیں درست بھی کر سکتا ہوں اور یہ بھی بتا دوں کہ میں چاہوں تو تمہارے لاشعور سے سب کچھ خود ہی معلوم کر سکتا ہوں"...... عمران نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں تمہیں کچھ نہیں بتاؤں گا۔ تم سے جو ہو سکتا ہے کر لو۔ یہ میرا آخری اور قطعی فیصلہ ہے"...... ڈان نے کہا۔

"او کے۔ تمہاری مرضی"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکال لیا۔ یہ خنجر اس نے اسی عمارت کی ایک الماری سے نکالا تھا۔

"تم مجھے ہلاک کرنا چاہتے ہو تو کر دو۔ اب تو میں شکست کھا ہی چکا ہوں۔ اب تمہارا جو جی چاہے کرو"...... ڈان نے کہا۔

"میں نے تمہیں ہلاک کرنے کے لئے خنجر نہیں نکالا۔ یہ تم سے پوچھ گچھ میں میری معاونت کرے گا"...... عمران نے کہا۔

"تم جیت گئے۔ میں ہار گیا۔ آج زندگی میں پہلی بار ڈان شکست کھا گیا ہے اس لئے اب مزید کچھ نہیں ہو سکتا"...... ڈان



نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس انداز میں جبڑوں کو بھینچا کہ عمران کرسی سے اٹھ کر بجلی کی سی تیزی سے اس کی طرف بڑھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ کچھ کر سکتا ڈان کے منہ کے کناروں سے نیلے رنگ کا پانی بہنے لگا اور اس کے ساتھ ہی ڈان کے جسم نے تیز جھٹکے کھانے شروع کر دیئے۔

"شکست۔ شکست ناممکن۔ شکست ہو گئی ہے"...... ڈان نے مرتے ہوئے بڑبڑانے کے سے انداز میں کہا اور پھر ایک زور دار جھٹکا کھا کر اس کا جسم ساکت ہو گیا اور آنکھیں بے نور ہو گئیں۔

اسی لمحے جولیا اندر داخل ہوئی۔

"ارے۔ یہ کیا ہوا اسے"...... جولیا نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"شکست برداشت نہیں کر سکا۔ دانتوں میں موجود زہریلا کیپسول چبا کر خودکشی کر لی ہے اس نے"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"جس نے کبھی شکست نہ کھائی ہو اس کے لئے پہلی شکست واقعی ناقابل برداشت ہوتی ہے"...... جولیا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"پھر اب کیا کرنا ہے"...... جولیا نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دوبارہ پوچھا۔

"وہ ڈورا یہاں آئے گی۔ اب اس سے معلومات حاصل کرنا

پڑیں گی'' ...... عمران نے جواب دیا۔

''لیکن اگر وہ نہ آئی تو پھر'' ...... جولیا نے کہا۔

''وہ لازماً آئے گی۔ اسے کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہاں کیا ہوا ہے'' ...... عمران نے جواب دیا۔

''اگر ہمیں ان کے ہیڈکوارٹر کا پتہ چل جاتا تو ہم یہاں ڈورا کا انتظار کرنے کی بجائے وہاں ریڈ کر دیتے تاکہ یہ معاملہ ختم ہو جاتا اور ہم اصل مشن کی طرف توجہ دے سکتے'' ...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ تمہاری بات درست ہے'' ...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''انکوائری پلیز'' ...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''چیف پولیس کمشنر آفس سے سارجنٹ وکٹر بول رہا ہوں''۔ عمران نے لہجے کو پولیس والوں جیسا بناتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ حکم سر'' ...... دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

''ایک فون نمبر نوٹ کریں اور اس نمبر پر جو آخری کال آئی ہے اسے چیک کر کے بتائیں کہ یہ کال کس نمبر سے کی گئی ہے اور وہ نمبر کہاں نصب ہے اور کس کے نام پر نصب ہے'' ...... عمران نے پہلے سے زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ بتائیں'' ...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے



فون پیس کے اوپر والے حصے پر لکھا ہوا فون نمبر دوہرا دیا۔

''یس سر۔ میں معلوم کر کے بتاتی ہوں'' ...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''سنو۔ یہ سارا کام انتہائی رازداری اور ذمہ داری سے ہونا چاہئے۔ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے'' ...... عمران نے کہا۔

''یس سر۔ میں سمجھتی ہوں سر'' ...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ٹھیک ہے۔ میں ہولڈ کر رہا ہوں'' ...... عمران نے کہا اور فون پر خاموشی طاری ہو گئی۔ جولیا خاموش بیٹھی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔

''ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں'' ...... کچھ دیر بعد انکوائری آپریٹر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''یس'' ...... عمران نے خالصتاً پولیس والے لہجے میں کہا۔

''سر۔ یہ نمبر رابرٹ لائن سٹریٹ نمبر آٹھ کی تیسری کوٹھی میں مسٹر جوزف رچرڈ کے نام سے نصب ہے۔ نمبر نوٹ کر لیں''۔ انکوائری آپریٹر نے کہا اور آخر میں اس نے نمبر بھی بتا دیا۔

''کیا تم نے اچھی طرح چیک کیا ہے'' ...... عمران نے پوچھا۔

''یس سر۔ دو بار چیک کیا ہے'' ...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''اوکے۔ اب دوبارہ یہ بتانے کی ضرورت تو نہیں کہ اٹ از اسٹیٹ سیکرٹ'' ...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''نو سر۔ مجھے احساس ہے سر۔ آپ بے فکر رہیں سر''۔ دوسری

طرف سے کہا گیا تو عمران نے بغیر کوئی جواب دیئے کریڈل دبایا اور انکوائری آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ ہمفرے بول رہا ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی تو عمران آواز سنتے ہی پہچان گیا کہ یہ وہی آواز ہے جس نے پہلے یہاں کال کی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ انکوائری آپریٹر نے درست نمبر بتایا تھا۔

''ڈان بول رہا ہوں۔ ڈورا ابھی تک کیوں نہیں پہنچی یہاں''۔ عمران نے اس بار ڈان کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''میں نے اسے بتا دیا تھا باس۔ اگر آپ حکم دیں تو میں اسے دوبارہ ٹرانسمیٹر پر کال کر دوں''...... ہمفرے نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن اسے کہہ دو کہ وہ اب ہیڈکوارٹر آ جائے۔ میں بھی وہیں آ رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

''آؤ۔ اب وہیں چلیں تاکہ یہ معاملہ جلد سے جلد ختم ہو سکے''۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا تو جولیا بھی سر ہلاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔ پھر وہ دونوں اس کمرے سے نکل کر صحن کے ساتھ والے برآمدے میں پہنچ گئے۔ صفدر اور تنویر وہیں موجود تھے جبکہ کیپٹن شکیل اور صدیقی عقبی طرف تھے۔



''صفدر، کیپٹن شکیل اور صدیقی کو بلاؤ۔ اب ہم نے ہیڈکوارٹر پہنچنا ہے''...... عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''کیا اس آدمی نے ہیڈکوارٹر کا پتہ بتا دیا ہے''...... صفدر نے کہا تو عمران نے اسے بتایا کہ ڈان نے کس طرح شکست کھانے کے غم میں دانتوں میں موجود زہریلا کیپسول چبا کر خودکشی کر لی ہے۔

''تو پھر ہیڈکوارٹر کا پتہ کیسے معلوم ہوا''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے اسے تفصیل بتا دی۔

''ٹھیک ہے''...... صفدر نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور عقبی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہاں ان کی جیپ کے ساتھ ساتھ دو اور کاریں بھی موجود تھیں۔ یہ کاریں یقیناً ڈان اوراس کے ساتھیوں کی تھی۔

''ہمیں اس جیپ میں ہی سفر کرنا ہوگا تاکہ ہم وہاں سے پھر گراڈ کالونی والی کوٹھی میں جائیں اور وہاں سے اسلحہ لے کر سیدھے لیبارٹری کی طرف چلے جائیں''...... صدیقی نے کہا تو صفدر نے بھی اس کی حمایت کر دی اور پھر تھوڑی دیر بعد صفدر، کیپٹن شکیل اور صدیقی عقب سے فرنٹ کی طرف آ گئے۔

''اندر سے اپنا سامان اور اسلحہ وغیرہ لے لو۔ ہیڈکوارٹر پر آسانی سے قبضہ نہ ہو سکے گا''...... عمران نے کہا تو سوائے جولیا کے باقی سب اندرونی کمروں کی طرف بڑھ گئے جبکہ عمران جولیا سمیت برآمدے کی سیڑھیاں اتر کر صحن کے آخر میں موجود گیراج کی طرف

بڑھتا چلا گیا جہاں جیپ اور کاریں موجود تھیں۔ جولیا اور عمران ابھی جیپ کے قریب بھی نہ پہنچے تھے کہ یکلخت سٹک سٹک کی آوازیں ان کے عقب میں ابھرنے لگیں اور عمران اور جولیا اچھل کر مڑے ہی تھے کہ دونوں یکلخت لہراتے ہوئے نیچے گر گئے۔ عمران نے تیزی سے تاریک پڑتے ہوئے اپنے ذہن کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی لیکن بے سود۔ اس کا ذہن جیسے یکلخت اندھیرے میں کہیں غائب ہو چکا تھا۔



کار خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی اس کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جہاں سپیشل پوائنٹ بنایا گیا تھا۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر ڈورا موجود تھی۔ سائیڈ سیٹ پر جینٹ اور عقبی سیٹ پر ایمی اور نورما بیٹھی ہوئی تھیں۔ چونکہ اس کالونی کی طرف جاتے ہوئے کئی ون وے راستے میں آتے تھے اس لئے انہیں خاصا لمبا چکر کاٹ کر وہاں پہنچنا تھا۔

''تم نے بے حد کوشش کی تھی ڈورا لیکن میک اپ واش نہیں ہوا تھا۔ پھر ڈان نے کیسے ان کے میک اپ واش کر لئے''...... عقبی سیٹ پر بیٹھی ہوئی نورما نے کہا۔

''ڈان بے حد تجربہ کار ہے نورما۔ وہ ایسے لوگوں کو چیک کرنے کے بے شمار طریقے جانتا ہے''...... ڈورا نے قدرے فخریہ لہجے میں کہا اور سب نے اس طرح اثبات میں سر ہلا دیئے جیسے وہ سب

اس کی بات کی تائید کر رہی ہوں لیکن اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ڈیش بورڈ سے تیز سیٹی کی آواز سنائی دینے لگی تو ڈورا نے ایک جھٹکے سے کار کو سائیڈ پر کرنا شروع کر دیا اور پھر اس نے اسے ایک سائیڈ پر لے جا کر روک دیا۔ سیٹی کی آواز مسلسل سنائی دے رہی تھی۔ ڈیش بورڈ کے سامنے چونکہ جینٹ بیٹھی ہوئی تھی اس لئے جب تک ڈورا کار روکتی جینٹ نے ڈیش بورڈ کھول کر اس میں سے ٹرانسمیٹر باہر نکال لیا۔

''دو مجھے''...... ڈورا نے کہا تو جینٹ نے ٹرانسمیٹر اس کی طرف بڑھا دیا۔ ڈورا نے ٹرانسمیٹر لے کر اس کا بٹن پریس کر دیا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ ہمفرے کالنگ۔ اوور''...... ہمفرے کی آواز سنائی دی تو ڈورا چونک پڑی۔ شاید اس کا خیال تھا کہ کال ڈان کی طرف سے ہو گی۔

''لیں۔ ڈورا اٹنڈنگ یو ہمفرے۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے۔ اوور''...... ڈورا نے کہا۔

''آپ اس وقت کہاں موجود ہیں۔ اوور''...... دوسری طرف سے پوچھا گیا تو ڈورا نے تفصیل بتا دی۔

''ابھی ابھی باس کی کال آئی ہے لیکن مجھے شک ہے کہ معاملات مشکوک ہیں۔ اوور''...... ہمفرے نے کہا۔

''معاملات مشکوک ہیں۔ کیا مطلب۔ اوور''...... ڈورا نے بے اختیار چونک کر پوچھا۔



''مس ڈورا۔ اس بار باس نے خود فون کیا ہے اور یہ تو میں نے چیک کر لیا ہے کہ باس نے فون سپیشل پوائنٹ سے ہی کیا ہے لیکن باس نے اس بار ایک ایسا لفظ بول دیا ہے جس سے انہیں شدید نفرت ہے۔ اوور''...... ہمفرے نے کہا۔

''کھل کر بات کرو ہمفرے۔ یہ تم نے کیا سسپنس پھیلا دیا ہے۔ بات بھی ڈان کر رہا ہے اور بات بھی مشکوک ہے۔ کھل کر بات کرو۔ اوور''...... اس بار ڈورا نے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

''مس ڈورا۔ باس نے مجھے کہا ہے کہ میں آپ کو کہہ دوں کہ آپ ہیڈکوارٹر آ جائیں جبکہ وہ خود بھی ہیڈکوارٹر آ رہے ہیں۔ اوور''...... ہمفرے نے کہا تو ڈورا بے اختیار اچھل پڑی۔

''کیا کہہ رہے ہو۔ کیا ڈان نے ہیڈکوارٹر کا لفظ کہا تھا۔ اوور''۔ ڈورا نے چیختے ہوئے کہا۔

''لیں مس ڈورا اور اسی بات سے مجھے معاملہ مشکوک لگ رہا ہے۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ باس کو لفظ ہیڈکوارٹر سے کس قدر نفرت ہے۔ وہ خود یہ لفظ بولنا تو ایک طرف کسی سے سننا بھی برداشت نہیں کرتے کیونکہ اس لفظ کے ساتھ ان کی انتہائی بھیانک یادیں وابستہ ہیں۔ اس کے باوجود اس کال میں باس نے بڑے مطمئن سے لہجے میں ہیڈکوارٹر کا لفظ استعمال کیا ہے اور اسی بات نے مجھے مشکوک کر دیا ہے۔ اوور''...... ہمفرے نے کہا۔

’’کیا بات کرنے والا واقعی ڈان تھا۔ اوور‘‘...... ڈورا نے کہا۔

’’میرا خیال ہے کہ باس یہ لفظ ادا نہیں کر سکتا لیکن بولنے والا باس ہی تھا اس لئے یہ بات کنفرم ہونی چاہئے۔ میں نے اس لئے آپ کو کال کیا ہے کہ آپ وہاں داخل ہونے سے پہلے کنفرم کر لیں۔ اوور‘‘...... ہمفرے نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ تم نے اچھا کیا کہ مجھے اطلاع دے دی۔ اب میں خود سب کچھ معلوم کر لوں گی۔ اوور اینڈ آل‘‘...... ڈورا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اسے ساتھ بیٹھی جینٹ کی طرف بڑھا دیا۔

’’یہ سب کیا ہے ڈورا‘‘...... عقب سے ایمی نے پوچھا۔

’’معاملات مشکوک ہیں۔ ہمیں پہلے چیکنگ کرنی ہو گی‘‘۔ ڈورا نے کہا۔

’’تمہارا مطلب ہے کہ باس وہاں موجود نہیں ہے۔ اس کی جگہ کوئی اور آدمی بات کر رہا تھا‘‘...... جینٹ نے کہا۔

’’ہاں۔ ذہن تو ادھر ہی جاتا ہے لیکن اس حد تک نقل نہیں ہو سکتی کہ ہمفرے بھی نہ پہچان سکے۔ وہ بھی صرف لفظ ہیڈکوارٹر پر چونکا ہے اور یہ ہے بھی حقیقت۔ جتنا اس لفظ سے ڈان چڑتا ہے کم ہی کوئی چڑتا ہو گا‘‘...... ڈورا نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار اس کالونی کی طرف موڑ دی جہاں سپیشل پوائنٹ تھا۔ تھوڑی دور جا کر اس نے کار روک دی۔



’’جینٹ۔ سائیڈ سیٹ کے نیچے سے بے ہوش کر دینے والی گیس کا پسٹل اٹھاؤ اور جا کر سپیشل پوائنٹ میں چار پانچ کیپسول فائر کر دو۔ جلدی کرو‘‘...... ڈورا نے کہا۔

’’مگر کیوں۔ وہاں تو باس ہے‘‘...... جینٹ نے حیران ہو کر کہا۔

’’جو میں کہہ رہی ہوں وہ کرو۔ ڈان کو میں خود سمجھا لوں گی لیکن شک دور کرنا بے حد ضروری ہے‘‘...... ڈورا نے کہا تو جینٹ دروازہ کھول کر نیچے اتری اور اس نے سیٹ اٹھا کر نیچے موجود باکس میں سے گیس پسٹل اٹھایا اور سیٹ بند کر کے اس نے کار کا دروازہ بھی بند کر دیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی وہ اس کوٹھی کی طرف بڑھتی چلی گئی جسے سپیشل پوائنٹ کہا جاتا تھا۔ اس نے سائیڈ گلی میں جا کر پسٹل کا رخ اندر کی طرف کیا اور مسلسل ٹریگر دباتی چلی گئی۔ پسٹل کے اندر موجود کیپسول اڑتے ہوئے اندر گرتے رہے۔ پانچ کیپسول فائر کرنے کے بعد اس نے ٹریگر سے انگلی ہٹائی اور واپس کار کی طرف بڑھ گئی۔

’’کیا ہوا‘‘...... ڈورا نے کار کی سائیڈ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

’’اندر پانچ کیپسول فائر کر دیئے ہیں‘‘...... جینٹ نے جواب دیا۔

’’ٹھیک ہے۔ اب دس منٹ بعد ہم اندر جائیں گے‘‘...... ڈورا نے کہا۔ باقی لڑکیاں خاموش بیٹھی رہیں۔ ان سب کے چہروں پر

الجھن نمایاں تھی۔ انہیں اس لئے الجھن ہو رہی تھی کہ اپنے ہی اڈے میں وہ خود کارروائی کر رہی تھیں۔ پندرہ منٹ بعد ڈورا نے کار سٹارٹ کی اور پارکنگ سے نکال کر وہ اسے کوٹھی طرف لے گئی۔ کار اس نے بڑے گیٹ کے سامنے روک دی۔

''ایمی۔ تم اوپر چڑھ کر اندر سے پھاٹک کھولو''...... ڈورا نے کہا تو ایمی سر ہلاتی ہوئی کار سے نیچے اتری وہ چونکہ ایسے کاموں میں بے حد ماہر تھی اس لئے ڈورا نے یہ کام اسے سونپا تھا۔ ایمی واقعی کسی پھرتیلی بندریا کی طرح پلک جھپکانے میں پھاٹک پر چڑھ کر دوسری طرف اندر کود گئی تھی۔ چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک کھل گیا تو ڈورا کار اندر لے گئی لیکن کار اندر لے جاتے ہی وہ بری طرح چونک پڑی کیونکہ گیراج کے قریب ہی ایک عورت اور ایک مرد فرش پر ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑے ہوئے تھے۔

''یہ کیا مطلب۔ یہ تو وہی لوگ ہیں جنہیں ہم یہاں پہنچا گئے تھے''...... ڈورا نے بجلی کی سی تیزی سے کار سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ تو وہی ہیں''...... جینٹ نے بھی کہا اور پھر ڈورا مڑی اور تیزی سے دوڑتی ہوئی اندر کی طرف بڑھ گئی۔ چند لمحوں بعد وہ ان کی نظروں سے غائب ہو گئی اور پھر وہ ڈورا کے حلق سے نکلنے والی چیخیں سن کر بے تحاشہ اندر کی طرف دوڑ پڑیں اور پھر ایک کمرے میں داخل ہوتے ہی ان تینوں کے منہ سے بھی بے اختیار



چیخیں نکل گئیں کیونکہ اس کمرے کے فرش پر ڈاکر کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ اس کی گردن پر ایسا بل واضح نظر آ رہا تھا جس سے اس کا دم گھٹ گیا اور وہ ہلاک ہو گیا جبکہ سامنے ایک کرسی پر ڈان لاش کی صورت میں موجود تھا۔ اس کی آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں اور اس کی ناک کے دونوں نتھنوں اور منہ کے کناروں سے نیلے رنگ کا مواد نکل کر وہیں جم گیا تھا۔ جینٹ نے جلدی سے آگے بڑھ کر ڈورا کو سنبھال لیا۔

''حوصلہ کرو ڈورا۔ حوصلہ۔ ابھی ہم نے باس کا انتقام بھی لینا ہے''...... جینٹ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی باقی لڑکیوں نے بھی ڈورا کو حوصلہ دینا شروع کر دیا۔ ڈورا اب جینٹ سے چمٹی ہوئی سسکیاں لے رہی تھی۔

''باس کو کسی نے ہلاک نہیں کیا بلکہ باس نے خودکشی کی ہے''۔ اچانک نورما نے کہا تو ڈورا اس طرح تڑپی جیسے اسے اچانک انتہائی طاقتور الیکٹرک کرنٹ لگ گیا ہو۔

''کیا۔ کیا کہہ رہی ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ڈان کیسے خودکشی کر سکتا ہے''...... ڈورا نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ڈان کی طرف مڑ گئی۔

''دیکھو۔ ان کے جسم پر زخم کا کوئی نشان نہیں ہے۔ نہ ہی باس کو گولی ماری گئی ہے اور ان کی ناک اور منہ کے کونوں سے نکلنے والے نیلے رنگ کے مواد کو دیکھو۔ باس نے کوئی زہریلی چیز کھائی

ہے یا کوئی زہریلی دوا پی ہے''...... نورما نے کہا تو ڈورا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

''اوہ۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ ڈان شکست کھا گیا تھا۔ یہ اس کا ایسا راز تھا جس کا مجھے بھی بہت بعد میں علم ہوا تھا۔ اس نے اپنے ایک دانت کے خول میں ایک انتہائی زہریلا کیپسول چھپایا ہوا تھا۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ زندگی میں جب کبھی بھی وہ کسی سے شکست کھا گیا تو وہ یہ زہریلا کیپسول چبا کر خودکشی کر لے گا''۔ ڈورا نے کہا۔ وہ اب اپنے آپ پر مکمل طور پر قابو پا چکی تھی۔

''لیکن باس نے کس سے شکست کھائی ہوگی۔ باس تو زبردست اور ناقابل تسخیر لڑاکا تھا''...... ایمی نے کہا۔

''ایک لڑکی اور ایک مرد وہاں جیپ کے پاس بے ہوش پڑے ہیں۔ باقی افراد کو بھی چیک کرو''...... ڈورا نے کہا تو وہ سب تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلی گئیں۔ ڈورا ہونٹ بھینچے خاموش کھڑی تھی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ ڈان کے بعد اس سپر ایکشن گروپ کا انچارج کون ہوگا اور پھر اچانک اسے ایک خیال آیا تو وہ بے اختیار اچھل پڑی۔ اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی تھی۔ وہ جلدی سے کرسی پر بیٹھی ہی تھی کہ جینٹ اور نورما کمرے میں داخل ہوئیں۔

''اندرونی کمرے میں چار مرد بے ہوش پڑے ہوئے ہیں''۔ جینٹ نے کہا۔

''تم تینوں مل کر ان سب کو یہاں لے آؤ اور ان کو یہاں پر



راڈز میں جکڑ دو۔ میں ماسٹر سے بات کرتی ہوں۔ پھر ان سے ایسا انتقام لوں گی کہ ڈان کی روح کو سکون آ جائے گا''...... ڈورا نے کہا تو وہ دونوں سر ہلاتی ہوئیں کمرے سے باہر چلی گئیں۔ ان کے باہر جانے کے بعد ڈورا نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ وہ مسلسل نمبر پریس کر رہی تھی۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی تھی۔

''یس''...... کچھ دیر بعد ایک آواز سنائی دی۔

''کاسکا سے ڈورا بول رہی ہوں ماسٹر''...... ڈورا نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا ہوا۔ ڈان کہاں ہے''...... دوسری طرف سے سالوس کے چیف ماسٹر بلانک نے چونک کر کہا۔

''ڈان نے پاکیشیائی ایجنٹوں سے شکست کھا کر دانتوں میں موجود زہریلا کیپسول چبا کر خودکشی کر لی ہے''...... ڈورا نے کہا اور پھر اس نے پہاڑیوں سے پاکیشیائی ایجنٹوں کو بے ہوش کر کے سپیشل پوائنٹ پر لے آنے اور پھر ڈان کے یہاں آنے اور پھر اپنے یہاں دوبارہ پہنچنے کی پوری تفصیل بتا دی۔

''ان ایجنٹوں کا کیا ہوا''...... ماسٹر بلانک نے انتہائی سرد لہجے میں پوچھا۔

''ان کی لاشیں میرے سامنے پڑی ہیں۔ مجھے چونکہ شک پڑ گیا تھا اس لئے میں نے سپیشل پوائنٹ میں داخل ہونے سے پہلے وہاں

بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی اور پھر میں نے انہیں بے ہوشی کے عالم میں ہی گولیوں سے اڑا دیا ہے اور اب ان کی لاشیں میرے سامنے پڑی ہیں۔ اگر میں یہ ساری کارروائی نہ کرتی تو یہ لوگ نہ صرف ہمارے عارضی آفس پر قبضہ کر لیتے بلکہ لیبارٹری بھی تباہ کر دیتے''...... ڈورا نے کہا۔

''ہاں۔ تم نے واقعی کام کیا ہے ڈورا۔ گڈ شو''...... ماسٹر بلانک نے کہا۔

''ماسٹر۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ میں نے کام کیا ہے تو پھر مجھے ڈان کی جگہ دے دیں۔ آپ یقین رکھیں کہ میں اس سے بھی بڑھ کر کارکردگی کا مظاہرہ کروں گی۔ ڈان کے گروپ کے آدمیوں میں اصل آدمی ڈاکر تھا اور وہ بھی ڈان کے ساتھ ہلاک ہو چکا ہے۔ باقی اس کا گروپ ڈان کے بغیر بے کار ہے۔ ان سے ڈان جیسا ایجنٹ ہی بھرپور انداز میں کام لے سکتا ہے''...... ڈورا نے نہایت چالاکی سے ماسٹر بلانک کو اپنے ڈھب پر لاتے ہوئے کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ماسٹر بلانک صرف ڈان اور ڈورا کو جانتا ہے۔ گروپ کے باقی افراد کے بارے میں وہ کچھ نہیں جانتا اس لئے لامحالہ وہ اس کی باتوں پر یقین کر لے گا اور پھر ایسے ہی ہوا۔

''اوکے ڈورا۔ میرا خیال بھی یہی ہے کہ ڈان کی جگہ صرف تم ہی لے سکتی ہو۔ اوکے۔ میری طرف سے آج سے تم سپر ایکشن گروپ کی باس ہو''...... ماسٹر بلانک نے کہا تو ڈورا کا دل بلیوں



اچھلنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی تھی۔

''تھینکس ماسٹر۔ میں ہمیشہ آپ کی فرمانبردار رہوں گی۔ آپ آفس انچارج ہمفرے کو فون کر کے میرے بارے میں احکامات دے دیں تاکہ وہ باقی گروپ تک آپ کے احکامات فوری طور پر پہنچا دے''...... ڈورا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس کا فون نمبر کیا ہے''...... ماسٹر بلانک نے کہا تو ڈورا نے فون نمبر بتا دیا۔

''اوکے۔ لیکن اب ان پاکیشیائی ایجنٹوں کی لاشوں کا کیا کرو گی''۔ ماسٹر بلانک نے کہا۔

''جیسے آپ حکم دیں ماسٹر۔ میں نے تو آپ کے احکامات کی تعمیل کرنی ہے''...... ڈورا نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم ان کی لاشوں کو ابھی وہیں رکھو۔ میں سپر چیف سے بات کروں گا۔ پھر جیسے وہ کہیں گے ویسے کریں گے''...... ماسٹر بلانک نے کہا۔

''لیکن ماسٹر۔ یہ لوگ ایکریمین میک اپ میں ہیں اور ڈان نے بھی بے حد کوشش کی تھی لیکن وہ بھی ان کے میک اپ واش نہیں کر سکا۔ بہرحال ہیں یہ پاکیشیائی ایجنٹ ہی''...... ڈورا نے کہا۔

''اوہ۔ پھر تو ان کی شناخت بڑا مسئلہ بن جائے گی''...... ماسٹر بلانک نے کہا۔

''ماسٹر۔ ایک تجویز ہے۔ میں ان کی لاشوں کو یہاں برقی بھٹی

بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی اور پھر میں نے انہیں بے ہوشی کے عالم میں ہی گولیوں سے اڑا دیا ہے اور اب ان کی لاشیں میرے سامنے پڑی ہیں۔ اگر میں یہ ساری کارروائی نہ کرتی تو یہ لوگ نہ صرف ہمارے عارضی آفس پر قبضہ کر لیتے بلکہ لیبارٹری بھی تباہ کر دیتے''...... ڈورا نے کہا۔

''ہاں۔تم نے واقعی کام کیا ہے ڈورا۔ گڈ شو''...... ماسٹر بلانک نے کہا۔

''ماسٹر۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ میں نے کام کیا ہے تو پھر مجھے ڈان کی جگہ دے دیں۔ آپ یقین رکھیں کہ میں اس سے بھی بڑھ کر کارکردگی کا مظاہرہ کروں گی۔ ڈان کے گروپ کے آدمیوں میں اصل آدمی ڈاکر تھا اور وہ بھی ڈان کے ساتھ ہلاک ہو چکا ہے۔ باقی اس کا گروپ ڈان کے بغیر بے کار ہے۔ ان سے ڈان جیسا ایجنٹ ہی بھرپور انداز میں کام لے سکتا ہے''...... ڈورا نے نہایت چالاکی سے ماسٹر بلانک کو اپنے ڈھب پر لاتے ہوئے کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ماسٹر بلانک صرف ڈان اور ڈورا کو جانتا ہے۔ گروپ کے باقی افراد کے بارے میں وہ کچھ نہیں جانتا اس لئے لامحالہ وہ اس کی باتوں پر یقین کر لے گا اور پھر ایسے ہی ہوا۔

''اوکے ڈورا۔ میرا خیال بھی یہی ہے کہ ڈان کی جگہ صرف تم ہی لے سکتی ہو۔ اوکے۔ میری طرف سے آج سے تم سپر ایکشن گروپ کی باس ہو''...... ماسٹر بلانک نے کہا تو ڈورا کا دل بلیوں



اچھلنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی تھی۔

''تھینکس ماسٹر۔ میں ہمیشہ آپ کی فرمانبردار رہوں گی۔ آپ آفس انچارج ہمفرے کو فون کر کے میرے بارے میں احکامات دے دیں تاکہ وہ باقی گروپ تک آپ کے احکامات فوری طور پر پہنچا دے''...... ڈورا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس کا فون نمبر کیا ہے''...... ماسٹر بلانک نے کہا تو ڈورا نے فون نمبر بتا دیا۔

''اوکے۔ لیکن اب ان پاکیشیائی ایجنٹوں کی لاشوں کا کیا کرو گی''۔ ماسٹر بلانک نے کہا۔

''جیسے آپ حکم دیں ماسٹر۔ میں نے تو آپ کے احکامات کی تعمیل کرنی ہے''...... ڈورا نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم ان کی لاشوں کو ابھی وہیں رکھو۔ میں سپر چیف سے بات کروں گا۔ پھر جیسے وہ کہیں گے ویسے کریں گے''...... ماسٹر بلانک نے کہا۔

''لیکن ماسٹر۔ یہ لوگ ایکریمین میک اپ میں ہیں اور ڈان نے بھی بے حد کوشش کی تھی لیکن وہ بھی ان کے میک اپ واش نہیں کر سکا۔ بہرحال ہیں یہ پاکیشیائی ایجنٹ ہی''...... ڈورا نے کہا۔

''اوہ۔ پھر تو ان کی شناخت بڑا مسئلہ بن جائے گی''...... ماسٹر بلانک نے کہا۔

''ماسٹر۔ ایک تجویز ہے۔ میں ان کی لاشوں کو یہاں برقی بھٹی

میں ڈلوا کر راکھ کر دیتی ہوں۔ سپر چیف پاکیشیا سے معلومات حاصل کرا لیں۔ لامحالہ وہاں ان لوگوں کے اچانک غائب ہونے پر وہ لوگ پریشان ہوں گے اور اس طرح سپر چیف کنفرم ہو سکتے ہیں اور تو کوئی صورت نہیں ہے''...... ڈورا نے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ ٹھیک ہے۔ تم انہیں برقی بھٹی میں ڈلوا دو۔ ہم پاکیشیا سے خود ہی کنفرم کرا لیں گے''...... ماسٹر بلانک نے کہا۔

''اوکے ماسٹر۔ میں سپیشل پوائنٹ سے بول رہی ہوں۔ آپ ہمفرے سے کہہ دیں کہ وہ یہاں مجھ سے بات کر لے۔ میں اس دوران ان کی لاشوں کو بھی ٹھکانے لگا لوں گی''...... ڈورا نے کہا۔ اس نے جان بوجھ کر یہ بات کی تھی تا کہ ماسٹر بلانک کہیں ہمفرے کو اس کے باس بننے کے احکامات دینے نہ بھول جائے۔

''اوکے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈورا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس دوران اس کی ساتھی لڑکیوں نے پانچ مردوں اور ایک عورت کو کرسیوں پر بٹھا کر راڈز میں جکڑ دیا تھا۔ وہ سب ابھی تک بے ہوش تھے۔

''مبارک ہو تم سب کو''...... اچانک ڈورا نے کہا تو وہ سب چونک کر اس طرح ڈورا کو دیکھنے لگیں کہ شاید اس کا دماغی توازن خراب ہو گیا ہو کیونکہ ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ ڈان کی لاش دیکھ کر



ہسٹریائی انداز میں چیخیں مار رہی تھی اور ابھی ڈان کی لاش وہیں پڑی تھی اور وہ انتہائی مسرت بھرے لہجے میں سب کو مبارک باد دے رہی ہے۔

''کیا ہوا تمہیں۔ کیسی مبارک باد''...... جینٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو ڈورا نے اسے گروپ لیڈر بننے کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

''اوہ۔ یہ تو واقعی خوشخبری ہے''...... سب نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اب ان کا کیا کرنا ہے۔ انہیں گولیاں مار کر ہلاک کرو اور ان کی لاشیں برقی بھٹی میں ڈلوا دو''...... ایمی نے کہا۔

''نہیں۔ میں ان کو آسان موت نہیں دوں گی۔ ان سب کی موت انتہائی عبرتناک ہو گی۔ اب بہرحال انہیں مرنا تو ہے ہی اس لئے اب پہلے میں اس سورما کو دیکھنا چاہتی ہوں جس سے ڈان جیسے آدمی نے شکست کھائی ہے اور اسے خودکشی کرنے پر مجبور ہونا پڑا''...... ڈورا نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی پاس پڑے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈورا نے اس انداز میں سر ہلاتے ہوئے رسیور اٹھایا جیسے اسے معلوم ہو کہ کس کی کال ہو سکتی ہے۔

''ڈورا بول رہی ہوں''...... ڈورا نے کہا۔

''صرف ڈورا نہیں بلکہ میڈم ڈورا۔ میری طرف سے مبارک باد قبول کریں۔ البتہ مجھے ڈان کی موت کا سن کر بے حد صدمہ پہنچا

ہے‘‘...... دوسری طرف سے ہمفرے نے کہا۔

’’ہاں۔ لیکن اس کا میں نے بھرپور انداز میں انتقام لے لیا ہے اس لئے اس کی روح کو سکون مل گیا ہو گا۔ تم بتاؤ کہ تم نے گروپ کے تمام افراد کو میرے بارے میں اطلاع دے دی ہے‘‘...... ڈورا نے کہا۔

’’یس میڈم۔ اور سب آپ کے میڈم بننے پر بے حد خوش ہیں‘‘۔ ہمفرے نے کہا۔

’’تو ایسا کرو کہ سب کو وہاں ہیڈکوارٹر کال کر لو۔ میں بھی ایک گھنٹے میں وہاں پہنچ جاؤں گی اور پھر ہم سب ایک ضروری میٹنگ کریں گے‘‘...... ڈورا نے کہا۔

’’یس میڈم۔ حکم کی تعمیل ہو گی‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

’’اوکے‘‘...... ڈورا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

’’اب ان سب کو ہوش میں لے آؤ۔ البتہ الماری سے پہلے کوڑا نکال لو اور جینٹ تم یہ کوڑا لے لو۔ تم کوڑے مارنے کی ماہر ہو اور سنو۔ میں اس کوڑے سے ایک ایک کر کے ان سب کی کھال ادھیڑنا چاہتی ہوں۔ اس کے بعد ایمی جو ہڈیاں توڑنے کی ماہر ہے ایک ایک کر کے ان کی ہڈیاں توڑے گی اور پھر نورما خنجر سے ان کی ناک کاٹے گی۔ ان کی آنکھیں نکالے گی اور سب سے آخر میں انہیں میں گولیاں مار کر ہلاک کروں گی‘‘...... ڈورا نے بڑے



سفاکانہ لہجے میں کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ انہیں معلوم تھا کہ ڈان کے قاتلوں کے خلاف وہ اس سے بھی زیادہ سفاکی کا مظاہرہ کر سکتی ہے۔

’’تم ایمی جا کر ہڈیاں توڑنے والا ہتھوڑا اٹھا لاؤ اور نورما تم کوئی تیز دھار خنجر اٹھا لاؤ اور مشین پسٹل میرے پاس موجود ہے‘‘۔ ڈورا نے بڑے سفاک لہجے میں کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

عمران کی آنکھیں کھلیں تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ وہ اس وقت اسی کمرے میں تھا جہاں پہلے ڈان نے اسے راڈز میں جکڑا تھا اور اس وقت بھی وہ ایک کرسی پر راڈز میں جکڑا ہوا موجود تھا لیکن اس بار راڈز ڈھیلے نہ تھے بلکہ خاصے ٹائٹ تھے۔ اس نے نظریں گھمائیں تو وہ ڈان کی لاش کرسی پر اسی حالت میں دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا۔ ڈان کے ساتھ ساتھ اس کے باقی ساتھی بھی کرسیوں پر راڈز میں جکڑے ہوئے تھے اور باری باری سب ہی ہوش میں آنے کی کیفیت سے گزر رہے تھے۔ البتہ سب سے آخر میں موجود صدیقی کے منہ سے ایک لڑکی بوتل کا دہانہ لگائے اس کے حلق میں پانی انڈیل رہی تھی۔ سامنے کرسی پر ایک خوبصورت اور سمارٹ لڑکی بیٹھی ہوئی تھی جس نے بڑا چست لباس پہنا ہوا تھا۔ اس لڑکی کے ساتھ ہی دو اور لڑکیاں بھی کرسیوں پر بیٹھی ہوئی تھیں



جن میں سے ایک کے ہاتھ میں خاردار کوڑا تھا۔ پھر وہ لڑکی جو صدیقی کو پانی پلا رہی تھی واپس پلٹی اور آ کر کرسی پر بیٹھ گئی۔

’’تم سب باری باری اپنے نام بتاؤ‘‘...... درمیان میں بیٹھی ہوئی لڑکی نے کہا۔

’’سکول میں حاضری اس طرح تو نہیں لگتی۔ نام تم لو لیس مس ہم کہیں گے‘‘...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’تو تم ہو وہ جس سے ڈان کی فائٹ ہوئی تھی‘‘...... ڈورا نے غور سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

’’پہلے تم اپنا اور اپنی ساتھیوں کا تعارف کراؤ۔ پھر میں اپنا اور اپنے ساتھیوں کا تعارف کراؤں گا۔ پھر تو یہ مذاکرات آگے بڑھ سکتے ہیں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’تم لوگوں کو اس لئے ہوش میں نہیں لایا گیا کہ تم سے مذاکرات ہوں گے بلکہ تمہیں انتہائی عبرتناک موت مارنے کے لئے تمہیں ہوش میں لایا گیا ہے۔ اس عبرتناک موت کی تمہیں تفصیل بتا دوں تاکہ تم اپنے انجام کو سوچ سکو۔ میرا نام ڈورا ہے۔ پہلے میں ڈان کی اسسٹنٹ تھی لیکن اب ڈان کی موت کے بعد سپر ایکشن گروپ کی باس ہوں اور یہ میری ساتھی لڑکیاں ہیں۔ یہ جینٹ ہے۔ اس کے ہاتھ میں کوڑا دیکھ رہے ہو۔ یہ کوڑے مارنے کی ماہر ہے۔ یہ باری باری تم سب کی کھال ادھیڑ دے گی۔ اس کے ساتھ ایمی ہے۔ ایمی ہڈیاں توڑنے میں ماہر ہے۔ یہ اپنی ہتھیلی کی مخصوص

ضربوں سے ہاتھوں کی ہڈیاں توڑنے میں مہارت رکھتی ہے۔ اس کے بعد نورما ہے۔ اس کی فطرت میں بے پناہ سفاکی ہے۔ یہ خنجر سے پہلے باری باری تم سب کی ناک کاٹے گی پھر کان اور پھر آنکھیں نکالے گی اور اس کے بعد تمہارے پورے جسم پر خنجر سے زخم ڈال کر ان پر سرخ مرچیں چھڑک دے گی۔ تم خود ہی اندازہ کر لو کہ تمہاری کیا حالت ہو گی اور جب تکلیف کی شدت سے تم مرنے کے قریب ہو جاؤ گے تو میں تمہیں گولیوں سے چھلنی کر دوں گی''...... ڈورا نے اس انداز میں بات کرتے ہوئے کہا جیسے کسی ڈراؤنی فلم کا سکرپٹ پڑھ رہی ہو لیکن اس کے لہجے میں بے پناہ سنجیدگی نمایاں طور پر محسوس ہو رہی تھی۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ عمران سمجھ گیا کہ جو کچھ وہ کہہ رہی ہے وہ صرف ڈرانے دھمکانے والی باتیں نہیں ہیں بلکہ وہ واقعی ایسا کرنے کا مصمم ارادہ بھی رکھتی ہے۔

''تم پہلے ہمیں یہ بتاؤ کہ تمہیں ہمفرے نے یہاں پہنچنے کا کہا تھا اور تم آ گئیں لیکن تم نے اندر آنے سے پہلے بے ہوش کر دینے والی گیس کیوں فائر کی۔ تمہیں کیا شک ہوا تھا''...... عمران نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''کیا تم نے ڈان کی آواز اور لہجے میں ہمفرے سے بات کی تھی''...... ڈورا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اب اس اعتراف میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ بہرحال



ابھی ہم نے عبرتناک موت مر جانا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ مرنے سے پہلے کم از کم تمام حالات ایک دوسرے کے سامنے لے آئیں''...... عمران نے جواب دیا۔

''حیرت ہے کہ تم نے اس حد تک ڈان کی آواز اور لہجے کی نقل کی کہ ہمفرے بھی نہ پہچان سکا''...... ڈورا نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

''یہ میرے لئے معمولی بات ہے مگر تمہیں شک کیوں پڑا ہے''۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم نے ہمفرے سے ڈان کی آواز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے ایک لفظ ایسا بول دیا تھا جس سے ڈان کو شدید چڑ تھی۔ وہ یہ لفظ کبھی استعمال نہیں کرتا اور وہ لفظ تھا ہیڈکوارٹر۔ ڈان ہیڈکوارٹر کی بجائے سنٹرل آفس کا لفظ استعمال کرتا تھا۔ اسی بات پر ہمفرے چونک پڑا اور اس نے مجھے ٹرانسمیٹر پر اطلاع دی۔ چنانچہ میں نے ہر قسم کے رسک سے بچنے کے لئے پہلے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کروائی اور پھر ہم اندر آئے''...... ڈورا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''لیکن تم نے ابھی کہا ہے کہ تم نے ڈان کی جگہ لے لی ہے جبکہ میرے خیال میں یہ جگہ ہمفرے کو لینی چاہئے تھی''...... عمران نے کہا تو ڈورا بے اختیار ہنس پڑی اور پھر اس نے ماسٹر بلانک سے ہونے والی بات چیت دوہرا دی۔

''میں نے ماسٹر بلانک کے سامنے تصویر ہی ایسی کھینچی تھی کہ وہ مجھے یہ سیٹ دینے پر مجبور ہو گیا تھا۔ اور سنو۔ اب باتیں ختم۔ اب تماشہ ہو گا۔ خوفناک اور عبرتناک تماشہ۔ جینٹ۔ چلو اٹھو اور سب سے پہلے اس کی کھال ادھیڑ دو''...... ڈورا نے بات کرتے کرتے یکلخت ساتھ بیٹھی ہوئی جینٹ سے کہا جس کے ہاتھ میں خاردار کوڑا تھا۔

''تمہیں کیا جلدی ہے۔ ہم نے مرنا ہی ہے مر جائیں گے لیکن چند باتیں اگر ہو جائیں تو اس میں کیا حرج ہے''......عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ دراصل زیادہ سے زیادہ وقت حاصل کرنا چاہتا تھا۔ گو اس نے اس دوران راڈز سے نجات حاصل کرنے کے لئے بہت سوچا تھا لیکن ابھی تک وہ کوئی ایسی ترکیب نہ سوچ سکا تھا جس سے وہ راڈز سے نجات حاصل کر سکتا۔

''نہیں۔ اب ہمارے پاس ضائع کرنے کے لئے وقت نہیں ہے۔ ہم نے ہیڈکوارٹر جانا ہے۔ وہاں میری پورے گروپ سے پہلی میٹنگ ہے اور میں نہیں چاہتی کہ وہ میرا انتظار کر کے خود یہاں پہنچ جائیں کیونکہ میں نے سب سے یہی کہا ہے کہ تمہیں ہلاک کر دیا گیا ہے اس لئے اگر انہوں نے تمہیں زندہ دیکھ لیا تو یہ بات میرے لئے تباہ کن بھی ہو سکتی ہے۔ چلو جینٹ۔ شروع ہو جاؤ''۔ ڈورا نے چیخ کر کہا تو جینٹ کوڑا لے کر ہوا میں چٹخاتی ہوئی بڑے جارحانہ انداز میں آگے بڑھی ہی تھی کہ یکلخت صدیقی کی آواز سے



کمرہ گونج اٹھا۔

''ٹھہرو''...... صدیقی نے چیخ کر کہا اور اس کی آواز سنتے ہی عمران سمیت سب کی نظریں صدیقی کی طرف اٹھ گئیں جو آخری کرسی پر موجود تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ راڈز میں جکڑے ہوئے تھے اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی بولتا یکلخت کسی ماہر بازی گر کی طرح اس کا جسم بجلی کی سی تیزی سے اوپر کو اٹھ کر آگے کی طرف جھکتا چلا گیا اور دوسرے لمحے وہ قلابازی کھا کر سیدھا کھڑا ہو رہا تھا کہ ڈورا اور نورما دونوں حرکت میں آ گئیں۔ ڈورا نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا تھا جبکہ نورما جو ڈورا کی نسبت صدیقی کی کرسی کے زیادہ قریب تھی اس نے انتہائی پھرتی سے ایک تیز دھار خنجر نکال لیا تھا اور پھر جیسے ہی صدیقی قلابازی کھا کر سیدھا کھڑا ہوا ہی تھا کہ اس نے انتہائی پھرتی سے بازو کو حرکت دی اور خنجر بجلی کی سی تیزی سے سیدھا صدیقی کی طرف بڑھ گیا لیکن دوسرے لمحے ان سب کے چہروں پر یکلخت انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے جب انہوں نے خنجر کو صدیقی کے ہاتھ کی تھپکی کھا کر فضا میں بلند ہوتے اور پھر دوسرے لمحے صدیقی کے ہاتھ میں آتے دیکھا۔ یہ واقعی صدیقی کی بے پناہ مہارت تھی اور عمران کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ رینگ گئی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ صدیقی نے اس فن میں باقاعدہ مہارت حاصل کی ہوئی ہے اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی حرکت میں آتا صدیقی کا بازو گھوما اور

دوسرے لمحے کمرہ ڈورا کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ صدیقی کے ہاتھ سے نکلنے والا خنجر اس کے اس ہاتھ پر پڑا تھا جس میں اس نے مشین پسٹل سنبھالا ہوا تھا اور خنجر لگتے ہی مشین پسٹل ڈورا کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا تھا۔ اسی لمحے شڑاپ کی آواز ابھری اور اس کے ساتھ ہی صدیقی اچھل کر سائیڈ پر جا گرا۔ یہ وار جینٹ نے کیا تھا۔ وہ پہلے ہی کوڑا اٹھائے کھڑی تھی اس لئے جیسے ہی ڈورا کے حلق سے چیخ نکلی وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑی اور اس کے ساتھ ہی اس نے صدیقی پر کوڑے کا وار کر دیا۔

صدیقی نے کوڑے سے بچنے کے لئے چھلانگ لگائی لیکن کوڑے کی لمبائی اس کی توقع سے زیادہ تھی اس لئے کوڑے کا آخری سرا کسی تلوار کی طرح صدیقی کے جسم سے ٹکرایا اور صدیقی اچھل کر سائیڈ پر جا گرا۔ اس کے منہ سے ہلکی سی سسکاری نکل گئی۔ اس کا بازو اور سینے پر موجود کوٹ اس طرح کٹ گیا تھا جیسے کسی نے تیز دھار تلوار کا وار اس پر کیا ہو لیکن صدیقی نیچے گرتے ہی یکلخت کسی سپرنگ کی طرح اچھلا اور اس سے پہلے کہ جینٹ دوبارہ کوڑے کا وار کرتی صدیقی کسی کھلتے ہوئے طاقتور سپرنگ کی مانند اس سے ٹکرایا اور وہ چیختی ہوئی نیچے گر گئی۔ صدیقی بھی اس سے ٹکرا کر نیچے گرا لیکن اس کے جسم میں تو شاید بجلی بھر گئی تھی۔ وہ اس طرح اچھل کر کھڑا ہو گیا تھا جیسے فرش نے پوری قوت سے اسے اوپر کی طرف دھکیل دیا ہو لیکن اسی لمحے ایمی نے کھڑی ہتھیلی کا



بھرپور وار صدیقی کی گردن پر کیا۔ اگر یہ وار درست طور پر پڑ جاتا تو یقیناً صدیقی کی گردن کی ہڈی ٹوٹ جاتی لیکن صدیقی کے یکلخت اچھلنے کی وجہ سے ایمی کا وار اس کی گردن کی بجائے اس کے بازو پر پڑا اور صدیقی کو ایک لمحے کے لئے تو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے بازو کی ہڈی ٹوٹ گئی ہو لیکن دوسرے لمحے ایمی چیختی ہوئی فضا میں بلند ہوئی اور مشین پسٹل کی طرف دوڑتی ہوئی ڈورا سے ایک دھماکے سے جا ٹکرائی اور وہ دونوں چیختی ہوئی نیچے گری ہی تھیں کہ اسی لمحے جینٹ اور نورما دونوں نے بیک وقت صدیقی پر چھلانگ لگا دی لیکن صدیقی اب سنبھل چکا تھا اس لئے وہ بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر ایک طرف ہٹ گیا اور وہ دونوں جو مخالف سمتوں سے صدیقی پر چھلانگ لگا رہی تھیں ایک دوسرے سے پوری قوت سے ٹکرائیں اور ان دونوں کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے کمرے کی فضا گونج اٹھی۔

صدیقی جس طرف ہٹا تھا اس طرف جینٹ کے ہاتھ سے نکل جانے والا کوڑا پڑا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ چاروں سنبھلتیں صدیقی نے کوڑا اٹھایا اور پھر کمرے میں شڑاپ شڑاپ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی ان چاروں کے حلق سے نکلنے والی چیخیں گونجنے لگیں۔ گو وہ چاروں تیز، پھرتیلی اور مارشل آرٹ میں ماہر تھیں لیکن صدیقی کے جسم میں بھی پارہ دوڑنے لگ گیا تھا اور پھر چند لمحوں میں ہی وہ چاروں فرش پر بے ہوش پڑی ہوئی دکھائی دے

رہی تھیں۔ ان کے لباس پھٹ گئے تھے اور ان کے جسموں سے
خون نکل رہا تھا۔ صدیقی نے کوڑا ایک طرف پھینکا اور دوڑ کر اس
نے ڈورا کے ہاتھ سے نکل جانے والا مشین پسٹل جھپٹ لیا۔

''رک جاؤ۔ انہیں گولی مت مارنا''...... عمران نے یکلخت چیخ
کر کہا لیکن صدیقی نے سنی ان سنی کر دی اور دوسرے لمحے کمرہ
مشین پسٹل کی فائرنگ سے گونج اٹھا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ
چاروں لڑکیاں بے ہوشی کے عالم میں ہی ہلاک ہو گئیں۔

''آئی ایم سوری عمران صاحب۔ یہ بہت خطرناک تھیں۔ ان کا
خاتمہ ضروری تھا''...... صدیقی نے ٹریگر سے انگلی ہٹا کر زور زور
سے سانس لیتے ہوئے کہا۔

''صدیقی درست کہہ رہا ہے۔ اگر یہ ہوش میں آ جاتیں تو ایک
بار پھر مسئلہ بن جاتا''...... صفدر نے صدیقی کی تائید کرتے ہوئے
کہا۔

''تم نے واقعی ہمت کی ہے صدیقی۔ ویل ڈن''...... جولیا نے
کہا۔

''مجھے تو یوں لگ رہا تھا جیسے صدیقی چار بیویوں کا شوہر ہو لیکن
اس نے تو اب مزید چار کا سکوپ بنا لیا ہے''...... عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا تو سب کے چہروں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔



عمران اپنے ساتھیوں سمیت اس وقت ایکریمیا کے شہر پورٹ
لینڈ کے ایک ہوٹل کے کمرے میں موجود تھا۔ وہ سب کاسکا سے
ایک پرواز کے ذریعے پہلے وائٹ ہارس اور پھر وائٹ ہارس سے
ایک طویل پرواز کے ذریعے پورٹ لینڈ پہنچے تھے۔ ڈورا اور اس کی
ساتھی لڑکیوں کی ہلاکت کے بعد باقی معاملات ان کے لئے بے حد
آسان ثابت ہوئے تھے۔ سپر ایکشن گروپ کے بارے میں انہیں
معلوم ہو چکا تھا اور ڈورا نے یہ بھی بتا دیا تھا کہ اس کے حکم پر سپر
ایکشن گروپ کے باقی تمام ممبرز میٹنگ کے لئے وہاں موجود ہیں۔
چنانچہ عمران اپنے ساتھیوں سمیت وہاں پہنچا۔ وہ سب چونکہ ڈورا
اور اس کی ساتھی لڑکیوں کے معاملات سے بے خبر تھے اس لئے ان
کا خاتمہ انتہائی آسان ثابت ہوا تھا۔ وہاں سے ایک فائل کے
ذریعے انہیں لیبارٹری کے بارے میں حتمی طور پر معلوم ہو گیا۔ یہ

فائل شاید ہمفرے نے ڈورا کے بیان پر بنائی تھی کیونکہ اس فائل میں یہ بات درج تھی کہ ڈورا نے اپنی ساتھی لڑکیوں کی مدد سے لیبارٹری کو نہ صرف ٹریس کر لیا تھا بلکہ وہ اس غار تک پہنچ گئی تھی جس میں سپلائی کا سامان پہنچایا جاتا تھا اور اس غار سے ہی لیبارٹری کا راستہ جاتا تھا۔ اس کے بعد عمران اپنے ساتھیوں سمیت گراؤ کالونی کی اس کوٹھی میں پہنچ گیا جہاں وہ اسلحہ موجود تھا جو اس نے لیبارٹری کی تباہی کے لئے منگوایا تھا اور اس کے بعد لیبارٹری کی تباہی مشکل ثابت نہ ہوئی۔ اس طرح ان کا مشن مکمل ہو گیا اور وہ لوگ مشن مکمل ہوتے ہی فوراً کاسکا سے ایک مقامی فلائٹ کے ذریعے وائٹ ہارس اور پھر وائٹ ہارس سے ایک طویل پرواز کے ذریعے یہاں پورٹ لینڈ پہنچ گئے تھے۔

''یہاں رکنے کا کیا فائدہ۔ ہمیں فوراً واپس پہنچنا چاہئے''۔ جولیا نے کافی سپ کرتے ہوئے کہا۔ وہ سب اس وقت ہاٹ کافی پی کر طویل پرواز سے ہونے والی تھکن دور کرنے میں مصروف تھے۔

''ابھی معاملات ختم نہیں ہوئے مس جولیا''...... عمران کی بجائے کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا تو سب چونک کر کیپٹن شکیل کی طرف دیکھنے لگے جبکہ عمران کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

''کیا مطلب۔ اب کیا باقی ہے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔



''لیبارٹری تباہ ہوئی ہے لیکن سالوس اور کراس ونگز دونوں تنظیمیں ابھی موجود ہیں اور یہ دونوں تنظیمیں یہودیوں کی ہیں اور ان کے پاس نہ ہی دولت کی کمی ہے اور نہ ہی سائنس دانوں کی اس لئے وہ دوسری لیبارٹری بھی تیار کر سکتے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ واقعی۔ تمہاری بات درست ہے۔ سالوس کا ماسٹر بلانک اور کراس ونگز کا سپر چیف لارڈ ولیم دونوں ابھی باقی ہیں''...... صفدر نے کہا اور پھر ایک ایک کر کے سب نے کیپٹن شکیل کی بات کی تائید کر دی۔ البتہ عمران خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

''تم کیوں خاموش ہو''...... جولیا نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''مجھے جو مشن سونپا گیا تھا وہ پورا ہو چکا ہے اور میرا چیک تیار ہو گا۔ مجھے کیا ضرورت ہے کہ خواہ مخواہ دوسرے مشنز کے پیچھے بھاگتا پھروں''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ کیا آپ کو صرف چیک سے غرض ہوتی ہے۔ کیا آپ کو پوری دنیا میں بسنے والے کروڑوں مسلمانوں کی زندگیوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے''...... صدیقی نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں کرائے کا سپاہی ہوں۔ تمہاری طرح سیکرٹ سروس کا ممبر تو نہیں ہوں کہ چاہے کوئی مشن ہو یا نہ ہو بھاری ماہانہ تنخواہیں اور

الاؤنس وغیرہ ملتے رہتے ہیں۔ مجھے تو جتنا کام بتایا جاتا ہے بس اتنا ہی معاوضہ دیا جاتا ہے''...... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہیں چیک میں دے دوں گی لیکن یہ کام مکمل ہونا چاہئے''۔ جولیا نے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اچھا کمال ہے۔ کتنی رقم ہے تمہارے اکاؤنٹ میں''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''جتنی بھی ہے بہرحال تمہارے مطلوبہ چیک سے زیادہ ہی ہو گی''...... جولیا نے جواب دیا۔

''آپ کو کتنی مالیت کا چیک ملتا ہے عمران صاحب''...... صدیقی نے پوچھا۔

''اتنی کہ بس دو چار دکانداروں کا ادھار اتر جاتا ہے۔ باقی ادھار اور خاص طور پر آغا سلیمان پاشا کی تنخواہیں اور الاؤنس ویسے کے ویسے ہی رہتے ہیں اور اس لئے اس کے لہجے میں تلخی چیک ملنے کے باوجود ویسی کی ویسی ہی رہتی ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''آپ آج بتا ہی دیں کہ آپ پر کل کتنا ادھار ہے۔ میں آپ کا تمام ادھار آج اتار دیتا ہوں''...... صدیقی نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا اور صفدر کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ رینگنے لگی۔ صدیقی کو چونکہ کم ہی مشنز پر آنے پر موقع ملتا تھا اس لئے وہ



عمران کی باتوں کو انتہائی سنجیدگی سے لے رہا تھا ورنہ باقی ٹیم جانتی تھی کہ عمران کا یہ انداز صرف ہمدردی حاصل کرنے کے لئے ہوتا ہے۔

''اچھا کمال ہے۔ اتنی تنخواہیں ملتی ہیں تمہیں۔ حیرت ہے۔ عوام کے خون پسینے کی کمائی اس طرح اڑائی جا رہی ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

''صدیقی۔ تم کہاں عمران صاحب کی باتوں میں آ گئے ہو۔ عمران صاحب جتنی رقم ہر مہینے فلاحی اداروں کو دیتے ہیں وہ پوری ٹیم کی تنخواہوں اور الاؤنسز سے زیادہ مالیت کی ہوتی ہے''۔ صفدر نے صدیقی کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

''کمال ہے عمران صاحب کو اتنی بھاری مالیت کے چیک ملتے ہیں''...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب کے چیک کے علاوہ بھی بہت سے ذرائع آمدنی ہیں۔ سوپر فیاض ان کا فنانسر ہے اور ان کی اماں بی ان کی سب سے بڑی فنانسر ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''لیکن سر عبدالرحمٰن، عمران کے ڈیڈی تو انہیں کچھ نہیں دیتے پھر ان کی اماں بی انہیں کہاں سے دے سکتی ہیں''...... صدیقی نے مزید حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''عمران کی اماں بی کسی غریب خاندان سے تعلق نہیں رکھتیں۔ انہیں بھی اپنے والدین سے وسیع جائیداد ملی ہوئی ہے اور یہ تمام

جائیداد گو سر عبدالرحمٰن کی تحویل میں ہے لیکن سر عبدالرحمٰن انتہائی اصول پسند ہیں۔ وہ عمران کی اماں بی کی تمام جائیداد کی آمدنی ان کے اکاؤنٹ میں جمع کراتے رہتے ہیں اور عمران چاہے تو سر عبدالرحمٰن سے ان کے ذاتی اکاؤنٹ کا بھاری مالیت کا چیک حاصل کر لے۔ اماں بی کا تو عمران کے علاوہ اور کوئی بیٹا ہی نہیں ہے اس لئے باقی تم خود سمجھ سکتے ہو''...... صفدر نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سب بے اختیار اچھل پڑے کیونکہ وہ ابھی یہاں پہنچے تھے اور ان کے تصور میں بھی نہ تھا کہ یہاں انہیں کوئی کال کر سکتا ہے لیکن عمران نے بڑے اطمینان بھرے انداز میں ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس مائیکل بول رہا ہوں''...... عمران نے آواز اور لہجہ بدل کر کہا۔

''ولنگٹن سے آپ کی کال ہے جناب۔ مسٹر گراہم کی''۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کراؤ بات''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون پیس کے نیچے موجود بٹن پریس کر دیا۔ اس طرح فون اب ڈائریکٹ ہو گیا تھا اور اس کا رابطہ ہوٹل ایکس چینج سے منقطع ہو گیا تھا۔

''گراہم بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ولنگٹن میں پاکیشیا



سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ گراہم کی آواز سنائی دی۔

''مائیکل بول رہا ہوں۔ کیا رزلٹ رہا ہے''...... عمران نے کہا۔

''آپ کے بتائے ہوئے پلان پر عمل کر دیا گیا ہے اور نتائج ویسے ہی نکلے ہیں جیسے نکلنے چاہئیں''...... دوسری طرف سے محتاط لفظوں میں کہا گیا۔

''کھل کر بات کرو''...... عمران نے کہا۔

''مسٹر مائیکل۔ سالوس کے چیف ماسٹر بلانک کے خلاف اس کے نائب روڈی کو تمام پلان بھی بتا دیا گیا تھا اور اسے یہ بھی یقین دلایا گیا کہ اسرائیلی حکام اس کے ساتھ ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اس نے پلان پر عمل کرتے ہوئے ماسٹر بلانک کا خاتمہ کر دیا اور وہ خود سالوس کا چیف بن گیا ہے اور اس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ تنظیم کو مخصوص معاملات تک ہی محدود رکھے گا''...... گراہم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اور کراس ونگز کے سپر چیف لارڈ ولیم کا کیا ہوا''...... عمران نے کہا۔

''لارڈ ولیم کے مینشن کو میزائلوں سے اڑا دیا گیا ہے اور وہ ہلاک ہو گیا ہے۔ ولنگٹن کی پولیس اور ایجنسیاں اُسے لارڈ ولیم کے دشمنوں کی کارروائی قرار دے رہے ہیں''...... گراہم نے جواب دیا۔

''لیکن تمہیں تو کہا گیا تھا کہ تم صرف پلاننگ کرو گے عمل میں خود آ کر کروں گا۔ پھر''...... عمران نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

''آپ سے چونکہ رابطہ نہیں تھا اور پلاننگ پر عمل کا سنہری موقع تھا اس لئے میں نے چیف کو کال کیا اور چیف نے فوری طور پر اس پلاننگ پر عمل کرنے کا حکم دے دیا۔ جب آپ نے کاسکا سے مجھے فون کیا اور یہاں پورٹ لینڈ میں ہوٹل کی بکنگ کا کہا اس وقت پلاننگ پر عمل ہو رہا تھا۔ آپ نے چونکہ فوری طور پر رابطہ ختم کر دیا تھا اس لئے میں مزید آپ سے کوئی بات نہ کر سکتا تھا۔ اب جب پلاننگ مکمل ہو چکی ہے تو میں نے پہلے چیف کو اطلاع دی اور اب آپ کو رپورٹ دے رہا ہوں''...... گراہم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں نے تو اس لئے تمہیں ساری پلاننگ بتائی تھی کہ تم ماحول تیار رکھو گے اور میں لیبارٹری تباہ کرنے کے بعد ان پلانز پر عمل کر کے اپنے لئے فوری طور پر دو مزید چیکوں کا بندوبست کر لوں گا۔ اب کیا کہوں۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ گڈ بائی''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر مایوسی کے تاثرات واضح تھے۔

''کیا ہوا عمران صاحب۔ آپ مایوس نظر آ رہے ہیں''۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اس احمق نے چیف کو بتا دیا اور چیف کو تو اللہ موقع دے۔ اس نے اپنے مزید دو چیکس بچانے کے لئے فوراً کارروائی مکمل کرا دی۔ اب وہ مجھے پلاننگ کے عوض تو چیک دینے سے رہا۔ خدا



ایسے کنجوس چیف سے بچائے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تو کیا سالوس اور کراس ونگز کا خاتمہ ہو گیا ہے''...... جولیا نے چونک کر پوچھا کیونکہ فون میں لاؤڈر کا بٹن ہی نہ تھا اس لئے وہ سب دوسری طرف سے آنے والی آواز نہ سن سکے تھے۔

''ہاں۔ سالوس کا ماسٹر بلانگ ہمارے خلاف تھا۔ اس کا خاتمہ کر کے اس کے نائب کو اس کی سیٹ دے دی گئی ہے اور وہ متعصب یہودی نہیں ہے اس لئے فوری طور پر سالوس کا خطرہ ختم ہو گیا ہے۔ لارڈ ولیم جو کراس ونگز کا چیف تھا وہ سخت متعصب یہودی تھا اور اس کے تحت یہ لیبارٹری کام کر رہی تھی اس لئے اس کا بھی خاتمہ کر دیا گیا ہے اور اس کے ہلاک ہوتے ہی کراس ونگز بھی تتر بتر ہو کر رہ جائے گی۔ اس طرح یہ خطرہ بھی ختم ہو گیا ہے''...... عمران نے اسی طرح ڈھیلے لہجے میں کہا۔

''یہ تو خوشی کی بات ہے۔ تم رو رہے ہو۔ کیوں''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''مگر میرے چیک۔ ان کا کیا ہو گا''...... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا تو سب اس کے اس انداز پر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

**ختم شد**

کرنل فریدی، علی عمران اور میجر پرمود کا مشترکہ ایڈونچر

## خاص نمبر

# ہاٹ ورلڈ

مصنف مظہر کلیم ایم اے

ہاٹ ورلڈ — یہودیوں کی ایک خفیہ تنظیم جس کے یہودی سائنس دان خفیہ لیبارٹری میں ایسا ہتھیار تیار کرنے میں مصروف تھے جو پوری دنیا کے مسلم ممالک کو انسانوں سمیت جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا سکتا تھا۔ ایسا خوفناک ہتھیار جس کے سامنے ایٹم بم بھی پھلجڑی بن کر رہ گیا تھا۔

ہاٹ ورلڈ — جس کی خفیہ لیبارٹریاں ایسے علاقے میں ایسے انداز میں تیار کی گئی تھیں کہ انہیں ناقابل تسخیر لیبارٹریاں سمجھا جا سکتا تھا۔

ہاٹ ورلڈ — جس کے مقابل مسلم دنیا کے تین عظیم ایجنٹ کرنل فریدی، علی عمران اور میجر پرمود بیک وقت حرکت میں آ گئے اور پھر وہ تینوں اپنے اپنے ساتھیوں کے ساتھ اپنے اپنے انداز میں آگے بڑھتے چلے گئے۔

کیا واقعی ——؟

ملیکا — کرنل فریدی کی ساتھی۔ جس نے اس مشن میں ایسی کارکردگی کا مظاہرہ کیا کہ کرنل فریدی جیسا ہارڈ سٹون بھی اس کی تحسین کرنے پر مجبور ہو گیا۔

وہ لمحہ — جب کرنل فریدی، علی عمران اور میجر پرمود نے ان ناقابل تسخیر لیبارٹریوں کو تسخیر تو کر لیا لیکن یہ سب کچھ کر لینے کے باوجود وہ صرف ہاتھ ملتے رہ گئے۔ کیوں۔ کیا ہوا تھا۔

وہ لمحہ — جب کرنل فریدی، علی عمران اور میجر پرمود تینوں عظیم کردار باوجود جان توڑ جدوجہد کے مقابل ایجنٹوں کے سامنے بے بس ولاچار نظر آنے لگے۔ کیوں ——؟

— کیا کرنل فریدی، علی عمران اور میجر پرمود ہاٹ ورلڈ کے خلاف کامیاب بھی ہو سکے یا ——؟

انتہائی تیز رفتار ایکشن، دلچسپ اور یادگار ایڈونچر، اعصاب شکن سسپنس سے بھرپور ایک ایسا ناول جسے صدیوں تک فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

اردو جاسوسی ادب میں ایک لازوال اضافہ

جلد شائع ہو رہا ہے

ناشران

خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

کتب منگوانے کا پتہ

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

Fax 061-4018666

Mob 0333-6106573

عمران سیریز میں ایک دلچسپ، انوکھا اور یادگار ایڈونچر

مکمل ناول

# سپیشل اسٹیشن

مصنف مظہر کلیم ایم اے

:::::: ایک ایسا مشن جس میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو روکنے کی کافرستانی حکومت نے ہر حکومتی کوشش کر ڈالی۔ مگر ——؟

:::::: ایک ایسا مشن جس کے لئے کافرستان کے انتہائی خطرناک اور گھنے جنگلات میں سے گزرنا لازمی تھا۔

:::::: ایسے جنگلات جن میں اب بھی قدیم وحشی قبائل کی حکمرانی تھی اور ان وحشی قبائل کی حدود سے کسی اجنبی کا صحیح سلامت گزر جانا ناممکن بنا دیا گیا تھا۔ پھر ——؟

شاہینہ لارا :: ایک پاکیشائی نژاد ایکریمین لڑکی، جسے عمران، جولیا اور اپنے ساتھیوں کے اعتراض کے باوجود اپنی بیوی بنا کر مشن پر ساتھ لے گیا۔ کیوں ——؟

نازیہ :: صالحہ کی دوست جو تنویر کی بیوی بن کر مشن پر ساتھ گئی۔ کیوں اور کس لئے ——؟

وہ لمحہ :: جب جولیا کو کیپٹن شکیل کی بیوی بنا کر پیش کیا گیا۔ تنویر اور جولیا کا کیا ردعمل تھا ——؟

وہ لمحہ :: جب دو کلومیٹر چوڑی دلدل کو جوزف کی وجہ سے پار کر لیا گیا۔ جوزف کا ایسا کارنامہ جس نے عمران کو بھی حیرت زدہ کر دیا۔

وہ لمحہ :: جب جوزف کی صلاحیتیں جنگل میں اپنے عروج پر پہنچ گئیں۔

وہ لمحہ :: جب سپیشل اسٹیشن کے گرد ایک دھات کا کور عمران اور اس کے ساتھی باوجود کوشش کے نہ توڑ سکے اور مشن ناکام ہو گیا۔ کیا واقعی ——؟

وہ لمحہ :: جب عمران کے ساتھیوں نے عمران کی بات ماننے سے صاف انکار کر دیا مگر عمران ناکام واپسی پر بضد رہا۔ پھر کیا ہوا ——؟

وہ لمحہ :: جب بظاہر ناممکن مشن کو عمران نے اپنی ذہانت سے ممکن بنا دیا اور سب ساتھیوں نے بے اختیار اسے سپر جینئس قرار دے دیا۔

وہ لمحہ :: جب کافرستان کے صدر نے بھی برملا عمران کو سپر جینئس قرار دے دیا۔

انتہائی پراسرار، دلچسپ واقعات، خوفناک جنگلات اور خطرناک دلدلوں میں ناقابل یقین جدوجہد پر مبنی انوکھا اور یادگار ایڈونچر

ناشران

خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

کتب منگوانے کا پتہ
ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Ph 061-4018666
Mob0333-6106573

عمران سیریز میں ایک تہلکہ خیز یادگار ایڈونچر

مکمل ناول

# ڈینجر گروپ چاؤ

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

**مارطانہ** :: ایک ملک جس کی حکومت پاکیشیا کے ساتھ اپنی شرائط پر گیس معاہدے میں شامل ہونا چاہتی تھی مگر سرسلطان اس کے راستے میں بڑی رکاوٹ تھے۔

**بلیک سٹار** :: ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم جس نے مارطانہ حکومت کی ایماء پر سرسلطان کو پاکیشیا سے اغوا کر لیا۔ پھر ——؟

**مارطانہ** :: جس کے حکام سمجھتے تھے کہ سرسلطان کی زندہ واپسی کی شرائط پر وہ حکومت پاکیشیا سے اپنی تمام شرائط منوا لینے میں کامیاب رہیں گے۔ کیا واقعی ——؟

سرسلطان کی واپسی کے لئے جب پاکیشیا سیکرٹ سروس نے عمران کی سربراہی میں اپنے مشن کا آغاز کیا تو بلیک سٹار اور مارطانہ حکومت دونوں ہی بوکھلا گئے۔ کیوں؟

ڈینجر گروپ چاؤ :: ایک ایسا بین الاقوامی مجرم گروپ جس نے ایک جزیرے کے جنگل میں ایسا حفاظتی نظام قائم کیا ہوا تھا کہ جہاں کوئی مکھی بھی ان کی مرضی کے بغیر داخل نہ ہوسکتی تھی۔

ڈینجر گروپ چاؤ :: جس کی تحویل میں سرسلطان کو اس لئے دے دیا گیا کہ سب کو یقین تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی ڈینجر گروپ چاؤ سے سرسلطان کو واپس حاصل نہیں کرسکتی۔ کیا واقعی ——؟

وہ لمحہ :: جب عمران اور اس کے ساتھیوں کی آنکھوں کے سامنے سرسلطان کو فرش پر لٹا کر ان کے ٹکڑے کئے جانے لگے۔ پھر؟

لوگی :: ڈینجر گروپ چاؤ کی ایک لڑکی جو سرسلطان کو اپنے والد کی جگہ سمجھتی تھی اور جس نے نہ صرف سرسلطان بلکہ پوری پاکیشیا سیکرٹ سروس کی جانیں بچانے کے لئے اپنی جان قربان کر دی۔ کیوں اور کیسے ——؟

کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس سرسلطان کو زندہ واپس حاصل کرسکی یا؟

انتہائی دلچسپ واقعات، تیز رفتار ایکشن اور اعصاب کو منجمد کر دینے والا سسپنس اور ایک تہلکہ خیز یادگار ایڈونچر

ناشران
خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

کتب منگوانے کا پتہ
ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان
Ph 061-4018666
Mob0333-6106573

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور یادگار ایڈونچر

مکمل ناول

# سیکرٹ سنٹر

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

سیکرٹ سنٹر ⊛ تابات کی دشوار گزار پہاڑیوں میں واقع ایک ایسا سنٹر جس کی حفاظت بدھ بھکشو کرتے تھے۔ کیوں —— ؟

سیکرٹ سنٹر ⊛ جس کے تحت بدھ بھکشوؤں کے روحانی رہنما دلائی لامہ کو ٹارگٹ بنالیا گیا۔ مگر کیوں —— ؟

سیکرٹ سنٹر ⊛ ایک ایسا سنٹر جو روسیاہ شوگران اور پاکیشیا تینوں کے خلاف تھا لیکن صرف پاکیشیا سیکرٹ سروس اس کے لئے آگے بڑھی۔ کیوں —— ؟

سیکرٹ سنٹر ⊛ جہاں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے میں کوئی ایجنسی یا ایجنٹ باقی نہ رہا لیکن اس کے باوجود عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس یہ سیکرٹ سنٹر ٹریس نہ کر سکتے تھے۔ کیوں —— ؟

سیکرٹ سنٹر ⊛ ایک ایسا سنٹر جسے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے ایکریمیا کے اعلیٰ حکام کی مدد سے ٹریس کر لیا جبکہ یہ سنٹر ایکریمیا کا ہی تھا۔ یہ سب کیسے ہوا؟

وہ لمحہ ⊛ جب عمران اپنے ساتھیوں سمیت ناکام واپس لوٹ آیا۔ لیکن پھر اچانک یہ مشن مکمل کر دیا گیا۔ کیسے؟ انتہائی حیرت انگیز سچویشن۔

ناشران

خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

کتب منگوانے کا پتہ
ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Ph 061-4018666
Mob0333-6106573